عمران سیریز

سپیشل ایجنٹ برونو

مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

سپیشل ایجنٹ برونو

مظہر کلیم

کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

سپیشل ایجنٹ برونو

سیاہ رنگ کی کار رات کے اندھیرے میں ایک ویران سی سڑک پر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی۔اس کی تمام بتیاں بجھی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔۔اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا نوجوان گھپ اندھیرے میں اس ویران اور ناپختہ سی سڑک پر کار کر اس قدر تیز رفتاری سے دوڑانے کے لیے یوں بیٹھا تھا جیسے وہ موت کی سزا دینے والی الیکٹرک چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔۔اور کسی بھی لمحے اس چیئر میں دوڑنے والا کرنٹ اس کی زندگی کا خاتمہ کر دے گا۔۔۔۔۔۔ سٹئیرنگ اس کے مضبوط ہاتھوں میں اتنی تیزی سے گھومتا کہ ساتھ بیٹھا ہوا آدمی حیرت سے سٹئیرنگ کو دیکھنے لگتا کہ آخر وہ اب تک ٹوٹ کیوں نہیں گیا۔۔۔۔۔۔ پچھلی سیٹ پر ایک اور آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس نے سیاہ رنگ کا اوور کوٹ اور سر پر سیاہ رنگ کی فلیٹ
پہن رکھی تھی۔۔۔۔۔۔اندھیرے میں بھی اس کی آنکھیں یوں چمک رہی تھیں جیسے جگنو چمکتے ہیں۔

"اور تیز دوڑاؤ مارسم۔۔۔۔۔۔وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔" پیچھے بیٹھے ہوئے نے قدرے کرخت لہجے میں ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔۔۔۔۔اس سے زیادہ تیز رفتاری ممکن نہیں ہے۔"

ڈرائیور نے قدرے مودبانہ لہجے میں کہا اور پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا آدمی ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

"اب تک کیپسول کی چوری کا پتہ تو چل گیا ہو گا۔۔۔۔۔۔" ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے ہوئے نے پیچھے مڑ کر کہا۔

"یقیناً۔۔۔۔اور حکومت کی پوری مشینری حرکت میں آچکی ہو گی۔وہ شکاری کتوں کی طرح ہمیں تلاش کرنے کے لیے چاروں طرف دوڑ پڑیں گے۔" پیچھے بیٹھے ہوئے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔اور کار میں ایک بار

پھر خاموشی چھا گئی۔

تقریباً دس منٹ تک مسلسل بے تحاشا انداز میں کار دوڑانے کے بعد وہ ایک جنگل میں پہنچ گئے۔ کار جنگل کے اندر ایک کچے راستے میں داخل ہوئی۔۔۔ تو ڈرائیور نے چھوٹی بتیاں تین بار جلائیں۔ اُسی لمحے سامنے درختوں کے درمیان۔۔۔ جگنو سا تین بار چمک کر بجھ گیا۔۔۔ اور ڈرائیور نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کار کا رخ اس طرف موڑ دیا جس طرف یہ جگنو چمکا تھا۔۔۔ اس کے ساتھ ہی

اس نے کار کی رفتار واضح طور پر کم کر دی۔

چند ہی لمحوں بعد کار درختوں ے درمیان موجود ایک عجیب ساخت کے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر رک گئی۔۔۔ ہیلی کاپٹر اندھیرے میں خاصا بڑا نظر آ رہا تھا۔ کار جیسے ہی ہیلی کاپٹر کے قریب رکی پیچھے بیٹھا ہوا نوجوان بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔۔۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کے ساتھ کھڑا ہوا آدمی بھی آگے بڑھا۔

"ہیلو۔۔۔ کون لوگ ہو تم۔" ہیلی کاپٹر کی طرف سے آنے والے نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جیگر فال۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ سرکاری کتے کسی بھی لمحے ہم پر جھپٹ سکتے ہیں۔" کار سے نکلنے والے نے کرخت لہجے میں کہا اور پھر بھاگتا ہوا ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچا۔ اور اتنی تیزی سے ہیلی کاپٹر پر سوار ہوا جیسے ایک لمحے کی بھی دیر قیامت خیز ثابت ہو سکتی ہو۔۔۔ ہیلی کاپٹر کی طرف سے آنے والا بھی اس کے پیچھے اوپر چڑھا اور اس نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی۔ اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کا انجن جاگ اٹھا۔۔۔ ہیلی کاپٹر میں صرف دو افراد کے بیٹھنے کی ہی گنجائش تھی۔۔۔ ہیلی کاپٹر کا پنکھا تیزی سے گردش کرنے لگا۔۔۔ اور پھر ہیلی کاپٹر نے ایک جھٹکے سے زمین چھوڑ دی اور عمدی پرواز کرتا ہوا تیزی سے آسمان کی بلندیوں کی طرف بڑھتا گیا۔۔۔ کافی بلندی پر آنے کے بعد ہیلی کاپٹر کا رخ مشرق کی طرف مڑا۔ اس نے

تیزی سے

پرواز کرنی شروع کر دی۔

"کام ہو گیا ہے مسٹر برونو۔"۔۔۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر چلانے کے بعد پہلی بار پوچھا۔

"ہاں۔۔۔" ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے برونو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ چونک پڑا۔۔۔ کیوں کہ آسمان پر اچانک تیز رفتار جنگی جہازوں کا ایک پورا اسکورڈن ظاہر ہوا۔۔۔۔ اور وہ تیزی سے فضا میں ادھر اُدھر بکھر گ ءے۔

"اوہ۔۔۔ ہمیں ٹریس کر لیا گیا ہے۔" برونو نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کریں۔۔۔ میں انہیں ڈیل کر لوں گا۔" پائلٹ نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ابھی اس کی بات ختم ہوئی ہی تھی کہ اچانک جنگی جہازوں نے ہیلی کاپٹر کو گھیر لیا۔

"ہیلو۔۔ ہیلو۔۔۔ اسکورڈن تھرٹین کمانڈر کالنگ۔۔۔۔ ہیلی پائلٹ اوور۔" چند لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ پائلٹ ہیلی کاپٹر ایس کے الیون اٹنڈنگ یو اوور۔" پائلٹ نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایس کے الیون۔۔۔۔ مگر تم تو شیڈول میں نہیں ہو۔۔۔ شناخت کراو اوور۔" وہی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سپیشل پرمٹ روٹ۔۔۔۔ ایمرجنسی پرل اوور۔" پائلٹ نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔۔ مگر ہمیں کوئی اطلاع نہیں ہے۔۔۔ تمہارے ساتھ کون ہے اس کی شناخت کراو۔ اوور۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ایمر جنسی پرل۔۔۔۔ سیکرٹ آفیسر سکس اوور۔" پائلٹ نے جواب دیا۔

"اپنا ہیلی کاپٹر زیر واڈے پر اتار دو۔ بغیر چیکنگ کے کسی پرواز کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔۔۔ ہنگامی حالات کا اعلان ہو گیا ہے اوور۔" چیختی ہوئی آواز میں کہا گیا۔

"سوری۔۔۔۔ پرل روٹ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اوور۔" پائلٹ نے بھی کرخت لہجے میں جواب دیا۔

"میں صرف دس تک گنوں گا۔۔۔ ہیلی کاپٹر موڑلو ورنہ ہٹ کر دیا جائے گا۔۔۔۔ اٹ از فائنل آرڈر۔۔۔۔ ون ٹو۔۔۔۔" کمانڈر کی طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی گنتی شروع ہو گئی۔

"ہم کہاں ہیں۔" برونو نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"شمالی پہاڑیوں میں۔" پائلٹ نے جواب دیا۔

"مجھے یہیں اتار دو۔ اور تم نکل جاو۔ جس طرح بھی ممکن ہو۔"

برونو نے متوحش نظروں سے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔ ادھر گنتی آٹھ تک پہنچ چکی تھی۔

"ہیلو۔۔۔ گنتی روکو۔۔۔ میں ہیلی کاپٹر موڑ رہا ہوں۔۔ اوور۔" پائلٹ نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ آن کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔۔۔ سمجھ دار ہو۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔۔ ہم تمہاری نگرانی کریں گے۔ اوور۔" کمانڈر کی طرف سے کہا گیا۔

اور ہیلی کاپٹر پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑ دیا۔ ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کرنی شروع کر دی۔

"میں آپ کو ایسی جگہ پر اتار دوں گا جہاں قریب ہی ایک بڑا قصبہ ہے۔۔۔ آپ آسانی سے وہاں سے نکل سکتے ہیں۔" ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے برونو سے مخاطب ہو کر کہا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"اور تم کیا کرو گے۔۔۔ میری عدم موجودگی کے بارے میں کیا کہو گے۔۔۔" برونو نے پوچھا۔

"میری فکر نہ کریں میں سنبھال لوں گا۔۔۔۔۔ مشن میری جان سے زیادہ اہم ہے آپ جلدی سے سیٹ کے نیچے سے ایمر جنسی پیراشوٹ نکالا کر باندھ لیں۔ یہ سیاہ رنگ کا ہے۔" پائلٹ نے کہا۔ اور برونو نے جلدی سے سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈالا اور پھر ایک پیکٹ نکال کر اسے کھولا۔۔۔ اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ پیراشوٹ باندھ چکا تھا۔ پیراشوٹ کا کپڑا اور رسیاں گہرے سیاہ رنگ کی تھیں۔

"ہوشیار۔۔۔ جیسے ہی میں اوکے کہوں آپ نے کود جانا ہے۔۔۔ کیپسول کو سنبھال لیں۔۔ ایسا نہ ہو بے خیالی میں گر جائے۔" پائلٹ نے کہا۔

جنگی جہاز اب آڑھے ترچھے ہو کر اس کے اوپر آجا رہے تھے۔

"اس کی فکر نہ کرو۔" برونو نے کہا۔

اور چند ہی لمحوں بعد پائلٹ نے اوکے کہا تو برونو بجلی کی سی تیزی سے سیٹ سے اٹھا اور دوسرے ہی لمحے وہ کسی سائے کی طرح اندھیرے میں غائب ہو گیا۔۔۔۔ ہیلی کاپٹر اسی طرح آگے بڑھتا چلا گیا۔

برونو کو چھلانگ لگاتے ہی یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی اندھیری سرنگ میں اترتا جا رہا ہو۔۔۔۔۔ ہیلی کاپٹر کے ساتھ ساتھ جنگی جہازوں کی گونج نے اس کے کانوں کے پردوں کو جیسے پھاڑ دیا تھا۔۔ لیکن اس نے اپنے حواس قائم رکھے اور چھلانگ لگاتے ہی اس نے دل میں گنتی شروع کر دی۔ اس کا ایک ہاتھ سختی سے بیلٹ کے ساتھ لگی ہوئی چھوٹی سی رسی کو پکڑے ہوئے تھا۔۔۔ وہ کسی بھاری پتھر کی طرح سیدھا نیچے گرا چلا جا رہا تھا۔ جیسے ہی اس نے دل میں دس کی گنتی مکمل کی۔ اس کے ہاتھ نے لاشعوری طور پر حرکت کی اور رسی کھنچ گئی۔۔۔۔ اس کے ساتھ ہی پشت پر بندھا ہوا پیراشوٹ پھڑ پھڑاتا ہوا کھل گیا اور برونو کا تیزی سے نیچے گرتا ہوا جسم ایک زوردار جھٹکے سے ہوا میں تھم گیا۔۔۔ اور پھر اس کے جسم میں توازن سا پیدا ہوا تو اس نے

اطمینان کا سانس لیتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا۔ دور شمال کی طرف اسے چمکتے ہوئے جگنو دکھائی دیئے۔۔۔۔ جو تیزی سے دور ہوتے جارہے تھے۔ یہ اس کا ہیلی کاپٹر اور جنگی جہازوں کا اسکوارڈن تھا۔

اسے اطمینان ہو گیا کہ اسے چیک نہیں کیا جاسکا۔ نیچے گھپ اندھیرا تھا۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ نیچے ہوتا گیا۔ اور پھر نیچے کا ماحول کچھ کچھ واضح ہونے لگا۔ یہ پہاڑیاں سی تھیں جن میں درخت جھاڑیوں کی طرح نظر آرہے تھے۔ اس نے بیلٹ کی دوسری سائیڈ میں لٹکی ہوئی رسی کو مخصوص انداز میں کھینچ کر اپنا رخ بدلا۔ اور ساتھ ہی پیراشوٹ کی ہوا کم کر دی۔۔۔ اس طرح اس کے نیچے گرنے کی رفتار اور زیادہ تیز ہو گئی۔ اور پھر ماحول واضح ہوتا چلا گیا۔۔۔۔۔ برونو ہر قسم کے حالات سے نپٹنے کے لیے اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار کر چکا تھا۔۔۔ اب درخت بڑے اور واضح نظر آرہے تھے۔ برونو بڑی مہارت سے پیراشوٹ کا رخ موڑ کر اور ہوا کو کم یا زیادہ کر کے کسی مناسب جگہ پر اترنے کی تیاری کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اور چند ہی لمحوں بعد اس کی کوشش رنگ لائی اور وہ بڑی آسانی سے چند درختوں کے درمیان سے گزرتا ہوا ایک بڑی سی جھاڑی پر جا گرا۔۔۔ نیچے گرتے ہیں اس نے مخصوص انداز میں قلابازی کھائی اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے پیراشوٹ سمیٹنا شروع کر دیا۔ پیراشوٹ کو سمیٹ کر اور اس کی بیلٹ کھول کر اس نے بڑے ماہرانی انداز میں اُسے دوبارہ پیکٹ کی صورت میں لپیٹا اور پھر ایک جھاڑی کے اندر چھپا دیا۔ اب وہ آزاد تھا۔ اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور تیزی سے شمال کی طرف اترتا چلا گیا۔ ایک چٹان کی اوٹ سے نکلتے ہی اس کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔ سامنے شہر کی جھلملاتی ہوئی روشنیاں صاف نظر آنے لگ گئی تھیں۔۔۔ اس کی نیچے اترنے کی رفتار اور زیادہ تیز ہو گئی۔۔۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی سے نیچے اتر کر میدانی علاقے میں پہنچ گیا۔ اس نے شہر کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔ مگر دوسرے ہی لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس کے حساس کانوں میں جیپوں کی گونجتی ہوئی آوازیں پڑی تھیں۔۔۔ اور یہ آوازیں لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جا

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

رہی تھیں۔۔۔ وہ سمجھ گیا کہ اسے چیک کر لیا گیا ہے اور اب اس پہاڑی کو گھیرا جارہا ہے۔۔۔ سامنے چونکہ دور تک میدانی علاقہ تھا اس لیے وہ آسانی سے نظروں میں آسکتا تھا۔۔۔ چنانچہ وہ تیزی سے واپس پلٹا اور دوڑتا ہوا پہاڑی کے قرب پہنچ کر ایک بڑی سی جھاڑی کی آڑ میں کسی خرگوش کی طرح دبک گیا۔

چند لمحوں بعد ہی اس کا خدشہ درست ثابت ہوا۔ تقریباً بیس کے قرین فوجی جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں وہاں پہنچی اور پھر جیپیں اس پہاڑی کے گرد پھیلتی چلی گئیں۔۔۔۔۔ چار جیپیں برونو کے سامنے کی طرف رک گئی تھیں۔۔۔ جیپوں کے رکتے ہیں اس میں سے مسلح فوجی اچھل کر نیچے اترے۔۔۔ ان کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔۔۔ اور وہ بڑے چوکنے انداز میں پہاڑی کی طرف بڑھنے لے۔۔۔ ان میں سے دو مسلح جیپوں کا رخ عین اس جھاڑی کی طرف تھا۔ جس کے پیچھے برونو چھپا ہوا تھا۔ برونو اور زیادہ سمٹ گیا۔۔۔ دونوں فوجی جھاڑی کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔۔۔۔ اور پھر ان میں سے ایک نے ٹارچ روشن کیا اور پہاڑی کے سامنے کے رخ کا بغور جائزہ لینے لگا۔ جب کہ برونو اس سے چند قدم کے فاصلے پر سانس روکے پڑا تھا۔

''ہمیں اوپر جانا چاہئیے۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ کسی غار میں چھپا ہوا ہو۔'' ان میں اسے ایک نے دوسرے کو مخاطب ہو کر کہا۔

'' یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ یہیں قریب ہی کسی جھاڑی کے پیچھے ہو۔۔۔ تم اوپر جاو میں یہیں رکوں گا۔'' دوسرے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

یہ وہ تھا جو ٹارچ کے بگیر تھا۔ اور پھر ٹارچ والا تیزی سے آگے بڑھنے لگا جب کہ دوسرا سپاہی وہیں رک گیا۔۔۔۔ اسی طرح چند سپاہی اور نیچے رک گ ءی تھے جب کہ ان کے ساتھ اوپر چڑھ رہے تھے۔۔۔ برونو خاموش اپنی جگہ پڑا رہا۔۔۔ وہ سانس بھی آہستہ لے رہا تھا۔ اس کی تیز نظریں سامنے کھڑی جیپ پر جمی

ہوئی تھیں۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ اوپر چڑھنے والے سپاہی کافی فاصلہ طے کر چکے ہیں تو اس نے ایکشن میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔ اور دوسرے ہی لمحے وہ اچانک کسی چیتے کی طرح اچھل کر سامنے کھڑے سپاہی پر جھپٹا اور بجلی کی سی تیزی سے سپاہی کو ساتھ لیے دوبارہ جھاڑی میں جا گرا۔ سپاہی نے تیزی سے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی۔ لیکن برونو نے اس انداز میں چھلانگ لگائی تھی کہ اس کا ایک ہاتھ سپاہی کے منہ پر جما ہوا تھا جب کہ دوسرا اس نے اس کی گردن کے گرد گھما کر اپنے جسم کے نیچے جکڑا ہوا تھا۔ نیچے گرتے ہی برونو نے گردن والے بازو کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔۔۔ اور ساتھ ہی اس نے دونوں گھٹنے جوڑ کر اپنا پچھلا جسم اوپر کیا تو کٹک کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور سپاہی کی گردن ٹوٹ گئی اور اس کا پھڑکتا ہوا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔

برونو ایک جھٹکے سے اس کے اوپر گر گیا۔ اس نے اس وقت تک ہاتھ نہیں ہٹایا جب تک اسے یقین نہیں ہو گیا کہ سپاہی مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے۔۔۔ یہ اس کی حیرت انگیز کامیابی تھی کہ اس نے ذرہ برابر بھی آواز پیدا کیے بغیر اپنا مقصد پورا کر لیا تھا۔

برونو نے سپاہی کی لاش پر لیٹے لیٹے آہستہ سے کروٹ بدلی۔ اور پھر سپاہی کو کھینچ کر جھاڑی کی اوٹ میں ڈال کر اس نے جلدی سے اس کا خاکی رنگ کا اوور کوٹ اتارا۔۔۔ اور اسے وہیں لیٹے لیٹے اپنے اوور کوٹ کے اوپر کھینچ کھانچ کر پہن لیا۔ فلیٹ کو موڑ کر اس نے تہہ کیا اور سپاہی کی لوہے کی ٹوپی اتار کر اس نے تہہ شدہ فلیٹ ہیٹ کے اوپر جما لیا۔ اب وہ اندھیرے میں ایک سپاہی ہی نظر آ رہا تھا۔۔۔ اس نے جلدی سے سپاہی کی گن اٹھائی اور ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔۔۔ دور دور تک پھیلے ہوئے سپاہی اس کی طرف متوجہ ہی نہ تھے۔ وہ سب اوپر دیکھ رہے تھے۔ جہاں اب ٹارچیں جگنوؤں کی طرح چمک رہی تھیں۔

برونو چند لمحے وہاں کھڑا رہا پھر ایک جھٹکے سے مڑا اور تیزی سے سامنے کھڑی ہوئی ایک جیپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔۔۔ اس کے چلنے کا انداز فوجیوں جیسا تھا۔

"تم کیوں آ گئے ہو؟" اُسی لمحے جیپ سے ایک نوجوان نے سر باہر نکالتے ہوئے برونو سے پوچھا۔۔ لیکن برونو کوئی جواب دیئے بغیر تیزی سے چلتا ہوا جیپ کے قریب پہنچ گیا۔ اور پھر اس کے ہاتھ میں موجود سٹین گن نے جھٹکا کھایا۔۔۔۔ برونو نے اسے اچھال کر نال سے پکڑ لیا۔ جیپ سے سر نکالے ہوئے نوجوان جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا حیرت سے یہ عجیب و غریب کھیل دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟" نوجوان نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔۔۔۔ لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے حلق سے ایک ہلکی سی چیخ نکلی اور اسٹین گن کا بٹ پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر پڑا اور اس کا آدھا جسم جیپ سے باہر لٹک گیا۔۔۔ برونو نے بجلی کی سی تیزی سے اسے کھینچ کر باہر نکالا اور پھر اچھل کر جیپ پر چڑھ بیٹھا۔

"کیا ہو رہا ہے؟۔۔۔ کیو ہوا اکبر۔۔۔" اچانک ارد گرد والی جیپوں سے آوازیں بر آمد ہوئیں۔ شاید ان جیپوں میں موجود ڈرائیور دھماکہ اور چیخ کی آواز سن کر ڈرائیور کو پکار رہے تھے۔

لیکن برونو نے جیپ میں بیٹھتے ہی اگنیشن آن کیا اور دوسری ہی لمحے جیپ تیزی سے پیچھے ہٹی۔۔۔ اور پھر اس کے ٹائروں نے چیختے ہوئے موڑ کاٹا اور اڑتی ہوئی میدانی علاقے میں دوڑتی چلی گ ءی۔۔۔۔ برونو بڑے مطمئن انداز میں جیپ بھگائے جا رہا تھا۔۔ سائیڈ مرر پو اس کی نگاہیں جمی ہوئی تھیں۔۔ تھوڑی دور آنے کے بعد ہی اس نے جیپوں کو مڑتے اور اپنے پیچھے آتے ہوئے دیکھا تو اس کے لبوں پر ایک تلخ سی مسکراہٹ ابھر آئی۔۔۔ اس نے ایکسیلیٹر کو پوری قوت سے دبایا۔ اور طاقت ور انجن والی جیپ انتہائی رفتار سے دوڑنے لگی۔ سٹین گن برونو نے اپنی جھولی میں ترچھی کر کے رکھی ہوئی تھی۔ میدانی پٹی دور تک سیدھی چلی گئی تھی۔۔۔ پیچھے آنے والی جیپوں کے ہیڈ لائٹ اب روشن ہو گئے تھے۔۔۔ اور وہ لمحہ بہ لمحہ نزدیک آتے جا رہے تھے۔۔۔ برونو سمجھ گیا کہ وہ اب ہر صورت میں اسے گھیرنے پر تل گئے ہیں۔۔۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے انجن زیادہ طاقت ور ہوں بہر حال فاصلہ اب گھٹتا جا رہا تھا۔۔۔ اور اس کے پیچھے دس کے

قریب جیپیں تھیں۔۔۔۔ برونو جیپ چلاتے ہوئے ان پر فائر بھی نہ کھول سکتا تھا جب کہ وہ اس کے پچھلے ٹائر آسانی سے برسٹ کر سکتے تھے۔۔۔اس لیے برونو نے فوراً ہی ان سے نمٹنے کے لیے ایک اور تجویز سوچی اور اس نے جیپ کی رفتار یک لخت کم کر دی۔۔۔اور ساتھ ہی وہ انجن کو جھٹکے دینے لگا جیسے اچانک انجن میں خرابی پیدا ہو گئی

نے کوٹ اتارا۔اور پھر وہ تیزی سے آگے کی طرف دوڑنے لگا۔ سٹین گن ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔۔۔اس نے اسٹیئرنگ والا ہاتھ چھوڑتے ہی وہی ہاتھ گود میں موجود اسٹین گن پر جما دیا تھا وہی لیے وہ اسٹین گن سمیت ہی باہر آ گرا تھا۔ سٹین گن اٹھائے وہ کسی جنگلی خرگوش کی طرح آگے دوڑتا چلا گیا۔اُسے معلوم تھا کہ جلد ہی فوجیوں کو اس کی عدم موجودگی کا احساس ہو جائے گا اور اس کے بعد وہ اس ذخیرے کو گھیر لیں گے اس لیے وہ جس قدر ممکن ہو سکتا تھا ان سے زیادہ سے زیادہ فاصلہ طے کر لینا چاہتا تھا۔۔۔ذخیرے کا اختتام ہوا تو اس نے شہر کی روشنیاں اپنے بالکل ہی قریب دیکھیں۔اور وہ تیزی سے دوڑتا چلا گیا۔۔۔
تھوڑی دیر بعد وہ ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو چکا تحا۔اُسی لمحے اسے اپنے پیچھے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔۔۔اور برونو سمجھ گیا کہ فوجی اس کا پیچھا کرتے ہوئے آ رہے ہیں اور جلد ہی وہ کالونی میں پہنچ جائیں گے۔۔۔۔کالونی کی سڑکیں سنسان پڑی ہوئی تھیں۔۔۔اور برونو آوازیں سنتے ہی تیزی سے اچھلا اور پھر قریب ترین کوٹھی کی چھوٹی سی دیوار پھلانگتا ہوا اندر جا گرا۔۔۔۔مگر اسی لمحے کسی خوفناک کتے کی آواز سنائی دی اور پھر ایک سایہ سا کسی کونے سے اچھل کر اس پر آ گرا۔۔۔یہ بلڈ ہاؤنڈ کتا تھا۔۔۔۔اس نے برونو کی گردن پر دانت جمانے کی کوشش کی تھی لیکن برونو اچانک حملے کی وجہ سے نیچے گرتے ہی تیزی سے پلٹا اور

دوسرے ہی لمحے بلڈ ہاؤنڈ کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑ لیا۔۔۔اور پھر پلک جھپکتے میں اس نے کتے کا بھی

وہی حشر کیا جو اس سے پہلے وہ سپاہی کا کر چکا تھا۔ یہ شاید اس کا مخصوص داؤ تھا۔۔۔اور اس داؤ میں وہ خاصہ مہارت رکھتا تھا۔اس لئے خوفناک بلڈ ہاؤنڈ بھی پلک جھپکتے میں اس کے داؤ کا شکار ہو گیا تھا۔۔۔۔ورنہ ظاہر ہے اس نسل کے کتے تو اچھے اچھوں کے قابو میں نہیں آتے۔۔۔اُسی لمحے کوٹھی کی بتیاں یکلخت جل اٹھیں۔

"کیا بات ہے ٹائیگر۔۔۔۔کیا ہے؟" اچانک ایک کرخت مردانہ آواز سنائی دی۔
اور برونو نے منہ بنا کر بلڈ ہاؤنڈ جیسی آواز نکالی اور ساتھ ہی اس نے کتے کی لاش کو ایک اندھیرے کونے میں اچھال دیا۔اب وہ بلڈ ہاؤنڈ جیسی آوازیں اپنے حلق سے نکال رہا تھا۔۔۔پھر اندرونی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں ریوالور پکڑے دروازے میں نظر آیا۔۔۔۔لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا برونو کسی عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔نوجوان نے اس کے پنجے سے نکلنے کی کوشش کی۔۔۔لیکن برونو پر تو اپنی جان بچانے کا بھوت سوار تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نوجوان چیخ بھی نہ سکا اور برونو کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن کی نال اس کی پیشانی میں اتنی قوت سے گھستی چلی گئی کہ اس کی آدھی کھوپڑی تک نال گھستی چلی گئی۔۔۔اور نوجوان کا جسم چند لمحے پھڑکنے کے بعد ساکت
ہو گیا۔۔۔برونو نے سٹین گن کو تیزی سے کھینچا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔۔
اُسی لمحے باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی کوٹھی کا پھاٹک تیزی سے کھٹکایا جانے لگا۔۔۔۔برونو سمجھ گیا کہ روشنی اور کتے کے بھونکنے کی وجہ سے سپاہی مشکوک ہو گئے ہیں۔۔۔۔
ادھر نوجوان کے گرنے کے دھماکے کا اندر کوردعمل نہ ہوا تھا۔اس لئے وہ یہ بھی سمجھ گیا کہ اس کوٹھی میں اکیلا ہی تھا۔

برونو نے سٹین گن وہیں پھینکی اور پھر مڑ کر تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔۔۔البتہ وہ اندرونی دروازپ

بند کر چکا تھا۔ تاکہ گیلری میں پڑی ہوئی نوجوان کی لاش سپاہیوں کی نظر میں نہ آسکے۔

"کون ہے۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔" برونو نے اندر سے ایسی آواز میں کہا جیسے کوئی اچانک گہری نیند سے جاگتا ہے۔ "دروازہ کھولو۔۔۔ ہمارا فوج سے تعلق ہے۔" باہر سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

برونو نے دروازہ کھول دیا۔ اس نے آنکھیں کوب ناک بنالیں۔ بال تو پہلے ہی پریشان تھے۔

"کیا بات ہے۔" برونو نے پھاٹک کھول کر بڑے بااعتماد انداز مین باہر قدم بڑھاتے ہوئے سپاہیوں سے پوچھا۔ یہ تین سپاہی تھے۔ جن کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔

"جناب ایک بین الاقوامی مجرم بھاگ کر یہاں آیا ہے۔ آپ کی کوٹھی میں تو نہیں آیا۔" سپاہیوں نے اس کے لہجے، قدو قامت اور اعتماد بھرے انداز سے مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔

"بین الاقوقامی مجرم۔۔۔ اوہ تو وہ مجرم تھا۔۔۔ وہ اندر کودنے لگا تھا لیکن میرا کتا اس پر جھپٹا تو وہ واپس باہر کود گیا۔ میں نے ایک سایہ سا دیکھا تھا۔"۔۔۔ برونو نے بڑے پریقین لہجے میں کہا۔

"کیا آپ کو یقین ہے جناب۔"۔ سپاہیوں نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"میں جھوٹ بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ اگر وہ اندر ہوتا تو میں یہاں کھڑا تم سے باتیں کر رہا ہوتا۔" برونو نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔ ٹھیک ہے جناب۔۔۔۔۔۔۔ بہر حال آپ ہوشیار رہیں۔"۔۔۔۔۔۔۔۔ سپاہیوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے دوڑنے لگے۔

برونو نے مسکراتے ہوئے پھاٹک بند کر دیا۔ اس کی ذہانت اور خود اعتمادی نے سپاہیوں کو دھوکہ دے دیا تھا۔۔۔ اس نے یہ خطرناک داو اس امید پر کھیلا تھا کہ سپاہیوں نے اسے پہلے واضح طور پر دیکھا نہ ہوا تھا۔۔۔ بہر حال وہ انہیں دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔ حالانکہ اگر سپاہی ذرا بھی عقل

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

استعمال کرتے تو وہ یقیناً اس سے مشکوک ہو جاتے کہ نیند سے اٹھ کر آنے والا آدمی کبھی اس طرح مکمل لباس میں باہر نہیں آسکتا۔۔۔ اسے تو سلیپنگ سوٹ میں یا زیادہ سے زیادہ سلیپنگ گاون میں ہونا چاہیئے تھا۔۔۔ لیکن ظاہر ہے کہ ایک تو وہ عام سے سپاہی تھے اور پھر ایسے حالات میں جب کہ انہیں مجرم کے نکل جانے کا خطرہ ہوا۔۔۔ اتنی باریک باتوں کا انہیں کہاں خیال آسکتا تھا۔

برونو تیزی سے واپس مڑا اور اندرونی دروازہ کھول کر گیلری کے اندر آگیا۔۔۔ نوجوان کی بھیانک لاش اسی طرح برآمدے میں پڑی ہوئی تھی۔ اس کی پیشانی میں سوراخ تھا جس سے خون نکل کر لوتھڑوں کی صورت میں جم گیا تھا۔

"شکریہ نوجوان۔۔۔۔۔۔۔ تم نے اپنی جان دے کر میری جان بچالی ہے۔" برونو نے بڑے مطمئن انداز میں ایک طرف پڑی ہوی اپنی اسٹین گن اٹھائی اور اس کی خون میں لتھڑی ہوئی آدھی نال کا اس نے نوجوان کے سلیپنگ گاون سے صاف کرنا شروع کر دیا۔

اس کے بعد دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ لیکن دوسرے ہی لمحے ٹھٹھک گیا۔ گیلری کے درمیان میں اسے سوئچ بورڈ نظر آگیا تھا جس پر دو تین بٹن پریس ہوئے نظر آرہے تھے۔۔۔ برونو نے بٹن آف کر دیئے۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی گیلری کے دروازے کے اوپر موجود روشندان تاریک ہو گیا۔ برونو نے سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ باہر جلنے والی بتیاں بجھ گئی ہیں۔۔۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا۔۔ اور پھر اسے ایک کھلے ہوئے دروازے کے اندر نائٹ بلب جلتا دکھائی دیا۔ ساتھ ہی میز پر موجود ٹیبل لیمپ جل رہا تھا۔۔۔ اور رضائی ایک طرف رکھی ہوئی پڑی تھی۔ برونو اندر داخل ہوا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ نوجوان اس کمرے میں سو رہا تھا کہ کتے کے بھونکنے کی آواز سن کر وہ باہر نکلا تھا۔۔۔ برونو نے سوئچ آن کیا تو اسے ڈریسنگ روم کا عقبی دروازہ نظر آگیا وہ یہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔ اور پھر اسے الماری مین

لٹکے ہوئے مختلف رنگوں کے سوٹ نظر آ گئے۔ برنون نے جلدی سے اپنا لباس اتارنا شروع کر دیا چوں کہ اس کا قد و قامت اور جسامت تقریباً اس نوجوان سے متے جلتے تھے جس کی کوٹھی پر وی اس وقت موجود تھا۔۔۔ اس لئے اس نے لباس بدلنے کا ارادہ کیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ لیبارٹری سے اس کا حلیہ اور لباس کی تفصیلات چیکنگ پارٹی کو ضرور مہیا کی جاءیں گی۔۔۔۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی وہ نئے لباس میں تھا۔ اس نے اپنا کوٹ اٹھایا اور اس کے اندرونی استر میں ایک جگہ اپنی دو انگلیاں ڈال کر اس کا استر بے دردی سے پھاڑ دیا۔۔۔اور پھر اپنا ہاتھ اندر ڈال دیا۔۔۔۔ چند لمحوں بعد جب ہاتھ باہر نکلا تو اس میں ایک چھوٹی سی ڈبیا موجود تھی۔۔۔اس نے ڈبیا کا ڈھکن کھولا۔۔۔ڈبیا کے اندر ایک نیلے رنگ کا چھوٹا سا کیپسول موجود تھا۔ کیپسول کو دیکھتے ہی برونو کی آنکھوں میں تیز چمک لہرائی اور

اس نے جلدی سے ڈبیا کا ڈھکن بند کیا اور پھر ڈبیا کو کوٹ کی چھوٹی سی جیب میں ڈال کر اس نے جیب کے اوپر لگے ہوئے دو بٹن بند کر دیئے۔۔۔اب وہ ڈبیا محفوظ تھی۔ برونو نے اس کے بعد لباس کے جیبوں میں موجود دوسری چیزیں نکال کر نئے لباس کی جیبوں میں بھرنی شروع کر دیں۔۔۔۔۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ کوئی چیز باقی نہیں رہی تو اس نے لباس اٹھایا اور اسے لے کر غسل خانے میں داخل ہوا۔۔۔۔اور چند لمحوں بعد وہ اس پرانے لباس کے ڈھیر کو آگ لگا چکا تھا۔ وہ اس وقت تک وہیں کھڑا رہا جب ک لباس پوری طرح نہ جل گیا۔۔۔اس نے اس کی راکھ واش بیسن میں بہادی۔۔اور پھر اطمینان کی نظریں ڈالتا ہوا وہ واپس گیلری میں آیا۔۔۔۔۔۔ نوجوان کی لاش ابھی تک وہیں موجود تھی۔ اس نے ٹانگ سے پکڑ کر اس نوجوان کی لاش کر گھسیٹا۔۔۔۔اور اسے دوبارہ خواب گاہ میں لا کر الٹا کر بستر پر ڈال دیا۔۔۔۔اور ایک طرف پڑی ہوئی رضائی اس نے اس کے اوپر ڈال دی۔۔۔اور پھر نئے اوور کوٹ کے اندرونی طرف موجود اسٹین گن کی موجودگی کی تسلی کر لینے کے بعد وہ گیلری کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔۔۔۔اس نے دروازے

کو بند کر کے باہر سے اس کی کنڈی لگا دی۔ چند لمحے وہ کھڑا باہر کی سن گن لیتا رہا۔۔۔جب اس نے کسی کی موجودگی کا کوئی تاثر نہ پایا تو وہ بجائے پھاٹک کھول کر باہر نکلنے کے چھوٹی دیوار پھاند کر باہر سڑک پر آ گیا۔۔۔۔۔اندھیرے میں

درمیانی سڑک سنسان پڑی ہوئی تھی۔ وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ایک طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک ایک موڑ مڑتے ہوئے فوج کے چند سپاہی اسے ایک چوک پر ٹہلتے ہوئے نظر آئے۔۔۔۔وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔۔۔۔اسے خیال آ گیا کہ چوں کہ ابھی تک اس کا پتی نہ چل سکا ہو گا اس لئے باقاعدہ ناکہ بندی کی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ چند لمحے وہ کھڑا سوچتا رہا کہ آگے جائے یا واپس چلا جائے۔ پھر اس نے کندھے جھٹکتے ہوئے آگے جانے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اس کا وقت زیادہ قیمتی تھا۔ اس نے ایک ہاتھ اوور کوٹ کے قندر اس طرح ڈال لیا جس طرح اسے کافی سردی لگ رہی ہو۔۔۔۔اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھنے لگا۔۔۔اس کی چال میں خود اعتمادی تھی۔۔ سپاہی اسے دیکھتے ہی چونک پڑے۔۔۔اور پھر ان سب کے ہاتھ تیزی سے سٹین گنوں پر جم سے گئے اور ان کی تیز نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ جب کہ وہ بڑے مطمئن انداز میں چلتا ہوا ان کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ایسے موقعوں پر خود اعتمادی ہی تمام مسائل حل کر دیتی ہے۔

"ہالٹ۔۔۔۔۔ وہیں رک جاو۔ اور دونوں ہاتھ بلند کر لو۔" اچانک ایک سپاہی نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی باقی سپاہیوں نے بھی اپنی گنیں اس کی طرف سیدھی کر دیں۔

برونوان کی آواز سن کر یوں چونکا جیسے اس نے پہلی بار انہیں دیکھا ہوا۔۔۔۔وہ اپنے آپ کو الجھے ہوئے ذہن کا آدمی ظاہر کر رہا تھا۔

"کک۔۔۔۔کک۔۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔کک کیا مطلب۔" برونو نے اس طرح چونکتے ہوئے کہا جیسے وہ

سپاہی کی بات سمجھ ہی نہ سکا ہو۔

"ہاتھ اٹھالو۔" سپاہی نے دوبارہ کہا۔

"لیکن کیوں۔۔۔ کیا میں مجرم ہوں۔۔۔۔ ایک تو کار اور ٹیلی فون نے تنگ کر رکھا ہے ایک تم آ گئے ہو۔۔۔ کیا مصیبت ہے۔" برونو نے بری طرح جھنجھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔ لیکن اس نے ہاتھ نہ اٹھائے تھے۔

"اپنی شناخت کراؤ۔" سپاہی نے اس بار ہاتھ اٹھانے کا حکم دینے کی بجائے کہا۔

"شناخت۔۔۔۔ یعنی تم پی اے ٹو چیف منسٹر سے شناخت طلب کرو گے۔۔۔۔ تم احمق ہو یا میں۔۔۔ ارے ہاں۔۔۔ تمہارا بھی کوئی قصور نہیں ہے۔ میری گاڑی خراب ہو گئی ہے۔ وہ کتے کی اولاد ڈرائیور بھی چھٹی کر گیا اور ٹیلی فون بھی ڈیڈ پڑا ہے۔ ارے ہاں سنو میں نے ایک ایمرجنسی میٹنگ میں جانا ہے۔ تمہارے پاس جیپ ہو گی۔ مجھے چیف منسٹر ہاؤس پہنچا دو۔ میں تمہارے کمانڈر سے تمہاری تعریف کروں گا پلیز۔"۔۔۔۔۔۔۔ برونو نے اور ہی داؤ کھیلتے ہوئے کہا۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق چیف منسٹر اور کمانڈر کا نام سنتے ہی سپاہیوں کے تنے ہوئے ہاتھ ڈھیلے پڑ گئے۔

"آپ چیف منسٹر کے پی اے ہیں۔ او۔ کے۔۔۔۔ پھر آپ جا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس جیپ نہیں ہے۔ ورنہ ہم آپ کو پہنچا دیتے۔" سپاہی نے اس بار مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔۔ کیا مصیبت ہے۔ اس قدر اہم میٹنگ ہے۔ آج کا دن ہی خراب ہے۔ اچھا۔۔۔۔ ٹیکسی مل جائے گی۔"

برونو نے اسی طرح جھنجھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔ اور پھر بڑبڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔۔۔۔۔ سپاہی خاموشی سے اسے جاتا دیکھتے رہے۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

جب برونو چوک پر ایک اور سڑک مڑ کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو اس نے ایک طویل سانس لیا۔۔۔۔ واقعی وہ ایک اور خطرے سے بچ نکلا تھا۔

تھوڑی ہی دور اسے ٹیکسی مل گئی۔

"ہوٹل چارلس۔"۔۔۔۔۔۔ برونو نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہی کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ہوٹل چارلس کی عظیم الشان دس منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ چکا تھا۔۔۔۔۔ برونو نیچے اترا اور اس نے ایک نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی طرف پھینک دیا اور پھر بغیر مڑ کر دیکھے وہ مین گیٹ کے اندر داخل ہوا۔ باہر لابی میں ہی کاونٹر موجود تھا جس پر دو یونیفارم پہنے نوجوان موجود تھے۔

"یس سر۔" ان میں سے ایک نے برونو کے قریب پہنچتے ہی کاروباری انداز میں کہا۔

"مسٹر ڈی سلوا سے میری بات کرائیے۔" برونو نے قدرے تحکمانہ لہجے میں۔

"مسٹر ڈی سلوا۔۔ مگر وہ تو کوٹھی پر ہوں گے۔۔۔ اور ظاہر ہے بیڈ روم میں جا چکے ہوں گے۔۔۔ آپ ہمیں خدمت بتائیے۔" نوجوان کاونٹر مین نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ انہیں کہو کہ برونو بات کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ میرا نام سنتے ہی وہ بغیر جوتیاں پہنے بھاگتا ہوا یہاں آ جائے گا۔" برونو نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"سوری مسٹر۔۔۔ ہمیں ایسی اجازت نہیں ہے۔"

نوجوان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے شاید اپنے مالک کے متعلق برونو کا فقرہ ناگوار گزرا تھا۔

برونو ایک لمحے گہری نظر سے انہیں دیکھتا رہا۔ دوسرے لمحے اس نے اوور کوٹ کے اندر ہاتھ ڈالا اور ایک جھٹکے سے مشین گن باہر نکال لی۔

"جلدی کرو فون۔۔۔۔ورنہ ابھی ڈھیر کر دوں گا۔" برونو نے مشین گن کا رخ ان دونوں کی طرف کرتے
ہوئے کہا۔اور سٹین گن کو دیکھتے ہی ان دونوں کے رنگ یک لخت زرد
پڑ گئے۔

"جلدی کرو میرے پاس وقت نہیں ہے۔۔۔۔۔اور سنو گھبرانے کی ضرورت نہیں مسٹر ڈی سلوا کو میں
یہ نہیں بتاوں گا کہ تم نے انکار کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ تم دونوں کو نکال باہر
پھینکیں۔"۔۔۔۔۔۔۔برونو نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ وہ کہیں پولیس کو فون نہ
کر دیں یا کوئی الارم دبا دیں۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔آپ یہ گن چھپا لیں۔ہو سکتا ہے ویسے ہی چل جائے۔" ایک نوجوان نے ہکلاتے
ہوئے کہا اور برونو نے گن واپس کوٹ کے اندر کر دی۔

نوجوان نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر جلدی جلدی ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لیجئے۔۔۔۔آپ خود ہی بات کر لیجیئے۔"نوجوان نے ریسیور برونو کی طرف بڑھا دیا۔برونو نے مسکراتے
ہوئے ریسیور تھام لیا۔دوسری طرف مسلسل گھنٹی کی آواز سنائی دے رہی تھی پھر چند لمحوں بعد ہی ایک نیند
میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔لہجے میں بے حد کرختگی تھی۔

"جیگر فال۔"۔۔۔۔برونو نے منہ کاونٹر سے دوسری طرف کر کے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔تاکہ کاونٹر مین
اس کی
آواز نہ سن سکیں۔۔

"کک۔۔۔کیا۔۔۔۔اوہ اوہ۔۔۔کہاں سے کون؟"دوسری طرف بولنے والا اس بری طرح چونکا تھا جیسے
اس کے جسم پر کسی نے کوڑا مار دیا ہو۔

"برونو۔۔۔۔زیرو ون سپیشل۔۔۔۔۔"برونو نے کہا۔

"اوہ سر۔۔۔۔آپ کہاں سے بول رہے ہیں سر۔"ڈی سلوا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"تمہارے ہوٹل چارلس کے کاونٹر سے بول رہا ہوں۔فوراً مجھ سے ملو۔" برونو نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔۔۔۔۔میں ہوٹل آرہا ہوں۔"ڈی سلوا نے جواب دیا۔

"نہیں۔۔۔۔تم اپنی کار بھیج دو۔۔۔۔میں خود تمہارے پاس آجاوں گا۔" برونو نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔۔۔۔میں ابھی بھیج دیتا ہوں سر۔آپ فون کاونٹر مین کو دیں۔"ڈی سلوا نے کہا۔

اور برونو نے مسکراتے ہوئے ریسیور کاونٹر مین کی طرف بڑھا دیا۔۔۔۔وہ چند لمحے کچھ سنتا رہا اور پھر اس نے
او کے سر کہہ کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"آپ میرے ساتھ تشریف لائیے سر۔۔۔۔۔میں آپ کو مخصوص کمرے میں پہنچا دیتا ہوں۔۔۔۔۔۔
جب تک کار نہ آئے آپ وہاں زیادہ محفوظ رہیں گے۔۔"کاونٹر مین
نے جلدی سے کاونٹر سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔اور برونو نے سر ہلا دیا۔

اور پھر وہ بڑے مطمئن انداز میں کاونٹر مین کے پیچھے چلتا ہوا دائیں طرف جانے والی راہداری میں مڑ گیا۔

عمران نے کار کا رخ کیفے نشاط کی طرف موڑا اور پھر اس کے عین سامنے جا کر روک دی

لیجئے صاحب۔۔۔کیفے نشاط آگیا ہے۔۔۔۔۔۔عمران نے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک لمبے تڑنگے اور
بڑی بڑی مونچھوں والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اچھا۔۔۔کوئی چسکی لگانی ہو تو تم بھی آجاؤ''۔۔۔نوجوان نے مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

''چسکی۔۔۔سوری۔۔۔میرے منہ کا ذائقہ خراب ہو جائے گا۔ابھی دو بوتلیں خالص وہسکی کی پی کر گھر سے
نکلا ہوں۔''

عمران نے بڑے معصوم لہجے میں کہا۔

"کیا کہا۔۔۔ تم اور دو بوتلیں خالص وہسکی کی۔۔۔ اپنی شکل دیکھی ہے پدے"۔۔۔ نوجوان نے حقارت آمیز نظروں سے

عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کے چہرے پر حماقت پوری آب و تاب سے جلوہ گر تھی۔

شکل۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیا شکل دیکھ کر شراب کا پرمٹ ملتا ہے۔۔۔ عمران نے سامنے لگے ہوئے بیک مرر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ شائد تم مجھ پر رعب جھاڑنے کے لیے حرکتیں کر رہے ہو۔ لیکن اب میں نے بھی فیصلہ کر لیا ہے کہ تمہیں دو بوتلیں خالص وہسکی کی پلاؤں گا۔۔۔ تاکہ تمہیں بھی معلوم ہو کہ دو بوتلوں کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ ۔۔ آؤ میرے ساتھ"۔۔۔ نوجوان نے طنزیہ انداز میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے عمران کا بازو اس انداز میں پکڑ لیا جیسے وہ اب گھسیٹ کر اندر لے جانا چاہتا ہو۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مگر۔۔۔ بغیر تعارف کے اتنی بے تکلفی"

عمران نے گڑبڑائے ہوئے انداز میں کہا۔

"اوہ ہو۔۔۔ تہذیب یافتہ بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ میرا نام وولف ہے۔۔۔ سمجھے۔۔۔ اس دارالحکومت کا بڑے سے بڑا غنڈہ وولف کا نام سن کر کانپنے لگتا ہے"۔۔۔ نوجوان نے مذاق اڑانے والے لہجہ میں کہا۔

مگر میرا جسم تو نہیں کانپ رہا۔ اس کا مطلب ہے میں غنڈہ نہیں ہوں۔ لیکن وولف تو بھیڑیئے کو کہتے ہیں۔ تمہاری شکل تو بھیڑ جیسی ہے۔ پھر تم بھیڑیئے کیسے

بن گئے۔۔۔ عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"تم۔۔۔ تمہاری یہ جرات۔۔۔ کہ تم مجھے بھیڑ کہو۔"

نوجوان بھڑک اٹھا۔

"ارے ارے۔۔۔ تو اس میں ناراض ہونے والی کونسی بات ہے۔ بھیڑ کے آگے یا لگا دو تو بھیڑیا بن جاتا ہے۔ اچھا چلو میں یا بن کر تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔۔۔ تاکہ تمہیں لوگ بھیڑیا سمجھ لیں"۔۔۔ عمران نے ڈرتے ڈرتے لہجے میں کہا۔

"تمہاری یہ معصومیت میرا ہاتھ روک رہی ہے۔ ورنہ ایک لمحے میں ڈھیر کر دیتا۔۔۔ لیکن بہر حال اب تمہیں دو بوتلیں پینی پڑیں گی"۔۔۔ وولف نے غصیلے انداز میں کہا اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

عمران نے انجن بند کیا اور پھر وہ بھی دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔۔۔ عمران کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بھی اب بھیڑیئے کو پوری طرح بھیڑ بنانے پر تل گیا ہے۔۔۔ آج فلیٹ سے نکلا تو تھا سر رحمان کی کوٹھی جانے کے لیے تاکہ اماں بی کو سلام کر لے کہ بہت دن ہو گئے وہ جا نہ سکا تھا۔ لیکن ایک ٹریفک چوک پر اس نے جیسے ہی کار روکی یہ وولف صاحب دروازہ کھول کر زبردستی اندر آ گئے۔۔۔ اور انہوں نے اپنی طرف سے سرخ آنکھیں نکال کر عمران پر رعب جھاڑا کہ اسے کیفے نشاط تک پہنچا دے۔۔۔ ورنہ وہ یہیں سڑک پر چیر پھاڑ دے گا۔ عمران کا ذہن فوراً ہی تفریح کی طرف گھوم گیا۔

اور اس نے یوں ظاہر کیا جیسے وہ اس نوجوان سے بری طرح خوف زدہ ہو گیا ہو۔۔۔ اور نوجوان اسے خوف زدہ دیکھ کر یوں اکڑ گیا جیسے کار ہی اس کی ہو اور عمران اس کا ڈرائیور ہو۔

"چلو آگے"۔۔۔ وولف نے دروازہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مگر۔۔۔ کہیں وہ پیسے نہ مانگ لیں۔ میرے پاس رقم نہیں ہے میں پرس ہمیشہ گھر رکھ کر آتا ہوں۔ اماں بی کہتی ہیں لوگ لوٹ لیتے ہیں"۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اوہ ہو۔۔۔ واقعی بڑے معصوم سے بچے ہو۔ فکر نہ کرو۔ آؤ۔ وولف سے پیسے مانگنے کی جرات آج تک کسی نے

نہیں کی۔“

وولف نے ہنستے ہوئے کہا۔اور پھر عمران کو لئے وہ کیفے نشاط کے اندر داخل ہو گیا۔

ہال میں زیر زمین دنیا کے افراد کی کثرت تھی جو خواہ مخواہ قہقہے لگا رہے تھے۔۔۔یوں باتیں کر رہے تھے جیسے اس ساری دنیا کے مالک وہی ہوں۔۔۔ عمران اور وولف کے اندر داخل ہوتے ہی بہت سی میزوں سے ہاتھ اٹھا کر اسے پکارا گیا۔

”ماسٹر وولف۔۔۔ادھر آ جاؤ“۔۔۔مختلف میزوں سے کہا گیا اور وولف مسکراتا ہوا ایک ایسی میز کی طرف بڑھ گیا جس پر اس جیسے ہی دو لمبے تڑنگے کریہہ چہروں والے

بیٹھے ہوئے تھے۔

”ہیلو راکی۔۔۔ہیلو جانسن“۔۔۔وولف نے قریب جا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

میرا نام پرنس ہے۔۔۔تمہارا ماسٹر ابھی میرے نام سے واقف نہیں ہے۔اس لیئے میں نے سوچا کہ خود ہی تعارف کرا دوں۔۔۔عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

اوہ۔۔۔وہ مصنوعی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے۔

”یہ کہتا ہے کہ اس نے دو بوتلیں خالص وہسکی کی پی ہیں۔میں نے سوچا کہ ذرا آزما کر دیکھ لیں“۔۔۔ماسٹر وولف نے ایک کرسی سنبھالتے ہوئے کہا۔

”دو بوتلیں خالص وہسکی کی“۔۔۔اور اس لونڈے نے۔واہ بھئی واہ۔۔۔میرے خیال میں سوڈے کی بوتلیں پی ہوں گی۔۔۔راکی ہنستے ہوئے کہا۔

”سوڈا۔۔۔ارے ہاں۔۔۔لیمن سوڈا۔۔۔واہ۔۔۔وہ ہماری گلی کی نکڑ جو دکان ہے فضلو بابا کی۔۔۔اس کا لیمن سوڈا بڑا مزے دار ہوتا ہے“۔۔۔عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور اس بار راکی اور جانسن کے ساتھ ساتھ وولف نے بھی زوردار قہقہہ مارا۔

یہ تو مر جائے گا ماسٹر۔۔۔اس کے لیئے تو میرے خیال میں ایک پیگ کافی ہے۔ویسے تم یہ تماشا کہاں سے اٹھا لائے ہو۔جانسن نے ہنستے ہائے کہا

”یہ ماسٹر مجھے نہیں اٹھالایا۔۔۔بلکہ انہیں میں اپنی کار میں اٹھالایا ہوں۔میں اماں بی کو سلام کرنے جا رہا تھا کہ یہ میری کار میں بیٹھ گئے۔“۔۔۔عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”اچھا اچھا۔۔۔سمجھ گئے۔۔۔واہ ماسٹر۔۔۔واقعی تمہارا انتخاب لاجواب ہے“ راکی اور جانسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ان کے چہروں پر چمک آ گئی تھی۔

عمران زیر لب مسکرا دیا۔کیوں کہ وہ ان کے ذہن میں آنے والے خیال سے واقف تھا۔۔۔کہ ماسٹر اسے آسامی سمجھ کر گھیر لایا ہے۔

”لیکن یہ تو کہتا ہے کہ پرس گھر چھوڑ آیا ہوں“۔

ماسٹر وولف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے یہ۔۔۔ایسے لوگ یہی کہا کرتے ہیں۔تم منگواؤ تو سہی بل جونی خود ہی اس سے وصول کر لے گا“۔۔

۔راکی نے کہا۔

”نہیں یار میں نے اس سے وعدہ کیا کہ اس کے پیسے خرچ نہیں ہوں گے۔نجانے کیا بات ہے کہ مجھے اس پر رحم سا آ رہا ہے“۔۔۔ماسٹر وولف نے کہا۔

”اوہو ماسٹر۔۔۔آج کس موڈ میں ہو“۔۔۔راکی اور جانسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بس میں نے سوچا کبھی کبھی کسی پر رحم بھی کھا لینا چاہیئے۔اس طرح کچھ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہی ہو جائے۔“۔۔۔ماسٹر وولف نے کہا اور پھر زور سے میز پر ہاتھ مارا۔

"جی"۔۔۔دوسرے لمحے ایک غنڈہ نما ویٹر نے بھاگ کر آتے ہوئے کہا۔

"چار بوتلیں وہسکی"۔۔۔ماسٹر وولف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری ماسٹر وولف۔۔۔ باس کا حکم ہے کہ آپ سے رقم لئے بغیر کوئی چیز نہ دی جائے"۔۔۔ویٹر نے سوکھا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا۔۔۔جونی کی یہ جرات ؟۔۔۔وولف غصے سے دھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔اس کی دھاڑ سن کر ہال میں موجود ہر شخص چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔"

زیادہ غصہ دیکھانے کی ضرورت نہیں جناب۔۔۔یہ ماسٹر جونی کا اڈہ ہے۔اسے آپ سے جب تک کام تھا وہ آپ کو مفت شراب پلاتا رہا ہے۔۔۔لیکن اب اس نے منع کر دیا ہے۔۔۔ویٹر نے اور زیادہ خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے وولف نے اپنا ہاتھ گھما دیا لیکن ویٹر شائد پہلے سے ہی اس کی طرف سے ایسے رد عمل کا متوقع تھا۔اس

لئے وہ تیزی سے نہ صرف ایک طرف ہٹ گیا بلکہ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹرے پوری قوت سے وولف کی گردن پر رسید کر دی۔۔۔اور وولف لڑکھڑاتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔راکی اور جانسن بھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے"۔۔۔اچانک ایک دھاڑ سی سنائی دی اور ویٹر تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔راکی اور جانسن بھی جھجھک گئے۔جبکہ وولف ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اس کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

"ماسٹر۔۔۔یہ وولف غصہ دیکھا رہا تھا میں نے اسے آپ کا حکم سنا دیا تھا کہ بغیر رقم کے اب کوئی چیز نہیں ملے گی"۔۔۔ویٹر نے کہا۔

آنے والا خاصے لمبے چوڑے جسم کا مالک تھا۔اس کے چہرے پر زخموں کے آڑے ترچھے اتنے نشان تھے کہ پورا چہرہ آرٹ کا کوئی شہکار بن گیا تھا۔۔۔یہ کیفے نشاط کا مالک ماسٹر جونی تھا دارالحکومت کا مشہور غنڈہ۔

"کیوں بے۔۔۔میرا حکم سننے کے بعد تم نے اکڑ دکھانے کی کوشش کیوں کی۔اپنی اوقات میں رہا کرو۔تم جیسے لونڈو میں یہی نقص ہے کہ ذرا سا منہ لگا لو تو سر پر چڑھ جاتے ہیں۔"

جونی نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"واہ۔۔۔یہ بات ہوئی۔۔۔یہ کسی کو لونڈا کہیں تم انہیں

لونڈا کہو"۔۔۔عمران نے پہلی بار جونی کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا اور جونی عمران کی آواز سن کر یوں اچھلا جیسے اس کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو۔

"ارے پرنس تم۔۔۔تم اور یہاں ان کے ساتھ"

جونی نے بری طرح بوکھلاتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں میں شدید حیرت ابھر آئی تھی۔۔۔وہ عمران کو اچھی طرح جانتا تھا،اس لیے اسے حیرت ہوئی تھی۔

"یہ بھیڑیا صاحب مجھے زبردستی لے آئے ہیں کہتے تھے کہ گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لیے رحم کھانا چاہتا ہوں"

عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور جونی کے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

"واہ۔۔۔یہ اس صدی کا سب سے بڑا لطیفہ ہے۔یعنی یہ آپ پر رحم کھا رہا تھا۔۔۔ہا۔۔۔ہا۔۔۔اسے کہتے ہیں لطیفہ" جونی نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

اور جونی کو اس طرح قہقہے لگاتے اور عمران سے مرعوب ہوتے دیکھ کر وولف،راکی اور جانسن تو ایک طرف رہے ہال میں موجود ہر شخص حیرت سے آنکھیں پھاڑے رہ گیا۔۔۔جونی غصے کا پاگل مشہور تھا وہ انتہائی ہتھ

چھٹ اور سفاک آدمی سمجھا جاتا تھا۔۔۔ دارالحکومت کا بڑے سے بڑا غنڈہ اس سے ڈرتا تھا اور وہی جونی بچوں کی طرح ہنس رہا تھا۔

''یار کھانے دو۔۔۔ تمہارا میرا کیا جاتا ہے۔ بھوکے کو کھلانا تو ثواب ہوتا ہے چاہے رحم بھی کیوں نہ کھایا جائے''۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''سنو وولف۔۔۔ تم نے پرنس سے کوئی زیادتی تو نہیں کی''۔۔۔ اچانک جونی نے وولف کی گردن ایک ہاتھ سے پکڑتے ہوئے کہا۔

''میں نے کوئی زیادتی نہیں کی۔۔۔ پوچھ لو اس سے۔۔۔ اور سنو جونی۔۔۔ میری گردن چھوڑ دو۔ اب میں تمہارے ماتحت نہیں ہوں''۔۔۔ وولف نے زبردستی گردن چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا فرش پر جا گرا جونی کا تھپڑ پوری قوت سے اس کے گال پر پڑا تھا۔

کتے کی اولاد۔۔۔ جونی سے اکڑتا ہے۔۔۔ کھال کھنچوا کر بھس بھروا دوں گا۔۔۔ جونی نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

وولف نے نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے جیب سے خنجر نکال لیا۔۔۔ لیکن جونی نے اچھل کر اس کے خنجر والے ہاتھ پر ٹھڈا مارا اور وولف ہاتھ پکڑے وہیں لٹو کی طرح گھومتا رہ گیا۔

''بس بس۔۔۔ اتنا کافی ہے۔۔۔ کچھ تو خیال کرو میرا میزبان ہے''۔۔۔ عمران نے اٹھ کر جونی کا ہاتھ روکتے ہوئے کہا۔

''اس کی موت آگئی ہے پرنس''۔۔۔ جونی نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''ابھی نہیں۔۔۔ میری میزبانی مکمل ہونے کے بعد تم جاؤ۔ میں اسے سنبھال لوں گا''۔۔۔ عمران نے کہا اور جونی ہونٹ کاٹتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

''اٹھو۔۔۔ اٹھو یار۔۔۔ اسی لیے کہہ تو رہا تھا کہ بھیڑ کے آگے یا نہ لگاؤ بھیڑ بننے میں بڑے مزے ہیں۔ ہری ہری گھاس کھانے کو ملتی ہے''۔۔۔ عمران نے جھک کر اسے اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

وولف لڑکھڑاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا منہ بگڑا ہوا تھا۔ کھڑے ہوتے ہی اس نے اچانک عمران پر ہاتھ اٹھا دیا اس نے دراصل پوری قوت سے عمران کی بغل کے نیچے ہاتھ مارنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن دوسری ہی لمحے اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ نے پورے ہال کو دہشت زدہ کر دیا۔ عمران نے برق رفتاری سے نہ صرف اس کا بازو بغل میں دبا لیا تھا بلکہ اس کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آیا۔۔۔ اور وولف اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف گرنے لگا لیکن اس کا بازو عمران کی بغل میں دبا ہوا تھا اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔ نتیجہ یہ کہ وولف کا پورا وزن اس کے الٹے کاندھے پر پڑا اور اس کے کاندھے کی ہڈی نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔۔۔ عمران نے اس کا بازو چھوڑا اور پھر یوں حیرت سے پچھلی میز پر گر کر فرش پر پڑے تڑپتے ہوئے وولف کو دیکھنے لگا۔۔۔ جیسے اسے خود ہی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔

''اسے اٹھا کر لے جاؤ راکی۔۔۔ اس کی موت آگئی ہے'' جونی نے دھاڑ کر اس کے ساتھیوں سے کہا جو حیرت سے مجسمے بنے کھڑے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہے تھے۔۔۔ اور اس کے دھاڑتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھے اور پھر انہوں نے فرش پر پڑے ہوئے وولف کو اٹھایا۔۔۔ اور تیزی سے میں ہال کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی آفت زدہ علاقے سے جلد از جلد اپنی جان بچا کر نکلنا چاہتے ہوں۔

''آؤ پرنس۔۔۔ میرے دفتر میں آجاؤ''۔۔۔ جونی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''چلو اب تم میزبانی کر لو۔۔۔ وہ تو بھاگ گیا''۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ جونی کے ساتھ چلتا ہوا اس کے دفتر میں داخل ہو گیا۔

''کیا پیو گے پرنس''۔۔۔ جونی نے کرسی سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو کہ میں شراب خانہ خراب نہیں پیا کرتا۔اس لیے اس کے علاوہ جو بھی ہو منگوالو"۔۔۔عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ایک طویل سانس لیا۔

اور جونی نے میز پر پڑے انٹر کام کا بٹن دبا کر دو کوک لانے کا حکم دیا۔

"پرنس آج بڑی مدت کے بعد آئے ہو۔ کبھی کبھی ادھر آنکلا کرو۔ہم جیسے لوگ تمہارے آنے پر فخر محسوس کرتے ہیں"۔۔۔جونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج کل بزنس ڈاؤن جارہاہے کیا"۔۔۔عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ڈاؤن۔۔۔نہیں تو۔۔۔کیوں"۔۔۔جونی یہ خلاف توقع بات سن کر چونک پڑا۔

"اچھا۔۔۔پھر ٹھیک ہے۔۔۔میں نے سمجھا کہ شائد اب مجھ پر ٹکٹ لگا کر خسارہ پورا کرنا چاہتے ہو"۔۔۔عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔اور جونی بے اختیار ہنس پڑا۔

اسی لمحے ایک ویٹر کوک کی ٹھنڈی بوتلیں لے کر اندر آیا۔اور پھر بڑے احترام بھرے انداز میں ایک ایک بوتل ان دونوں کے سامنے رکھ دی۔

"جونی ایک بات بتادوں ذرا اپنے ہاتھ پیر بچا کر کام کرتے رہنا مجھے تمہارے متعلق اطلاعات ملتی رہتی ہیں آج کل اونچے اڑ رہے ہو"۔۔۔عمران نے کوک سپ کرتے ہوئے اچانک غیر معمولی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں اونچا اڑ رہا ہوں۔۔۔ارے نہیں پرنس۔۔۔آپ کو غلط اطلاع ملی ہے۔میں نے سب دھندھے چھوڑ دیئے ہیں۔بس اب یہی کیفے ہے"۔۔۔جونی نے آنکھیں نچاتے ہوئے کہا۔

"اور یہ وولف جیسے لونڈوں سے تم یہاں ویٹری کا کام لیا کرتے تھے"۔۔۔عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔تو وولف نے آپ کو کچھ بتادیا ہے"۔۔۔جونی اس بری طرح چونکا کہ بوتل اس کے ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے رہ گئی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"وولف نے مجھے کیا بتانا تھا۔۔۔البتہ اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ وولف مجھے یہاں لے آیا ہے تو یہ بات ذہن سے نکال دو۔میرے اپنے ذرائع ہیں"۔۔۔عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پرنس۔۔۔تم سے واقعی کوئی چیز نہیں چھپائی جاسکتی۔لیکن مجھے تمہاری ہدایت یاد ہے۔ملکی سلامتی کے خلاف میں نے آج تک سوچا ہی نہیں۔۔۔وہ تو بس سمگلنگ کا ایک دھندہ تھا۔اس کے علاوہ اور کچھ نہیں"۔۔۔جونی نے بوتل میز پر رکھ کر ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے سمگلنگ ملک کی تعمیر و ترقی کے کام آتی ہے"۔۔۔عمران نے کہا۔

"یہ بات نہیں پرنس۔۔۔یہ چکر تو ہر ملک میں چلتا ہی رہتا ہے۔۔۔یقین کرو مجھے ایک لمبی رقم کی آفر ہوئی تھی لیکن میں نے انکار کر دیا"۔۔۔جونی نے کہا۔

"اچھا۔۔۔کیا آفر ہوئی تھی"۔۔۔عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔وہ تو بس وقت گزارنے کے لئے جونی سے باتیں کر رہا تھا لیکن جونی کی بات سن کر وہ واقعی چونک پڑا۔

"چھوڑو پرنس۔۔۔جب میں نے اس کام میں ہاتھ نہیں ڈالا تو پھر اس کے ذکر کا کیا فائدہ"۔۔۔جونی نے یوں ٹالتے ہوئے کہا۔جیسے وہ اب مزید اس ذکر کو آگے نہ بڑھانا چاہتا ہو۔۔۔ویسے اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسے یہ بات کر کے اپنی حماقت کا شدت سے احساس ہو رہا ہو۔

"دیکھو جونی۔۔۔میری عادت تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں دوستوں کا نام کبھی درمیاں میں نہیں آنے دیتا اس لیئے مجھے صاف صاف بتادو۔۔۔ملکی سلامتی کے متعلق کوئی بات چھپانا بھی میرے نزدیک ناقابل معافی جرم ہے"۔۔۔عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"اب بات منہ سے نکل ہی گئی ہے تو ٹھیک ہے بتانا ہی پڑے گا۔۔۔چار روز پہلے مجھے ایک پارٹی کی طرف سے آفر ہوئی کہ یہاں کی کسی لیبارٹری سے ایک سائنسداں کو اغوا کرنا ہے۔۔۔میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ

سرکاری خفیہ لیبارٹری ہے اور شائد فوج کی تحویل میں ہے۔۔۔ میں سمجھ گیا کہ یہ کوئی دفاعی راز کا چکر ہو گا۔ اس لیئے میں نے انکار کر دیا کہ میں نے یہ کام چھوڑ رکھا ہے‘‘۔۔۔ جونی نے کہا۔

’’کس پارٹی کی طرف سے آفر ہوئی تھی‘‘۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

’’بات کرنے والے نے آواز بدل کر اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن پرنس۔۔۔ تم جانتے ہو کہ میں آوازوں کی شناخت کا فطری طور پر ماہر ہوں۔ چنانچہ میں اسے پہچان گیا۔۔۔ اور پھر میں نے فوراً ہی ایکس چینج سے معلوم

کیا اور میرا آئیڈیا درست ثابت ہوا۔ وہ ہوٹل چارلس کا مالک مسٹر ڈی سلوا تھا‘‘۔۔۔ جونی نے کہا۔

’’ہوٹل چارلس کا مالک ڈی سلوا۔۔۔ اوہ۔۔۔ لیکن وہ تو منشیات کے چکر میں رہتا ہے‘‘۔۔۔ عمران نے بڑ بڑاتے ہوئے کہا۔

’’ہاں بظاہر اس کا بزنس یہی ہے۔ لیکن پرنس۔۔۔ وہ ہر کام کرنے میں ماہر ہے۔ ہو سکتا ہے اس سے بھی کسی اور پارٹی نے رابطہ قائم کیا ہو۔۔۔ ہماری دینا میں سلسلہ ایسا ہی ہے کہ حتی الوسع براہ راست سامنے آنے سے گریز کیا جاتا ہے۔ اور کوشش کی جاتی ہے کہ کسی اور کے کندھے پر بندوق رکھ دی جائے‘‘۔۔۔ جانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔۔۔ میں دیکھ لوں گا۔۔۔ تمہاری اطلاع کا شکریہ‘‘۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

’’پلیز پرنس۔۔۔ میری ساکھ کا مسلہ ہے میرا نام نہ آنے پائے‘‘ جونی نے اٹھ کر عاجزانہ لہجے میں کہا۔

’’ڈونٹ وری جو میں کہہ دیتا ہوں اسے پتھر کی لکیر سمجھا کرو۔‘‘ عمران نے کہا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ راہداری سے نکل کر وہ ہال سے ہوتا ہوا کیفے کی عمارت سے باہر آ گیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے

دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی اس کے ذہن میں دفاعی لیبارٹری کی بات کھٹک رہی تھی۔۔۔ اسے معلوم تھا کہ فوج کی تحویل میں لیبارٹری سے اگر کوئی راز چوری بھی ہو گیا تو ملٹری انٹیلی جنس اس کے لیے کام کرے گی کیوں کہ ایسا کام اسی کے دائرہ کار میں آتا تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی اصل صورت حال سے واقف رہنا چاہتا تھا۔ دانش منزل پہنچ کر اس نے کار گیراج میں کھڑی کی۔۔۔ اور پھر آپریشن روم داخل ہو گیا۔

’’آج بہت دنوں بعد آنا ہوا‘‘۔۔۔ بلیک زیرو نے استقبال کے لیئے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

’’یار تمہاری دانش ختم ہونے لگتی ہے تو مجبوراً یہاں آنا پڑتا ہے‘‘۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور ریسور اٹھا کر تیزی سے ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

’’یس۔۔۔ پی اے ٹو کرنل شاہ‘‘۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کرخت آواز گونجی۔

’’کرنل شاہ سے بات کراؤ۔۔۔ اٹ از ایکسٹو‘‘

عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

اور کرنل شاہ کا نام سن کر بلیک زیرو بھی چونکنا ہو گیا کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ کرنل شاہ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف ہے۔

’’یس۔۔۔ ہولڈ آن سر‘‘۔۔۔ پی اے نے گھبرائے

ہوئے لہجے میں کہا۔

’’کرنل شاہ۔۔۔ آن دی لائن‘‘۔۔۔ چند لمحوں بعد آواز سنائی دی۔

’’اٹ از ایکسٹو ٹو کرنل۔۔۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ دفاعی لیبارٹری میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے۔۔۔ اٹ از

رائٹ ؟''

عمران نے مخصوص انداز میں کہا۔

''اوہ۔۔۔آپ کو اطلاع کیسے مل گئی۔۔۔اٹ از ٹاپ سیکرٹ ویسے گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے معمولی سی گڑبڑ ہوئی ہے جسے سنبھالا جا رہا ہے''۔۔۔کرنل شاہ نے ٹالنے والے انداز میں کہا۔

''کیا گڑبڑ ہوئی ہے۔۔۔تفصیل بتائیے''۔۔۔عمران نے کہا۔

''سوری۔۔۔مسٹر ایکسٹو۔۔۔یہ میرے محکمے کا مسئلہ ہے آپ اس میں مداخلت نہ کریں''۔۔۔کرنل شاہ نے روکھے سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دیکھئے کرنل شاہ۔۔۔دفاعی لیبارٹری میں گڑبڑ ملکی سلامتی کا مسئلہ ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ایکسٹو کے اختیارات کیا ہیں۔۔۔میں آپ کی عزت کرتا ہوں اور آپ کے معاملات میں مداخلت سے گریز کرتا ہوں۔۔۔لیکن جہاں ملکی سلامتی کا تعلق ہو وہاں معاملہ دوسرا ہو جاتا ہے''۔۔۔عمران نے حتی الوسع نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

آپ بے فکر رہیں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

کرنل شاہ اپنی بات پر اڑ گیا۔

''اوکے۔۔۔تھینک یو''۔۔۔عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

''کیا کوئی خاص مسئلہ سامنے آیا ہے''۔۔۔بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ابھی پتہ چل جائے گا۔۔۔میں چاہتا تو کرنل شاہ پر زور دے سکتا تھا۔لیکن اس کی ضرورت نہیں پڑے گی''۔۔۔عمران نے کہا اور دوبارہ گھمانے شروع کر دیئے۔

''یس۔۔۔پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''۔۔۔چند لمحوں بعد سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

''اٹ از ایکسٹو''۔۔۔عمران نے سنجیدہ اور مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر یس سر''۔۔۔دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر کلک کی آواز سنائی دی۔اور چند لمحوں بعد ایک بار پھر کلک کی آواز ابھری اور سر سلطان کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس۔۔۔سلطان سپیکنگ۔'' سر سلطان کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

''سر سلطان۔۔۔مجھے اطلاع ملی ہے کہ فوج کی تحویل میں کسی دفاعی لیبارٹری میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے۔میں نے ملٹری انٹیلی جنس

کے چیف سے بات کی ہے۔لیکن وہ ٹال گئے ہیں میں نے زیادہ سمجھانا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔آپ فوری طور پر وزارت دفاع سے اس گڑبڑ کی تفصیلی رپورٹ لے کر مجھے فون کریں میں منتظر رہوں گا''۔۔۔عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں انتہائی سنجیدہ ہو کر کہا۔

''کیسی گڑبڑ۔۔۔کوئی نوعیت''۔۔۔سر سلطان نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''نوعیت تو میں جاننا چاہتا ہوں''۔۔۔عمران نے جواب دیا۔

''اوکے۔۔۔میں بات کرتا ہوں پھر آپ کو اطلاع دوں گا'' دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا اور عمران نے ریسور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

پوری لیبارٹری میں ہنگامی حالات کا سا سماں تھا۔

ہر شخص انتہائی پریشانی اور افراتفری کا شکار نظر آ رہا تھا۔لیبارٹری کے کرش ہال میں چار افراد کرسیوں کے پیچھے انتہائی پریشانی کے عالم میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔سامنے دیوار پر ایک سکرین روشن تھی جس میں لیبارٹری کے ایک خفیہ راستے کا منظر موجود تھا اس راستے کا دروازہ ٹوٹا ہوا تھا۔۔۔اور ارد گرد بہت سی تاروں کا جال بچھا ہوا تھا۔

’’حیرت ہے۔۔۔آخر اس کا ہاتھ بلیو کیپسول تک پہنچ کیسے گیا‘‘ ایک ادھیڑ عمر آدمی نے درمیان میں بیٹھے ہوئے سفید بالوں والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔۔۔اس قدر حفاظتی انتظامات کو آخر اس نے کس طرح ناکام کیا‘‘۔۔۔سفید بالوں والے نے کہا۔

اس کے چہرے پر شدید پریشانی نمایاں تھی۔

اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سفید بالوں والے نے ریسور اٹھالیا۔

’’یس۔۔۔ڈاکٹر ناتھن سپیکنگ‘‘۔۔۔سفید بالوں والے نے کہا۔

’’کرنل شاہ۔۔۔فرام اینڈ ڈاکٹر ناتھن۔۔۔مجرم کی تلاش جاری ہے۔آپ مزید چیک کریں کہ آخر وہ کس طرح بلیو کیپسول اڑانے میں کامیاب ہوا۔۔۔ہو سکتا ہے کوئی اور ملازم بھی اس کے ساتھ شامل ہو۔آپ اس سلسلے میں اپنے طور پر تفصیلی رپورٹ تیار کریں‘‘۔۔۔کرنل شاہ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’وہ تو میں تیار کر لوں گا۔۔۔لیکن آپ مجھے یہ بتائیں کہ ڈاکٹر مارٹن آخر یہاں سے نکل کر گیا کہاں۔۔۔آپ کی تفتیش کیا کہتی ہے۔‘‘

ڈاکٹر ناتھن نے کہا،

’’آپ کی طرف سے رپورٹ ملتے ہی ہم فوری حرکت میں آ گئے ہیں۔۔۔ہم نے سپیشل ائیر بیس سے لڑاکا طیارے بھی فضا میں اڑا دیئے اور زمین پر بھی چیکنگ شروع کر دی۔۔۔ہم نے ایک مشکوک کار پکڑی لیکن اس میں موجود دونوں افراد جو کہ غیر ملکی تھے ہماری گرفت میں آتے ہی خود کشی کر گئے۔۔۔ادھر ائیر سکوڈرن نے ایک فوجی ہیلی کاپٹر کو چیک کیا جو کہ انتہائی اہم روٹ پر جا رہا تھا۔۔۔لیکن ہم نے اسے چیکنگ کے لیئے

واپس کانے کا حکم دیا۔اس میں دو افراد سوار تھے۔وہ واپس تو مڑ آیا۔لیکن شمالی پہاڑیوں پر سے ایک آدمی کو پیراشوٹ سے کودتے دیکھ لیا جس پر ہم چوکنے ہو گئے۔۔۔چنانچہ ان پہاڑیوں کے گرد ملٹری ریڈ کیا گیا۔ادھر ہیلی کاپٹر سے دوسرا آدمی بھی آگے جا کر کود گیا لیکن اس کا پیراشوٹ نہ کھل سکا اور وہ زمین پر گر کر ہلاک ہو گیا۔۔۔ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہو گیا۔جس آدمی کو پہاڑوں پر گھیرا گیا تھا وہ وہاں سے نکل کر دارالحکومت کے نواحی کالونی ذیشان میں گھسا اور اس کے بعد اس کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔۔۔البتہ ایک کوٹھی میں سے ایک کتے اور ایک آدمی کی لاش ملی۔ہو سکتا ہے کہ وہ اس آدمی کو قتل کر کے اسکے میک اپ میں نکل گیا ہو۔۔۔بہر حال ہم اسے تلاش کر رہے ہیں‘‘۔۔۔کرنل شاہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’کرنل شاہ آپ اسے ہر قیمت پر ڈھونڈھیں بلیو کیپسول انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔اس کی فوری برآمدگی انتہائی ضروری ہے‘‘۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے تیز لہجہ میں کہا۔

’’میں سمجھتا ہوں۔۔۔آپ بے فکر رہیں ڈاکٹر۔۔۔ملٹری انٹیلی جنس ہر ممکن کوشش کر رہی ہے‘‘۔۔۔کرنل شاہ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

’’میرا خیال ہے کہ مجرم انٹیلی جنس کے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔۔۔ہمیں حکومت کو اعلی سطح پر اس کی اطلاع کرنی چاہیئے‘‘۔۔۔ایک اور آدمی نے کہا۔

’’میں نے ملٹری سیکرٹری ریسرچ کو اطلاع دے دی ہے‘‘ سفید بالوں والے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور ڈاکٹر ناتھن نے چونک کر ریسوا ٹھالیا۔

’’یس۔۔۔ڈاکٹر ناتھن‘‘۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے کہا۔

’’سر۔۔۔میں سیکورٹی آفیسر بول رہا ہوں۔۔۔ملٹری سیکرٹری صاحب تشریف لائے ہیں‘‘۔۔۔دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔۔۔انہیں فوراً میرے پاس لے آؤ"۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ملٹری سیکرٹری خود آئے ہیں"۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے چونکتے ہوئے کہا۔اور اس کا اشارہ سنتے ہی وہ سب سر ہلاتے ہوئے تیزی سے اٹھے۔۔۔اور کرش ہال سے نکل کر اپنے اپنے شعبوں کی طرف بڑھ گئے۔وہ ملٹری سیکرٹری کے دورے کے دوران کوئی ایسی بات نہ چاہتے تھے جن سے ان کی کارکردگی پر حرف آتا۔

ڈاکٹر ناتھن نے سکرین آف کی اور پھر وہ بھی تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ابھی وہ دفتر میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور ملٹری سیکرٹری اندر داخل ہوئے ان کے پیچھے سیکورٹی آفیسر تھا۔

ملٹری سیکورٹی ریسرچ۔۔۔حکومت پاکیشیا کی ریسرچ کونسل

کا انچارج تھا۔اور ایسی تمام لیبارٹریوں جو کہ دفاعی ایجادات کے لیے کام کر رہی تھیں۔۔۔انتظامی طور پر اس کے تحت آتی تھیں اور وہ خود سیکرٹری ٹو وزارت دفاع کے تحت تھا۔اور صرف انہیں سے جواب دہ تھا۔۔۔

ملٹری سیکرٹری کرنل اسلم خود بھی ایک اعلیٰ پائے کا سائنسدان رہ چکا تھا اور ریسرچ کونسل کے انچارج منتخب ہونے سے پہلے وہ ایک دفاعی لیبارٹری کا انچارج تھا۔۔۔اور انتظامی اور سائنسی طور پر اس کی اعلیٰ خدمات کی بنا پر ہی اسے ریسرچ کونسل کا ملٹری سیکرٹری منتخب کیا گیا تھا۔

"ہیلو۔۔۔ڈاکٹر ناتھن۔۔۔یہ کیا قصہ ہے"۔۔۔کرنل اسلم نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

"بڑا ہولناک واقعہ پیش آیا ہے کرنل۔۔۔میں سخت پریشان ہوں"۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ کی لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات تو انتہائی سخت تھے پھر یہ واردات کیسے ہو گئی"۔۔۔کرنل اسلم نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"سر عجیب وغریب انداز میں واردات ہوئی ہے۔کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ڈاکٹر مارٹن ہمارا بے حد لائق اور

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

قابل اعتماد ڈاکٹر ہے۔۔۔وہ بلیو کیپسول پر اہم ترین ریسرچ میں مصروف تھا کہ اچانک تھوڑی دیر پہلے مجھے رپوٹ ملی کہ

کیپسول کا سیف ٹوٹا پڑا ہے۔اور ڈاکٹر مارٹن غائب ہے میں نے فوری طور پر چیکنگ مشین آن کی تو معلوم ہوا کہ کیپسول سیف کو کھولنے کے بجائے اس کا حفاظتی سسٹم توڑ دیا گیا ہے۔اور اس میں موجود بلیو کیپسول غائب ہے۔۔۔مزید چیکنگ پر معلوم ہوا کہ خفیہ گیٹ وے تھری کا حفاظتی سسٹم بھی ناکارہ کر دیا گیا ہے اور اس کا الیکٹرونک دروازہ توڑ دیا گیا ہے۔چنانچہ میں نے فوراً ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شاہ کو رپورٹ دی اور اس کے بعد آپ کو"۔۔۔ڈاکٹر نارتھن نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔میں نے کرنل شاہ سے بات کی ہے۔وہ تقریباً مجرم کو تلاش کر چکے ہیں۔۔۔لیکن یہ بلیو کیپسول ہے کیا"۔کرنل اسلم نے پوچھا۔

"بلیو کیپسول آپ کو نہیں معلوم"۔۔۔ڈاکٹر نارتھن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں نے لسٹ بھی دیکھی تھی۔جدید ایجادات پر ہونے والے والی آیٹم کی ریسرچ۔۔۔لیکن اس میں مجھے کہیں بلیو کیپسول کے متعلق کوئی تفصیل نہیں ملی۔اس لئے میں نے سوچا کہ میں خود آپ سے آ کر بات کروں"۔۔۔کرنل اسلم نے کہا۔

"اوہ سر۔۔۔آپ نے ایس ایس لسٹ ملاحظہ نہیں کی یہ اس میں شامل ہے"۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے کہا۔

"ایس ایس۔۔۔اوہ۔۔۔یہ تو انتہائی اہمیت کی حامل لسٹ ہے۔یہ کیا ہے"۔۔۔کرنل اسلم نے چونکتے ہوئے کہا۔

"سر۔۔۔بلیو کیپسول ایک نئے قسم کے جراثیم کا کوڈ ہے۔مارٹن ان جراثیم پر ریسرچ کر رہا تھا تا کہ اس ریسرچ کی مدد سے انتہائی جدید ترین جراثیمی بم بنایا جا سکے۔۔۔ان جراثیم میں یہ حیرت انگیز صفت ہے کہ

انہیں جب ایک مخصوص درجہ حرارت پر ہوا میں آزاد کیا جاتا ہے تو یہ انتہائی تیز رفتاری سے پھیلتے ہیں۔۔۔ لیکن ان کے پھیلنے کا ایک وقفہ مخصوص ہے۔اس وقفے کے بعد جو کہ زیادہ سے زیادہ ایک منٹ تک چیک لیا گیا ہے یہ سینکڑوں کے دوران جہاں یہ جراثیم پھیلتے ہیں ہر قسم کا جاندار فوری طور پر سانس گھٹنے کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا ہے''۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے کہا۔

''سانس گھٹنے کی وجہ سے۔۔۔کیا مطلب''

کرنل اسلم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔۔۔یہ جراثیم اس مخصوص ایریے میں موجود آکسیجن کو ختم کر دیتے ہیں۔ان کی افزائش بھی آکسیجن پر ہوتی ہے۔اور جب آکسیجن ختم ہوتی ہے تو یہ جراثیم بھی ختم ہو جاتے ہیں۔لیکن اچانک آکسیجن کے ختم ہو جانے پر اس ایریے میں ہر جاندار کا خاتمہ ہو جاتا ہے''۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے کہا۔

''حیرت انگیز۔۔۔یہ تو واقعی انتہائی اہم دریافت ہے لیکن ڈاکٹر مارٹن اس پر کیا سرچ کر رہے تھے''۔۔۔ کرنل اسلم نے کہا۔

''وہ مخصوص درجہ حرارت والی خامی کو دور کر رہے تھے تاکہ کسی بھی درجہ حرارت پر اس بم کو استعمال کیا جا سکے اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے وہ اس خامی پر قابو پانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔۔۔اور اس سلسلے میں اپنی رپورٹ دینے والے تھے کہ یہ صورت حال سامنے آگئی''۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے کہا۔

''یہ تو انتہائی خوف ناک صورت ہے۔۔۔اس بلیو کیپسول کی ماہیت کیا ہے''۔۔۔کرنل اسلم نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

وہ مکس دھاتوں کا کیپسول ہے۔جسے ایک خاص دھات کی ڈبیا میں رکھا گیا تھا۔۔۔اگر کوئی شخص اسے کھول دے تو جراثیم کم از کم سو میل کے دائرے میں پھیل جائیں گے۔اور پھر ایک منٹ بعد جراثیم تو ختم ہو جائیں

گے۔۔۔لیکن سو میل کے دائرے میں کوئی جاندار زندہ نہ رہ پائے گا۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے جواب دیا۔

''اوہ۔۔۔یہ تو انتہائی خوفناک واردات ہے۔میں تو اسے عام سی واردات سمجھ رہا تھا۔۔۔مجھے فوراً اعلیٰ حکام کو اطلاع دینی ہو گی یہ تو کسی بہت بڑے گروہ کا کام ہو سکتا ہے۔

کرنل اسلم نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

اور پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے ریسور اٹھا لیا۔

''یس۔۔۔ڈاکٹر ناتھن سپیکنگ''۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے کہا۔

''سر۔۔۔سیکرٹری وزارت دفاع آپ سے یا ملٹری سیکرٹری سے بات کرنا چاہتے ہیں''۔۔۔دوسری طرف سے ایکسچینج آپریٹر نے کہا۔

''اوہ۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔بات کراؤ''۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے کہا۔اور پھر ریسور پوہاتھ رکھ کر اس نے کرنل اسلم سے کہا سیکرٹری وزارت دفاع بات کر رہے ہیں۔۔۔وہ مجھ سے یا آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

''لیکن ابھی تک میں نے انہیں اس بارے میں تو کوئی رپورٹ نہیں دی۔۔۔پھر انہیں کیسے علم ہو سکتا ہے۔ کوئی اور معاملہ ہو گا مجھے دیجیئے''۔۔۔کرنل اسلم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہیلو سر۔۔۔میں کرنل اسلم بول رہا ہوں ڈیفنس لیبارٹری تھری سے''۔۔۔کرنل اسلم نے کہا دوسری طرف سے سیکرٹری وزارت دفاع بول رہے تھے۔

''ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ کسی ڈیفنس لیبارٹری میں

کوئی گڑبڑ ہوئی ہے۔میں نے ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شاہ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔۔۔لیکن وہ لائن پر نہیں تھے۔پھر میں نے آپ سے بات کرنا چاہی تو معلوم ہوا کہ آپ ڈیفنس لیبارٹری تھری کے ہنگامی

دورے پر گئے ہیں۔"

"آپ کو کس نے اطلاع سی ہے سر"۔۔۔ کرنل اسلم نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں۔۔۔ کیا یہ بتانا ضروری ہے۔ آپ بتائیں کہ کیا گڑ بڑ ہوئی ہے۔۔۔ کیا ڈیفنس لیبارٹری تھری میں ہوئی ہے"

سیکرٹری نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن سر۔۔۔ میں ابھی آپ کو رپورٹ کرنے والا تھا۔ ایک خوفناک واردات ہوئی ہے۔ اسی لئے میں یہاں خود تحقیقات کرنے آیا تھا۔۔۔ یہاں ایک مخصوص شعبے میں جراثیمی بم پر ریسرچ ہو رہی تھی ریسرچ کرنے والا ایک قابل اعتماد ڈاکٹر مارٹن تھا"۔۔۔ کرنل اسلم نے بتایا اور پھر اس نے ڈاکٹر ناتھن سے سنی ہوئی تمام تفصیل سیکرٹری کو سنا دی۔

"اوہ۔۔۔ یہ تو انتہائی خوفناک واردات ہے مجرم کا فوری پکڑا جانا ضروری ہے۔ کرنل شاہ نے کوئی رپورٹ دی ہے"۔۔۔ سیکرٹری نے پریشان لہجے میں کہا۔

"مجھے دیجیئے۔۔۔ میں بتلاتا ہوں"۔۔۔ ڈاکٹر ناتھن نے کہا۔

"ڈاکٹر ناتھن سے بات کیجئے انہیں شائد رپورٹ دی گئی ہے۔ میں تو ابھی یہاں پہنچا ہوں"۔۔۔ کرنل اسلم نے کہا اور ریسور ڈاکٹر ناتھن کے ہاتھ میں دے دیا۔

"سر۔۔۔ میں ڈاکٹر ناتھن بول رہا ہوں۔ واردات کی اطلاع ملتے ہی میں نے قانون کے مطابق کرنل شاہ اور ڈاکٹر اسلم کو رپورٹ دے دی تھی۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے کرنل شاہ نے مجھے رپورٹ دی ہے"۔۔۔ ڈاکٹر ناتھن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے وہ ساری رپورٹ لفظ بہ لفظ دہرا دی جو کرنل شاہ نے اسے بتائی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"اس کا مطلب ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس ناکام ہو گئی ہے۔ اب کرنل شاہ خواہ مخواہ رپورٹوں کی تیاری کے چکر میں کیس کو الجھانا چاہتا ہے"۔۔۔ سیکرٹری وزارت دفاع نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"سر۔۔۔ ان کی رپورٹ سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔" ڈاکٹر ناتھن نے کہا۔

"ان کی رپورٹ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مجرموں نے باقاعدہ پلاننگ کے تحت واردات کی ہے کہ وہ کار اور ہیلی کاپٹر بھی تیار تھے۔۔۔ انہیں شائد اس بات کی اطلاع نہ تھی کہ ہم نے سپیشل سیکورڈن ملٹری انٹیلی جنس کے تحت تعینات کر رکھا ہے۔۔۔ اس لئے انہوں نے ہیلی کاپٹر کے ذریعہ یہاں سے نکلنے کا پروگرام بنایا تھا۔ بہر حال یہ مسئلہ اب ملٹری انٹیلی جنس

کے بس کا نہیں ہے۔ اب اسے ایکسٹو ہی نپٹا سکتا ہے۔"

سیکٹری وزارت دفاع نے کہا۔

"ایکسٹو"۔۔۔ ڈاکٹر ناتھن نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس نے شائد پہلی بار یہ نام سنا تھا۔

"ہاں۔۔۔ پاکشیا سیکرٹ سروس کا چیف۔۔۔ وہ انتہائی ہوشیار آدمی ہے۔ انتہائی باخبر۔۔۔ اب دیکھو کہ میں سیکرٹری وزارت دفاع ہونے کے باوجود اس واردات سے ابھی تک لاعلم تھا۔۔۔ لیکن ایکسٹو کو اس واردات کی سن گن مل گئی۔ اس نے کرنل شاہ سے رابطہ کیا لیکن کرنل شاہ انہیں ٹال گئے۔ حالانکہ کرنل شاہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایکسٹو کتنا با اختیار ہے۔۔۔ وہ چاہتا تو کرنل شاہ کو اپنے حکم سے ڈسمس کر سکتا تھا۔ لیکن انہوں نے اس موقع پر الجھنا ضروری نہیں سمجھا اور سیکرٹری وزارت خارجہ سے کہا کہ وہ مجھ سے اس بارے میں رپورٹ حاصل کر کے انہیں بتائیں۔۔۔ سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان نے مجھے فون کیا تو میں سخت شرمندہ ہوا کہ میں متعلقہ محکمے کا سربراہ ہوں۔ لیکن مجھے کسی بات کا علم نہیں۔ بہر حال میں کرنل شاہ کی جواب طلبی تو بعد میں کروں گا۔ فی الحال میں سر سلطان کو رپورٹ تو دیدوں۔۔۔ اور سنئے ڈاکٹر ناتھن۔۔۔ اگر

ایکسٹو یا اس کے کسی نمائندے کا فون آئے یا وہ خود چیکنگ کے لئے آئے تو آپ نے ان سے مکمل تعاون کرنا ہے"۔۔۔ سیکرٹری وزارت دفاع نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر سر۔۔۔ حکم کی تعمیل ہو گی"۔۔۔ ڈاکٹر ناتھن نے جواب دیا۔

"یہ میں بتا دوں کہ ایکسٹو اس ملک میں سب سے زیادہ با اختیار آدمی ہے۔۔۔ وہ چاہے تو مجھے بھی بغیر وجہ بتائے گرفتار کر سکتا ہے یا ڈسمس کر سکتا ہے۔ اس لیے اس سے تعاون کرتے وقت آپ ہر لحاظ سے مستعد رہیں"۔۔۔ سیکرٹری وزارت دفاع نے کہا۔

"جی۔۔۔ میں سمجھ گیا سر"۔۔۔ ڈاکٹر ناتھن نے کہا۔

اوکے۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ڈاکٹر ناتھن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسور رکھ دیا۔

"کمال ہے اس قدر با اختیار آدمی بھی اس ملک میں موجود ہے"۔۔۔ ڈاکٹر ناتھن نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کرنل اسلم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایکسٹو کی بات کر رہے ہیں۔۔۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے۔ ایک بار میں بھی نادانی میں اس سے الجھ پڑا تھا پھر ایسی ڈانٹ پڑی کہ نوکری تو ایک طرف جان کے لالے پڑ گئے۔۔۔ تب سے میں نے کان پکڑ لئے ہیں کہ ایکسٹو کا نام سنتے ہی نہ صرف اس سے تعاون کروں گا بلکہ اس کا فون سننے کے لئے بھی کھڑا ہو جاؤں گا۔" کرنل اسلم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جھاڑ۔۔۔ کس نے جھاڑ پلائی۔ سیکرٹری وزارت دفاع تو ایسا
نہیں کر سکتے۔ وہ رینک میں آپ کے برابر ہیں"۔۔۔ ڈاکٹر ناتھن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

آپ سن کر حیران ہوں گے کہ ڈسر مملکت نے براہ راست فون کیا تھا۔۔۔ اور اس کے بعد مجھے پتہ چلا کہ وہ

صدر مملکت سے بھی زیادہ با اختیار ہے۔ صدر مملکت پر لازم ہے کہ اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہو جائیں۔۔۔ جب کہ اس پہ لازم نہیں کہ وہ صدر کے لئے کھڑے ہونے کی بھی زحمت گوارا کرے۔۔ ۔اور دوسری بات یہ کہ صدر مملکت سے کسی بھی ایسے مسئلے میں جس تعلق ملکی سلامتی سے ہو جواب طلب کر سکتا ہے۔ جبکہ صدر مملکت کو ایکسٹو سے جواب طلب کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

"خدائی پناہ۔۔۔ اس قدر با اختیار۔۔۔ لیکن یہ صاحب ہیں کون۔۔۔ ان کا کام کیا ہے"۔۔۔ ڈاکٹر ناتھن کی آنکھیں حیرت کی شدت سے اس قدر پھٹ گئی تھیں کہ کرنل اسلم نے سوچا کہ کہیں وہ حیرت کی شدت سے مر ہی نہ جائیں۔

"یہ بات کسی کو بھی نہیں معلوم۔ صدر مملکت کو بھی نہیں بس وہ ایکسٹو کہلاتا ہے۔۔۔ سیکرٹ سروس کا چیف ہے اور خاص میٹنگز میں نقاب پہن کر آتا ہے"۔۔۔ کرنل اسلم آج واقعی ڈاکٹر ناتھن کو حیرت کے سمندر میں غوطہ لگانے پر مجبور کر رہے تھے۔

"ہوں۔۔۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایسا آدمی بھی اس ملک میں
میں ہو سکتا ہے"۔۔۔ ڈاکٹر ناتھن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔۔۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔ اب یقیناً کیس ایکسٹو کو ٹرانسفر ہو جائے گی اور اس کے ساتھ ہی ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی"۔۔۔ کرنل اسلم نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر ڈاکٹر ناتھن سے مصافحہ کر کے دفتر سے باہر نکل گئے۔ ان کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا جیسے بہت بڑی ذمہ داری کا بوجھ ان کے کندھوں سے اتر گیا ہو۔

کرنل اسلم کے جانے بعد ڈاکٹر ناتھن نے فون پر چیف سیکورٹی آفیسر کو کال کیا۔۔۔ اور اسے کرنل شاہ کی ہدایت کے مطابق واردات کی مکمل اور تفصیلی رپورٹ تیار کرنے کا حکم دیا۔۔۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے

لیبارٹری میں موجود ہر شخص کی کمپیوٹر چیکنگ کے احکامات بھی جاری کر دیئے تا کہ مزید تسلی ہو سکے۔

ابھی انہوں نے چیف سیکورٹی آفیسر سے بات کر کے ریسور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''ڈاکٹر ناتھن''۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے کہا۔

''چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو سے بات کیجئے۔''

آپریٹر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔۔۔بات کراؤ''۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی جلدی ایکسٹو کا فون بھی آسکتا ہے۔

چند لمحوں بعد کلک کی آواز سنائی دی اور پھر ریسور ایک باوقار لیکن کرخت آواز سے گونج اٹھا۔

اٹ از ایکسٹو۔۔۔بات کرنے والے کے لہجے میں اس قدر دبدبہ تھا کہ ڈاکٹر ناتھن کا ہاتھ ایک بار کانپ گیا۔۔

۔اس کے علاوہ ایکسٹو کے بے پناہ اور وسیع اختیارات کا بھی سن چکے تھے۔

''یس سر۔۔۔ڈاکٹر ناتھن بول رہا ہوں ڈیفنس لیبارٹری تھری کا انچارج''۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر ناتھن۔۔۔بلیو کیپسول کی ماہیت کیا ہے۔''

ایکسٹو نے پوچھا اور ڈاکٹر ناتھن نے پوری تفصیل سنادی۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس کیپسول کو اگر اب کھول دیا جائے تو کیا یہ جراثیم نقصان پہنچا سکتے ہیں۔۔۔ایکسٹو نے پوچھا۔

''یس سر۔۔۔جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔اس کیپسول کا کھلنا سو میل کے دائرے میں انتہائی تباہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔۔۔کیوں کہ درجہ حرارت جس میں یہ کام کرتے ہیں وہ آج کل کا ہی درجہ حرارت ہے۔ویسے ڈاکٹر مارٹن نے اس خامی پر قابو پالیا تھا کہ وہ ہر قسم کے موسمی حالات میں کام کر سکیں۔۔۔لیکن

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

یہ خامی ابھی صرف تھیوری کی حد تک تھی۔'' ڈاکٹر ناتھن نے جواب دیا۔

''ڈاکٹر مارٹن کے بارے میں مکمل رفصیل بتایئے۔ان کے حلیے اور قد و قامت سمیت''۔۔۔ایکسٹو نے پوچھا۔

اور ڈاکٹر ناتھن نے تفصیلی حلیہ اور دیگر تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

''اس جیسے اور کیپسول آپ کی لیبارٹری میں ہیں''۔۔۔ایکسٹو نے پوچھا۔

''نو سر۔۔۔یہ واحد کیپسول تھا۔یہ ڈاکٹر مارٹن کی بیس سالہ محنت کا نتیجہ تھا''۔۔۔ڈاکٹر ناتھن نے جواب دیا۔

''ڈاکٹر مارٹن گزشتہ دنوں لیبارٹری سے باہر گئے تھے''

ایکسٹو نے پوچھا۔

''یس سر۔۔۔وہ ہر ہفتے میں ایک روز اپنی والدہ سے ملنے جایا کرتے تھے۔انہوں نے ابھی تک شادی نہیں کی تھی پرسوں وہ اپنی والدہ سے ملنے گئے تھے اور کل واپس آئے تھے''۔

ڈاکٹر ناتھن نے جواب دیا۔اب وہ اپنے آپ کو مکمل طور پر سنبھال چکے تھے۔

''ان کی والدہ کا پتہ''۔۔۔ایکسٹو نے پوچھا اور ڈاکٹر ناتھن نے ڈاکٹر مارٹن کی والدہ کی رہائش گاہ کا پتہ بتادیا۔

''او کے۔۔۔ڈاکٹر ناتھن۔۔۔میرا نمائندہ ہو سکتا ہے کسی بھی روز کسی بھی وقت لیبارٹری کو چیک کرنے کے لئے آئے آپ سیکورٹی عملہ کو کہہ دیں تا کہ اسے اندر آنے میں تکلیف نہ ہو۔اس نمائندے کا نام علی عمران ہے اور کوڈ ایکسٹو ہو گا۔۔۔آپ کو اس سے ہر صورت میں تعاون کرنا ہو گا''۔۔۔ایکسٹو نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔مکمل تعاون ہو گا۔لیکن سر۔ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شاہ اگر کوئی ہدایت دیں تو

۔۔۔"ڈاکٹر ناتھن نے کہا۔

ان کے محکمے سے کیس ٹرانسفر ہو گیا ہے۔اس لیے اب آپ ان کی ہدایات کی تکمیل کے پابند نہیں ہیں ۔"ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ڈاکٹر ناتھن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔اس کے ذہن میں یہ خواہش سر اٹھانے لگی کہ کسی طرح وہ ایکسٹو کو آمنے سامنے دیکھ لیں۔کیوں کہ اس کی باوقار آواز اور اس کے اختیارات کی وسعت کا پتہ چلنے کے بعد یہ خواہش فطری تھی۔لیکن اب انہیں کیا معلوم کہ ایکسٹو کو دیکھنے کی خواہش میں کس قدر لوگ اپنی گردنیں کٹوا چکے ہیں۔

برونو کو ابھی ڈی سلوا کے دفتر میں بیٹھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ دروازہ کھلا اور کاونٹر مین اندر داخل ہوا۔

"تشریف لائیے جناب۔کار آ گئی ہے۔"کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور برونو سر جھٹکتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

اور کاؤنٹر مین اسے لیے ہال کی طرف جانے کی بجائے ایک اور راستے پر چل دیا۔برونو بڑے چوکنے انداز میں چل رہا تھا۔اس کا ایک ہاتھ مسلسل اوور کوٹ کے اندر تھا۔جہاں اس نے سٹین گن رکھی ہوئی تھی۔تنگ سے راستے سے گزر کر جس کا اختتام ایک لکڑی کے پرانے سے دروازے پر ہوا۔کاؤنٹر مین برونو کو ہوٹل کی عقبی گلی میں لے آیا جہاں سفید رنگ کی ایک لمبی سی کار موجود تھی۔ڈرائیونگ سیٹ پر ایک ادھیڑ عمر باوردی ڈرائیور موجود تھا۔

"تشریف لے جائیے صاحب۔یہ بڑے صاحب کی کار ہے۔"کاؤنٹر مین نے کہا۔اور برونو دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

چند لمحوں بعد کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کی سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔

"ڈی سلوا کی رہائش گاہ کس جگہ ہے۔"برونو نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"چھبیس سٹلائیٹ ٹاؤن جناب۔"ڈرائیور نے بغیر گردن موڑے جواب دیا۔برونو سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار ایک بہت بڑی رہائشی کالونی میں داخل ہوئی۔جس میں بڑی بڑی اور عظیم الشان کوٹھیاں موجود تھیں۔اور پھر چند ہی لمحوں بعد کار ایک عظیم الشان کوٹھی کے بڑے سے پھاٹک کے سامنے رک گئی۔ڈرائیور نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا تو پھاٹک خود بخود کھل گیا اور ڈرائیور کار اندر لیتا گیا۔وسیع لان سے گزرنے کے بعد کار پورٹیکو میں جا کر رک گئی۔پورٹیکو سے ملحقہ برآمدے میں اس وقت تین مسلح نوجوان موجود تھے۔ان کے ساتھ ہی ایک لمبا تڑنگا بھاری جسم کا آدمی سلیپنگ گون پہنے کھڑا تھا۔یہ ہوٹل چالس کا مالک ڈی سلو تھا۔کار رکتے ہی ڈی سلو جلدی سے قریب آیا۔اور اس نے خود پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔

"خوش آمدید جناب۔"ڈی سلو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو۔"برونو نے کار سے باہر آتے ہی کہا۔اور پھر اس نے ڈی سلوا کے ساتھ مصافحہ کیا۔اور ڈی سلوا اسے اپنے ہمراہ لے کر عمارت کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد وہ ایک ایسے کمرے میں پہنچ گئے جسے دفتر کے سے انداز میں سجایا گیا تھا۔کمرے کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ ساؤنڈ پروف ہے۔ڈی سلو نے اندر آنے کے بعد اس کا فولادی دروازہ بند کر دیا۔اور ساتھ لگے سوئچ بورڈ پر موجود ایک چھوٹا سا بٹن دبایا تو دروازے پر کمرے کی دیوار کے رنگ کی چادر سی آ گری۔اور اب وہاں کوئی دروازہ نظر نہ آ رہا تھا۔

"اب آپ پورے اطمینان سے بات کر سکتے ہیں جناب۔"ڈی سلوا نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ہیں چیف باس سے فوری طور پر بات کرنا چاہتا ہوں۔"برونو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چیف باس سے۔ٹھیک ہے۔میں کرا دیتا ہوں۔"لیکن پہلے آپ یہ بتائیے کہ مشن کا کیا ہوا؟"ڈی سلوا نے

کہا۔

"مشن میں کامیابی ہوئی یہ۔" برونو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ کیپسول آپ لے آئے ہیں۔" ڈی سلوا نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کو اس سے مطلب۔ آپ چیف باس سے میری بات کرائیے۔" برونو نے اس بار تلخ لہجے میں کہا۔

"یہ باتیں میں چیف باس کے حکم پر ہی پوچھ رہا ہوں۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ ان باتوں کی تسلی کے بعد ہی ان سے رابطہ قائم کیا جائے۔" ڈی سلوا نے خشک لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا چیف باس کو علم تھا کہ میں آپ کے پاس پہنچوں گا۔ جب کہ پہلے اور طریقہ کار اختیار کیا گیا تھا۔" برونو نے مشکوک لہجے میں کہا۔

اس کا ہاتھ ایک بار پھر تیزی سے اوور کوٹ کے اندر داخل ہو گیا۔

"چیف باس ہر راستے کے متعلق سوچ رکھتا ہے جناب۔" ڈی سلوا نے کہا۔

"سوری۔ میں آپ کو اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا البتہ آپ چیف باس سے بات کرائیں۔ انہیں میں تفصیل بتا دوں گا۔ آپ بھی سن لینا۔" برونو نے پہلے سے زیادہ خشک لہجے میں کہا۔

"او کے۔ جیسے آپ کی مرضی۔ بہر حال میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔" ڈی سلوا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور پھر اٹھ کر وہ ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا۔ اور اسے برونو کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ اور اس کے بعد وہ اس کی فریکونسی درست کرنے لگا۔

"لیجئے۔ کال کر لیجئے۔ یہ سرخ بٹن دباتے ہی چیف باس سے رابطہ قائم ہو جائے گا۔ جب کال ختم ہو جائے گی تو میں آجاؤں گا۔" ڈی سلو نے کہا۔

"کیا مطلب۔ آپ کہاں جا رہے ہیں۔" برونو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب آپ مجھ پر اعتماد نہیں کر رہے تو مجھے بھی ساتھ نہیں بیٹھنا چاہیے۔ ہاں اگر باس حکم دے تو اور بات ہے۔" ڈی سلوا نے خشک اور ناراض لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی۔" برونو نے کہا۔ وہ بھی شاید اکیلے میں چیف باس سے بات کرنا چاہتا تھا۔

اور ڈی سلوا سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے پر گری ہوئی چادر ہٹائی اور پھر دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی جیسے دروازہ بند ہوا دیوار کی ہم رنگ چادر ایک بار پھر دروازہ پر آن گری۔ شاید ایسا سسٹم دروازے سے باہر بھی موجود تھا۔

برونو نے اطمینان کی ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا سرخ بٹن دبا دیا۔ سرخ بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر کے کونے میں لگا ہوا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ چند لمحوں بعد ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے پانی کی شوریدہ سر موجیں ساحل سے سر پٹخ رہی ہوں۔ اور پھر آہستہ آہستہ ایک میکانکی سی آواز ٹرانسمیٹر سے بلند ہوئی۔

"ہیلو۔ جیگر فال ہیڈ کوارٹر اوور۔" یہ آواز یوں لگ رہی تھی جیسے کسی روبوٹ کے حلق سے نکل رہی ہو۔ غیر انسانی سی آواز۔

"ہیلو۔ برونو زیرو ون سپیشل کالنگ چیف باس اوور۔" برونو نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ ویٹ فار فیو سیکنڈ اوور۔" دوسری طرف سے اسی مشینی آواز نے جواب دیا۔

"اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری آواز گونجی۔

"یس۔ چیف باس سپیکنگ اوور۔" بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"چیف باس۔ میں برونو بول رہا ہوں۔ میں نے بلیو کیپسول حاصل کر لیا ہے۔ لیکن جو طریقہ کار ہم نے نکلنے کا طے کیا تھا وہ ناکام ہو گیا ہے اور میں اس وقت مقامی ایجنٹ ڈی سلوا کی رہائش گاہ پر موجود ہوں اوور۔" برونو

نے تیز لہجے میں کہا۔

"تفصیل بتاؤ اوور۔" دوسری طرف سے پہلے سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"چیف باس۔ طے شدہ منصوبے کے مطابق ڈی سلوا کے آدمیوں نے ڈاکٹر مارٹن کی والدہ کو قتل کر دیا تھا اور پھر جیسے ہی ڈاکٹر مارٹن وہاں پہنچا اسے بے ہوش کر دیا گیا۔ چونکہ یہ پہلے سے طے شدہ تھا کہ میں نے اس کی جگہ لینی ہے اس لیے میں نے اس کا میک اپ کر لیا۔ اور ڈاکٹر مارٹن پر الٹرا ساؤنڈ چیکنگ میتھڈ استعمال کر کے اس سے تمام معلومات حاصل کر لیں۔ ابھی ڈاکٹر مارٹن سے تفصیلات معلوم کی جا رہی تھیں کہ اس نے دم توڑ دیا۔ وہ دل کا مریض تھا اس لیے زیادہ دباؤ برداشت نہ کر سکا۔ بہر حال میں اسکے میک اپ میں لیبارٹری پہنچ گیا۔ ای۔ ایل میتھڈ میک اپ کی وجہ سے لیبارٹری کے پرانے چیکنگ کمپیوٹر میرا میک اپ چیک نہ کر سکے اور میں اندر آسانی سے پہنچ گیا۔ اس کے بعد میں وقت مقررہ پر بلیو کیپسول حاصل کر کے خفیہ دروازے کو توڑ کر باہر آ گیا۔ جہاں کار لے کر تھرٹین اور اس کا ساتھی موجود تھا۔ وہاں سے ہم ایکس پوائنٹ پر پہنچے جہاں ہیلی کاپٹر پروگرام کے مطابق کھڑا تھا۔ چنانچہ میں ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔ لیکن ایئر فورس کے جنگی طیاروں نے ہیلی کاپٹر کو گھیر لیا۔ یہاں کی ملٹری ایجنسی ہماری توقع سے کہیں زیادہ

تیز ثابت ہوئی تھی۔ بہر حال بچنے کے لیے میں پیراشوٹ کے ذریعے نیچے اتر گیا۔ جن پہاڑیوں پر میں اترا اسے فوج نے گھیر لیا لیکن میں ان کا گھیرا توڑ کر نکل آنے میں کامیاب ہو گیا۔ دارالحکومت کی نواحی کالونی کی ایک کوٹھی میں چھپا رہا۔ وہاں کے مالک کو قتل کر کے میں اس کا لباس پہن کر اس کالونی سے نکل آیا۔ اس کالونی کی ناکہ بندی کی گئی تھی۔ لیکن ظاہر ہے وہ برونو کا راستہ تو نہ روک سکتے تھے۔ چنانچہ وہاں سے میں ہوٹل چارلس پہنچا اور پھر وہاں سے ڈی سلو کی رہائش گاہ پر اوور۔" برونو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری تعاقب تو نہیں کیا گیا اوور۔" چیف باس نے پوچھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"نو سر۔ میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے اوور۔" برونو نے جواب دیا۔

"تم نے اچھا کیا کہ فوری طور پر ڈی سلوا سے رابطہ قائم کر لیا۔ اب تم ایسا کرو کہ بلیو کیپسول ڈی سلوا کے حوالے کر دو۔ وہ مجھ تک پہنچ جائے گا۔ تمہیں ڈی سلوا ہمسایہ ملک کافرستان کی سرحد پار کرا دے گا۔ تم وہاں سے آسانی کے ساتھ ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤ گے اوور۔" چیف باس نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر۔ بلیو کیپسول میں ساتھ کیوں نہ لے آؤں اوور۔" برونو نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

زیرو ون سپیشل۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ تمہیں نہیں معلوم اب تک پورے ملک میں انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس کا جال پھیلا دیا گیا ہو گا۔ اس لیے تمہارا وہاں سے فوری طور پر نکلنا محال ہو جائے گا۔ جب کہ ڈی سلوا کسی لحاظ سے بھی مشکوک آدمی نہیں ہے۔ وہ آسانی سے بلیو کیپسول ایک سفارت خانے پہنچا دے گا جہاں سے سفارتی بیگ کے ذریعے وہ انتہائی محفوظ طریقے سے مجھ تک پہنچ جائے گا سمجھ گئے اوور۔" چیف باس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ جیسے آپ کا حکم اوور۔" برونو نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

اسے چیف باس کے اس حکم نے شدید دھچکا پہنچایا تھا کہ جس چیز کو وہ اپنی جان پر کھیل کر لایا تھا۔ وہ اسے ایک غیر اہم ایجنٹ کے حوالے کرنے کا حکم دے رہا تھا۔ جب کہ وہ جانتا تھا کہ ڈی سلوا کی زیرو ون سپیشل ایجنٹ کے سامنے ذرہ برابر بھی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن بہر حال چیف باس کے حکم کی تعمیل بھی لازمی تھی۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی دوبارہ سیٹی کی آواز بجنے لگی۔

برونو نے ڈھیلے سے ہاتھ سے سرخ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ چند لمحوں بعد کرر کرر کی آواز سے دروازے پر موجود چادر

ہٹ گئی اور پھر دروازہ کھلا اور ڈی سلوا اندر داخل ہوا برونو چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"چیف باس نے کیا حکم دیا ہے جناب۔" ڈی سلوا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ آخر آپ کو کس طرح پتہ چل گیا کہ ٹرانسمیٹر کال ختم ہو گئی ہے۔" برونو نے مشکوک لہجے میں کہا۔

"سر۔اس کمرے کے باہر بلب موجود ہے جب ٹرانسمیٹر کال ہوتی ہے تو وہ جل اٹھتا ہے اور جب ختم ہوتی ہے تو بجھ جاتا ہے۔" ڈی سلوا نے جواب دیا۔

"آپ کا یہاں کسی سفارت خانے سے لنک ہے۔" برونو نے کہا۔

"سفارت خانے سے۔ہاں ہے۔چیف باس نے خاص طور پر یہاں ویسٹرن کارمن سفارت خانے سے لنک رکھنے کا حکم دیا ہوا ہے۔کیوں۔" ڈی سلوا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔چیف باس نے حکم دیا ہے کہ میں بلیو کیپسول آپ کو دے دوں تاکہ آپ اسے سفارت خانے پہنچا دیں۔اور مجھے کافرستان کی سرحد عبور کرا دیں۔" برونو نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جیسا حکم۔ہم تو حکم کے غلام ہیں۔" ڈی سلوا نے جواب دیا۔

"لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں میک اپ میں آپ کے ساتھ سفارت خانے جاؤں۔اور وہاں خود اسے سفارتی بیگ میں بند کراؤں۔" برونو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

دراصل اس کا دل نہ چاہ رہا تھا کہ وہ ڈی سلوا کو بلیو کیپسول دے۔اس کی چھٹی حسن نجانے کیوں بار بار خطرے کی گھنٹی بجا رہی تھی۔

"سوری۔سفارت خانے کے ساتھ صرف میرا لنک ہے۔کسی اجنبی کی موجودگی سے معاملات خراب بھی ہو سکتے ہیں۔ویسے آپ بے فکر رہیں۔میں ایک ذمہ دار آدمی ہوں۔چیف باس میری کارکردگی اچھی طرح

جانتے ہیں۔' ڈی سلوا نے خشک لہجے میں کہا۔

"اوکے۔" برونو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے کوٹ کی خفیہ جیب کے بٹن کھولے اور اس میں سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکال کر ڈی سلوا کی طرف بڑھا دی۔ڈی سلوا نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں ڈبیا اس کے ہاتھ سے لی۔

"کیا وہ بلیو کیپسول اس کے اندر ہے۔" ڈی سلوا نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔اس کے اندر ہے لیکن محتاط رہنا۔ڈاکٹر مارٹن نے اس کے بارے میں جو تفصیل بتائی ہے۔اس کے مطابق اگر یہ کیپسول کھل گیا تو سو میل کے دائرے میں ہر جاندار پلک جھپکنے میں تباہ ہو جائے گا تم سمیت۔" برونو نے اسے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔اس قدر خوفناک ہے یہ۔" ڈی سلوا نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔اور پھر ڈبیا کو جیب میں ڈال لیا۔

"آپ دو تین روز یہاں آرام فرمائیں جیسے ہی حالات ٹھیک ہوں گے میرے آدمی آپ کو سرحد پار کرا دیں گے۔آیئے میرے ساتھ۔میں آپ کو کمرے تک پہنچا دوں۔" ڈی سلوا نے کہا اور برونو سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔اس کا انداز ایسا تھا جیسے جیتی ہوئی بازی ہار دی ہو۔لیکن وہ چیف باس کی وجہ سے مجبور ہو گیا تھا۔

ڈی سلوا اسے لے کر دفتر سے باہر نکلا اور پھر راہداری میں سے گزار کر ایک چھوٹے سے کمرے میں لے آیا۔یہ کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا گیا۔لفٹ نما کمرے سے نکل کر وہ ایک اور راہداری میں آئے اور پھر ڈی سلوا ایک دروازے پر رک گیا۔اس نے جیب سے ایک چابی نکالی اور اسے لاک میں ڈال کر گھمایا اور پھر ہینڈل دبا کر دروازہ کھول دیا۔یہ کمرہ بہت خوبصورت انداز میں دفتر اور خوابگاہ کے طور پر سجایا گیا تھا۔ایک طرف ٹیلی فون سیٹ بھی تھا۔

"آپ اطمینان سے رہیں جناب۔ بیڈ سائیڈ پر کال بیل موجود ہے۔اس کے دبانے سے ملازم آجائے گا۔اور آپ کو ہر چیز یہاں مہیا کر دی جائے گی۔"ڈی سلوا نے چابی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا میں یہاں قید رہوں گا۔" برونو نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"قید کا کیا مطلب جناب۔آپ ہمارے باس ہیں۔ قابل احترام باس۔آپ اس پوری کوٹھی کے مالک ہیں۔یہ کمرہ تو میں نے اس لیے آپ کے لیے منتخب کیا ہے۔آپ یہاں سکون کے ساتھ رہ سکیں۔ویسے میں کوشش کروں گا کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے آپ کو سرحد پار کرادوں۔"ڈی سلوا نے احترام بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔تھینک یو مسٹر ڈی سلوا۔" برونو نے کہا اور پھر غسل خانے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔جب کہ ڈی سلوا سر جھٹکتا ہوا واپس مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

عمران نے ریسور رکھا تو اس کی فراخ پیشانی پر پریشانی کی لکیریں نمایاں ہو گئی تھیں۔

"ڈاکٹر ناتھن نے کیا بتایا ہے جناب۔" بلیک زیرو نے جو سامنے بیٹھا ہوا تھا مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بلیک زیرو۔صورت حال بے حد پریشان کن ہے۔جس انداز میں جرم کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کام کرنے والی کوئی بہت منظم تنظیم ہے۔کاس ملٹری انٹیلی جنس اس آدمی کو پکڑ لیتی جو پہاڑیوں سے نکل گیا ۔لیکن اب اسے کہاں تلاش کرایا جائے۔"عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور پھر اس نے ڈاکٹر ناتھن سے ملنے والی معلومات مختصر طور پر بلیک زیرو کو بتادیں۔بلیک زیرو بھی بلیو کیپسول کی خوف ناک کارکردگی کا سن کر پریشان ہو گیا۔

"میرے خیال میں ہمیں ہوائی اڈوں۔بس اسٹینڈ اور ریلوے اسٹیشنوں پر ناکہ بندی کرادینی چاہیے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن وہاں ہم چیک کیسے کریں گے۔ مجرم نجانے کس میک اپ میں وہاں سے نکلے۔"عمران نے کہا اور بلیک

زیرو سر ہلانے لگا۔

"عمران نے ریسیور اٹھایا اور ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا اسپیکنگ۔"چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔"عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔"جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جولیا۔تم نعمانی کو ساتھ لے کر فوراً فلائیپر بوورڈنگ ہاؤس میں جاؤ۔وہاں روم ایک سو بارہ میں ایک بوڑھی عورت رہتی ہے۔اس سے مل کر پتہ کرو کہ اس کا بیٹا ڈاکٹر مارٹن جو ایک ڈیفنس لیبارٹری میں سائنس دان ہے۔آخری بار کب اس سے ملنے آیا تھا۔اور اگر وہاں حالات مشکوک ہوں تو اس فلیٹ کی مکمل تلاشی لو اور ساتھ ہی ارد گرد کے فلیٹوں اور بورڈنگ ہاؤس کی لینڈ لیڈی سے ڈاکٹر مارٹن

کی وہاں آمدورفت کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرو۔عمران نے جولیا کو تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر۔"دوسری طرف سے جولیا نے جواب دیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

عمران ریسیور ہاتھ میں پکڑے چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے ایک بار پھر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"صفدر سپیکنگ۔"چند لمحوں بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔"عمران نے کہا۔

"یس سر۔"صفدر کی مستعدی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"صفدر۔تم کیپٹن شکیل کو ہمراہ لے کر ہوٹل چارلس جاؤ۔مجھے اس کے مالک ڈی سلوا کے بارے میں معلومات چاہیں کہ اس کا اصل پیشہ کیا ہے اور اس نے اگر کوئی گروپ بنایا ہوا ہے تو وہ کس قسم کے لوگوں پر مبنی ہے اور

مزید یہ کہ ڈی سلوا آج کل کس کام میں مصروف ہے۔" عمران نے کہا۔

"بہتر سر۔" صفدر نے جواب دیا اور عمران نے ریسور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ مجھے بھی کوئی حکم کیجئے۔ میں تو دانش منزل میں بیٹھے بیٹھے اب تنگ آ گیا ہوں۔" عمران کے ریسیور رکھتے ہی بلیک زیرو بول پڑا۔

"تم باہر چوک پر جا کر قسمت کا حال بتانا شروع کر دو۔ پروفیسر طاہر ماہر علوم نجوم۔ فلکیات اور جنات وغیرہ وغیرہ۔ اور جب مجرم تم سے قسمت کا حال پوچھنے آئے تو اسے گردن سے پکڑ لینا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو جھینپ کر رہ گیا۔

"میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں عمران صاحب۔ میں اب حرکت میں آنا چاہتا ہوں۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"اچھا۔ اگر تم واقعی سنجیدہ ہو تو ٹھیک ہے۔ ڈی سلوا کی رہائش گاہ تلاش کرو۔ اور اس میں داخل ہو کر کوئی ایسی معلومات حاصل کرو جو ہمارے لیے فائدہ مند ہو۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بالکل ٹھیک ہے۔" بلیک زیرو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"میں اب فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ کوئی کلیو ملے تو مجھے بتا دینا۔ تم بیٹھے بیٹھے تھک گئے ہو۔ تو میں بھاگتے بھاگتے تھک گیا ہوں۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سر ہلاتا ہوا آپریشن روم سے باہر نکلا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل سے باہر نکلی اور پھر تیزی سے سڑک پر دوڑنے لگی۔ لیکن کار کا رخ فلیٹ کی بجائے زیرو ہاؤس کی طرف تھا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد

وہ زیرو ہاؤس پہنچ گیا۔ جوزف اور جوانا اسے اس طرح اچانک اپنے درمیان دیکھ کر مسرت سے اچھلنے لگے۔

"باس۔ آپ ہمیں تو بھول گئے۔ مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے اب مرد کی بجائے میں عورت بن گیا ہوں کہ سارا دن گھر میں بیٹھا دروازے کی راہ تکتا رہوں۔" جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اللہ۔ اس شوہر پر اپنا رحم فرمائے جس کی بیوی تم جیسی تنومند اور توانا ہو۔ ویسے جوزف کیسا رہے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا۔ تم دونوں تیار ہو جاؤ۔ آج میں تمہیں ایک بھرپور قسم کی تفریح کرانا چاہتا ہوں۔" عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔" جوانا اور جوزف دونوں ہی مسرت سے اچھل پڑے اور پھر تھوڑی دیر بعد پوری طرح تیار ہو کر واپس آ گئے۔

"کہاں جانا ہے باس۔" جوانا نے کہا۔

"شادی گھر۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"شادی گھر۔ کیا مطلب۔" جوزف اور جوانا دونوں نے چونکتے ہوئے کہا۔

"بھئی۔ تم دونوں کی شادی کی کے لیے شادی گھر ہی جانا پڑے گا۔ وہاں پیشہ ور گواہ اور نکاح خواں ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ اب یہیں کہاں سے گواہ اور نکاح خواں ڈھونڈتا پھروں گا۔" عمران نے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جوزف اور جوانا بھی پچھلی نشستوں پر براجمان ہو گئے۔ ظاہر ہے اب وہ عمران کے ساتھ تھے جہاں بھی وہ لے جاتا۔

زیرو ہاؤس سے نکل کر عمران نے کار آگے بڑھائی اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک ایسے علاقے کی طرف بڑھتا گیا جہاں ارد گرد فوجی بارکیں موجود تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار فوجی بارکوں کے آخر میں موجود ایک گیٹ پر پہنچ کر رک گئی۔ یہاں پھاٹک پر مسلح فوجی موجود تھے۔

"آپ کے کمانڈو کون ہیں۔" عمران نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے پوچھا۔

"بریگیڈیئر افضل۔" سپاہی نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"انہیں کہیے کہ ریڈ پاس ہولڈر آئے ہیں۔" عمران نے کہا۔

"ریڈ پاس ہولڈر۔ اوہ فرمائیے۔ ہمیں ہدایت دے دی گئی ہیں۔ آپ نے کہاں جانا ہے۔" سپاہی نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ڈی تھری اسپاٹ۔" عمران نے جواب دیا۔

"پاس دکھائیے۔" سپاہی نے کہا اور عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک سرخ رنگ کا کارڈ باہر نکال لیا۔ اس کارڈ پر سنہرے رنگ کا ایک دائرہ بنا ہوا تھا۔ سپاہی نے غور سے اس کارڈ کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ کار میں بیٹھ جاؤں۔ ڈی تھری اسپاٹ خاصا دور ہے۔" سپاہی نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ سپاہی اپنے ساتھی کو کچھ کہہ کر عمران کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے سپاہی نے پھاٹک کھول دیا اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ اندر موجود عمارتوں کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے وہ ایک چھوٹی سی پارک کے قریب پہنچ گئے۔ جس کے سامنے ناکارہ سے دو تین ٹینک کھڑے ہوئے تھے۔

"یہیں کار روک دیجئے۔" سپاہی نے کہا اور عمران کے کار روکتے ہی سپاہی نیچے اتر آیا۔

"تشریف لائیے جناب۔ کیا آپ اکیلے اندر جائیں گے۔" سپاہی نے کہا۔

"نہیں۔ میرے ساتھی بھی ساتھ جائیں گے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ جوزف اور جوانا کو باہر آنے کا اشارہ کر کے خود کار سے نیچے اتر آیا۔ جوزف اور جوانا بھی باہر آ گئے۔ سپاہی ان کے قد و قامت اور جسامت

کو دیکھ کر قدرے مرعوب ہو گیا۔

"آیئے۔" سپاہی نے کہا اور وہ انہیں اپنے ہمراہ لے کر اس بارک میں داخل ہو گیا۔ ایک کمرے میں ایک

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

باوردی نوجوان میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ کمرے کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ ناکارہ فوجی ساز و سامان کا ٹوٹا پھوٹا سا اسٹور ہے۔

"ریڈ پاس ہولڈر۔" سپاہی نے اس نوجوان کے قریب جا کر کہا۔

"اوہ۔ دکھائیے۔" نوجوان نے چونکتے ہوئے کہا اور عمران نے ریڈ پاس جیب سے نکال کر اس نوجوان کے سامنے پھینک دیا۔ نوجوان چند لمحے غور سے ریڈ پاس کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے عمران کی طرف واپس کر دیا۔

"تم جاؤ۔" نوجوان نے سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا اور سپاہی سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"کوڈ پلیز۔" نوجوان نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"یس سر۔ تشریف رکھیے۔" نوجوان نے سامنے پڑی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ لیکن یہ کرسیاں گریس سے اس قدر کالی ہوئی پڑی تھیں کہ عمران نے ان کی طرف نگاہ بھی نہ اٹھائی۔

"آپ اپنا کام کریں۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ آپ کی ان کالی کرسیوں پر بیٹھ کر انتظار کرتا رہوں۔" عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ سوری سر۔ بہتر سر۔" نوجوان نے موعوب ہو کر کہا۔

اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔ ڈاکٹر ناتھن اوور۔" چند لمحوں بعد ہی ٹرانسمیٹر سے ایک آواز ابھری۔

"سر۔ سیکورٹی انچارج گیٹ سپیکنگ۔ ریڈ پاس ہولڈر تشریف لائے ہیں۔ کوڈ ایکسٹو ہے۔ تین افراد ہیں۔" نوجوان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بھجوادو اوور۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور نوجان نے ٹرانسمیٹر آف کر کے واپس دراز میں رکھا اور پھر میز کے اندر ہاتھ ڈال کر کوئی بٹن دبایا تو بارک کی پچھلی دیوار درمیان سے ہٹتی چلی گئی۔ اب اندر ایک طویل اور پتلی سی روشن سرنگ نظر آرہی تھی۔

"اس سرنگ کے اختتام پر دروازہ ہو گا جو آپ کے پہنچنے پر کھل جائے گا وہاں ڈاکٹر ناتھن موجود ہوں گے ۔" نوجوان

نے کرسی سے اٹھ کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ سڑک کے اختتام پر دروازہ موجود تھا۔ جوان تینوں کے وہاں پہنچتے ہی خود بخود کھل گیا۔ اور دوسری طرف سفید بالوں والا ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا۔

"مجھے ڈاکٹر ناتھن کہتے ہیں۔ سفید بالوں والے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ اور یہ میرے باڈی گارڈز جوزف اور جوانا ہیں۔" عمران نے جواب میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"باڈی گارڈز۔" ڈاکٹر ناتھن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ اماں بی کہتی ہیں کہ اجنبی جگہوں پر جاتے ہوئے باڈی گارڈز ضرور ساتھ لے لیا کرو۔ تاکہ جن بھوتوں سے حفاظت رہے۔ اور ستم دیکھئے کہ بطور باڈی گارڈز ہی وہ بھوت ساتھ لگا دیئے۔" عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا اور ڈاکٹر ناتھن ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔ البتہ اس کی نظریں بتا رہی تھیں کہ وہ عمران کی ذہنی حالت کی درستگی سے مشکوک ہو گیا ہے۔

"تشریف لائیے۔" ڈاکٹر ناتھن نے کہا اور انہیں لے کر وہ اپنے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔

"سب سے پہلے تو مجھے وہ جگہ دکھائیے جہاں وہ بلیو کیپسول

رکھا گیا تھا اور ڈاکٹر مارٹن بیٹھتے تھے۔" عمران نے کہا۔

اور ڈاکٹر ناتھن سر ہلاتے ہوئے مڑ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ انہیں لے کر ایک کمرے میں پہنچ گئے جہاں ٹوٹا ہوا سیف اب تک موجود تھا۔ جس میں سے بلیو کیپسول اڑایا گیا تھا۔ اسی طرح عمران نے وہ راستہ بھی چیک کیا جہاں سے مجرم نکل کر گئے تھے۔

"اب آپ ڈاکٹر مارٹن والے شعبے کے سب افراد کو کسی ہال میں جمع کر لیجئے۔" عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیوں۔" ڈاکٹر ناتھن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں ان کے دانت گننا چاہتا ہوں۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر مارٹن ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

اور پھر اپنے دفتر میں آکر اس نے انٹر کام پر شعبہ جراثیم کے تمام کارکنوں کو کرش ہال میں فوری طور پر جمع ہونے کا حکم دیا۔

"معاف کیجئے۔ کیا آپ واقعی تحقیق کرنے آیئے ہیں یا صرف سیر ہی مقصد ہے۔" ڈاکٹر ناتھن نے انٹر کام کا ریسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ دراصل میں صرف اتنا دیکھنا چاہتا تھا کہ ڈیفنس لیبارٹری میں کام کرنے والے انسان بھی ہوتے ہیں یا نہیں۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔" ڈاکٹر ناتھن نے

چونکتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر ناتھن۔ آپ لیبارٹری کے انچارج ہیں۔ اور آپ کی لیبارٹری سے اہم ترین کیپسول دن دہاڑے چوری کر لیا گیا۔ اور آپ بجائے میرے ساتھ تعاون کرنے مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ میں یہاں سیر کرنے آیا ہوں ۔ میرا خیال ہے پہلے آپ کو شاہی قلعے بھجوایا جائے تاکہ آپ ذرا ریسٹ فرمالیں۔" عمران نے تلخ لہجے میں

کہا۔

"اور۔ سوری سر۔ آپ ناراض ہو گئے۔ میرا یہ مقصد نہ تھا۔ دراصل میں تو آپ کے باڈی گارڈز کی وجہ سے کہہ رہا تھا۔" ڈاکٹر ناتھن نے فوراً ہی بات بدلتے ہوئے کہا۔

"ان باڈی گارڈز کی کارکردگی ابھی آپ کو معلوم ہو جائے گی آپ جرثوموں پر تحقیق کرتے ہیں۔ ہماری تحقیق انسانوں پر ہوتی ہے۔ اور یہ دونوں ہمارے بہترین سائنس دان ہیں۔" عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر ناتھن منہ بنا کر رہ گیا۔

ظاہر ہے اس نے اسے براہ راست اپنے آپ پر چوٹ سمجھا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ اسے معلوم تھا کہ ایکسٹو کے پاس اختیارات کس قدر ہیں۔

اسی لمحے انٹر کام کی گھنٹی بجی تو ڈاکٹر ناتھن نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔" ڈاکٹر ناتھن نے کہا۔

"سر۔ شعبہ جراثیم کے تمام کارکن کرش ہال میں پہنچ چکے ہیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔" ڈاکٹر ناتھن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آیئے جناب۔ وہ لوگ پہنچ گئے ہیں۔" ڈاکٹر ناتھن نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

ظاہر ہے جوزف اور جوانا بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن ان کے چہروں سے جھلکنے والی بوریت اور بیزاریت نمایاں تھی وہ تو تفریح کا موڈ بنا کر آئے تھے۔ لیکن یہاں ظاہر ہے تفریح کا دور دور تک کوئی چانس نظر نہ آ رہا تھا۔

ڈاکٹر ناتھن کے ساتھ چلتے ہوئے وہ تینوں ایک بڑے ہال میں پہنچ گئے۔ جہاں بارہ کے قریب افراد کرسیوں پر

بیٹھتے ہوئے تھے۔ وہ مختلف عمروں کے تھے۔ ایک طرف رکھی گئی کرسیوں پر ڈاکٹر ناتھن اور عمران بیٹھ گئے۔ جب کہ جوزف اور جوانا عمران کی کرسیوں کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ عمران کی تیز نظریں ہال میں موجود افراد کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔

"کیا کوئی آدمی ایسا تو نہیں رہ گیا جو اس شعبے میں کام کرتا ہو اور یہاں موجود نہ ہو۔" عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"سوائے ڈاکٹر مارٹن کے جو اس شعبے کا انچارج تھا اور باقی سب لوگ موجود ہیں۔" ڈاکٹر ناتھن نے جواب دیا۔

"جناب۔ کیا آپ ہمیں بتائیں گے کہ یہ صاحب کون ہیں۔" ان میں سے ایک نے اٹھ کر کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر ناتھن کوئی جواب دیتا عمران بول پڑا۔

"ہمارا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے۔" عمران نے کہا اور وہ آدمی سر ہلاتا ہوا بیٹھ گیا۔

"کیا آپ میں سے کوئی صاحب یہ بتائیں گے کہ جس روز بلیو کیپسول چوری ہوا ہے اس روز ڈاکٹر مارٹن کی مصروفیات کیا تھیں۔" عمران نے پوچھا۔

"معمول کی مصروفیات تھیں جناب۔" ایک صاحب نے اٹھ کر جواب دیا۔

"کیا اس روز لیٹرین گئے تھے۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"لیٹرین۔ جی۔ یہ تو ہمیں معلوم نہیں۔" سب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ڈاکٹر ناتھن بھی چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"تو پھر آپ کو کیا معلوم ہے۔ دیکھئے۔ آپ میں سے ایک صاحب ایسے ہیں جنہوں نے ڈاکٹر مارٹن کو بلیو کیپسول چوری کرنے میں مدد دی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ آپ خود بتا دیں ورنہ دوسری صورت میں میرے پیچھے کھڑے ہوئے یہ دیو ایک لمحے میں نہ صرف اس آدمی کو ڈھونڈ لیں گے۔ بلکہ

اس کے حلق سے سب کچھ اگلوا بھی لیں گے۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ سے لہجے میں کہا۔

"ہم میں سے کوئی بھی اس چوری یوں ملوث نہیں ہے جناب۔ ہم بااعتماد کارکن ہیں۔" ان میں سے ایک نے اٹھ کر قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"جوزف۔" عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔" جوزف نے جھکتے ہوئے کہا اور عمران نے اس کے کان میں کوئی سرگوشی کی اور جوزف سیدھا ہو کر تیزی سے اس طرف بڑھ گیا جہاں وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ہر ایک کے قریب جا کر اسے غور سے دیکھتا ۔

اور پھر آگے بڑھ جاتا۔ سب لوگ حیرت سے اس تماشے کو دیکھ رہے تھے کہ اچانک جوزف نے ایک نوجوان کو گردسے پکڑا اور جھٹکا دے کر ایک طرف پھینک دیا۔ اس نجوان کے حلق سے چیخ نکلی اور سب لوگ حیرت اور خوف سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جوزف اس کے نیچے گرتے ہی بجلی کی طرح اس پر لپکا اور دوسرے لمحے وہ نوجوان اس کے بازوؤں میں جکڑا ہوا اس کے سینے سے لگا کھڑا تھا۔

"یہ کیا۔ مطلب ہے۔ کیا مطلب۔" ڈاکٹر ناتھن بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے لہجے میں ناگواری کا عنصر موجود تھا۔

"تشریف رکھیئے۔ یہ صاحب نقصان پہنچانے والا جرثومہ

ہے۔" عمران نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر جوزف کی طرف بڑھا اور پھر اس نے نوجوان کی کنپٹی کے پاس چٹکی بھری اور دوسرے لمحے ایک باریک سی جھلی اس کے چہرے سے اترتی چلی گئی۔ اب وہاں ایک غیر ملکی چہرہ صاف نظر آرہا تھا۔ جھلی اتارتے ہی ڈاکٹر ناتھن اور اس کے سب ساتھی حیرت سے بھونچے رہ گئے۔

"یہ ہیں وہ صاحب۔ جنہوں نے ڈاکٹر مارٹن کی مدد کی ہے۔" عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کوئی مداری

کامیاب تماشہ دکھانے کے بعد حاضرین سے داد وصول کرنا چاہتا ہو۔

نوجوان نے تیزی سے سر کو جھٹکا۔ مگر اسی لمحے عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے پوری قوت سے نوجوان کی کنپٹی پر مکہ مار دیا۔ ایک ہی مکے سے نوجوان کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے گئے۔ عمران نے اس کے جبڑوں کو دونوں اطراف سے دبایا اور پھر اپنی دو انگلیاں اس کے حلق میں ڈال کر اس نے ایک چھوٹا سا کیپسول باہر نکال لیا۔

"اگر مجھے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو یہ خودکشی کر چکا تھا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔" ڈاکٹر ناتھن نے حیرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"اس لیے تو میں نے کہا تھا کہ ہم انسانوں کے سائنس دان

ہیں۔ بہرحال باقی حضرات جا سکتے ہیں۔" عمران نے کہا اور باقی افراد خاموشی سے سر جھکاتے ہوئے ایک ایک کر کے ہال سے باہر نکل گئے۔

"یہ اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔" عمران نے ان افراد کے جانے کے بعد کہا اور ڈاکٹر ناتھن نے سر ہلا دیا۔

"ظاہر ہے وہ اس کے سوا اور کہہ بھی کیا سکتا تھا۔

"اسے اٹھاؤ جوزف۔" عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے نوجوان کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا۔ اور پھر ڈاکٹر ناتھن کے ہمراہ چلتے ہوئے وہ لیبارٹی کے دروازے پر پہنچ گئے۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ واپس اسی پارک میں پہنچ گئے۔

"یہ۔ یہ۔ کون۔ کیا ہوا۔" باہر بیٹھے ہوئے نوجوان نے چونک کر کہا۔

"اسے مرگی کا دورہ پڑا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پارک سے باہر اپنی کار

تک پہنچ گیا۔ بے ہوش نوجوان کو پچھلی سیٹوں کے درمیان لٹادیا گیا۔ اور جوزف اور جوانا پچھلی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ جب کہ عمران نے کار کا اسٹیرنگ سنبھالا اور دوسرے لمحے کار تیزی سے واپس مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"باس۔ آپ کو اس پر شک کیسے ہوا۔" جوانا نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

مجھے شک نہیں یقین تھا۔ جوزف کو شک تھا میں نے کہا چلو شک کو یقین میں بدل لو۔" عمران نے بات کو بدلتے ہوئے کہا اور جوانا مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ کیوں کہ اتنے دنوں سے عمران کے ساتھ رہتے ہوئے وہ عمران کی طبیعت کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ جو بات وہ نہ بتانا چاہے وہ اسی طرح ٹال جاتا ہے۔

عمران کار دوڑاتا ہوا سیدھا واپس زیرو ہاؤس پہنچا۔

"اسے اندر آپریشن روم میں لے چلو۔ تاکہ اس کی مرگی کا دورہ ختم کیا جاسکے۔ میں ذرا اس دوران اس کالے صفر سے رپورٹ لے لوں۔" عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور ان کے اندر جانے کے بعد وہ اس کمرے کی طرف مڑ گیا۔ جدھر ٹیلی سیٹ پڑا ہوا تھا۔

عمران کے جاتے ہی بلیک زیرو تیزی سے اٹھا اور اس نے ڈرائینگ روم میں جا کر لباس بدلا۔ اور پھر ٹیلی فون کو آٹومیٹک مانیٹر کرنے کا بٹن دبا کر اس نے دانش منزل کے سپر حفاظتی نظام کا بٹن آن کیا اور کار لے کر دانش منزل سے باہر آگیا۔ اس کے چہرے کے پر ایسے تاثرات تھے جیسے کوئی قیدی جیل کی دیوار توڑ کر باہر نکلا ہو۔ وہ کار دوڑاتا ہوا سیدھا سیٹلائٹ ٹاؤن کی طرف بڑھتا گیا۔ کیوں کہ ٹیلی فون ڈائریکٹری میں ڈی سلوا کی رہائش گاہ کا پتہ دیکھ چکا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا۔ اور کوٹ کی اندرونی جیب میں اس کا مخصوص ریوالور بھی تھا۔

سٹلائٹ ٹاؤن میں داخل ہوتے ہی بلیک زیرو نے کار ایک کیفے کی پارکنگ میں کھڑی کی۔ اور پھر کار کو لاک کر

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کے وہ پیدل ہی اس طرف چل پڑا جدھر ڈی سلوا کی عظیم الشان رہائش گاہ تھی۔ چیک کرنے کے بعد وہ سائیڈ کی گلی سے ہوتا ہوا عمارت کی عقبی سمت میں آگیا۔ عمارت کی چار دیواری کچھ ضرورت سے زیادہ ہی بلند تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے خاص طور پر اونچی دیواریں بنائی گئی ہوں۔ عقبی گلی میں آمدورفت نہ ہونے کے برابر تھی۔ بلیک زیرو نے ادھر ادھر دیکھا وہ اندر جانے کے لیے کوئی طریقہ کار سوچ رہا تھا کہ اچانک اسے ایک کافی اونچا اور گھنا درخت عمارت کی عقبی دیوار کے کونے کے قریب نظر آگیا۔ اس درخت کی ایک موٹی سی شاخ دیوار کے اوپر جھکی ہوئی تھی۔ بلیک زیرو نے اس درخت کی مدد سے اندر جانے کا پروگرام بنالیا۔ چنانچہ وہ تیزی سے درخت پر چڑھا اور پھر اس کی اس شاخ کے آخری کنارے کی طرف بڑھ گیا۔ جس کا اختتام دیوار کے اندر ہوتا تھا۔ اندر کوٹھی کی عقبی سمت بالکل سنسان پڑی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوٹھی خالی ہو۔ عقبی سمت کھڑکیوں کے باہر فولاد کی مضبوط گرل نصب تھی۔ لیکن ان گرلوں کے اندر بھی کھڑکیاں بند ہی نظر آرہی تھیں۔

بلیک زیرو نے چند لمحے رک کر ماحول کا جائزہ لیا۔ اور پھر وہ شاخ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر نیچے کی طرف جھکا اور اس کے پیر دیوار کی سطح پر جم گئے۔ دوسرے لمحے اس نے اپنے توازن کو درست کیا۔ اور پھر دیوار کی دوسری طرف

چھلانگ لگادی۔ وہ پنجوں کے بل گھاس پر جا گرا۔ اس کے گرنے سے ہلکا سا دھماکہ ہوا۔ بلیک زیرو نیچے گرتے ہی کسی خرگوش کی طرح اونچی باڑ کے پیچھے دبک گیا۔ لیکن اس دھماکے کا جب کوئی رد عمل نہ ہوا تو بلیک زیرو آہستہ سے اٹھا اور باڑ کے پیچھے سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ عمارت کی عقبی سائیڈ میں کوئی پائپ بھی نظر نہ آرہا تھا۔ جس کی مدد سے وہ چھت پر جاتا اور پھر وہاں سے اندر اترتا۔ اس لیے وہ عمارت کی سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ سائیڈ سے ہوتے ہوئے وہ جیسے ہی برآمدے کے قریب

پہنچان۔ اچانک ایک کتاب خوفناک انداز میں بھونکتا ہوا برآمدے کی سائیڈ سے اس پر جھپٹ پڑا۔ بلیک زیرو اس حملے سے ایک لمحے کے لیے بوکھلا گیا۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے حملہ آور کتے کو دھکا دے کر ایک طرف گرایا۔ کتا نیچے گرتے ہی ایک بار پھر اچھل کر بلیک زیرو پر حملہ آور ہونے لگا۔ مگر اس بار بلیک زیرو خنجر نکال چکا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی کتا اس پر حملہ آور ہوا۔ بلیک زیرو کا خنجر والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کتا دھم سے نیچے جا گرا۔ اس کی گردن تیز دھار خنجر کے ایک ہی وار سے آدھی سے زیادہ کٹ چکی تھی اور اب اس خوفناک کتے کے حلق سے غرغراہٹ بلند ہونے لگی۔

"خبردار۔ ہاتھ اٹھالو۔" اچانک بلیک زیرو کے

کانوں میں کرخت آواز سنائی دی۔

اور بلیک زیرو چونک کر مڑا۔ تو اس نے تین مسلح افراد کو برآمدے سے نکل کر اپنے گرد پھیلتے ہوئے دیکھا ۔ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں۔ اور ظاہر ہے ان کا رخ بلیک زیرو کی طرف ہی ہونا تھا۔

بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا لیے۔ کتے کے اس اچانک حملے نے تمام پروگرام درہم برہم کر دیا تھا۔ اگر اسے پہلے ہی کتے کے متعلق اندازہ ہو جاتا تو وہ اس سے نمٹنے کی کوئی اور ترکیب سوچتا ۔ لیکن اب بہرحال وہ پھنس گیا تھا۔

"مسٹر ڈی سلوا سے مجھے ملنا ہے۔" بلیک زیرو نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے اپنے آپ کو سنبھال کر کہا۔

"بڑا اچھا طریقہ ہے کسی سے ملنے کا۔" ایک آدمی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اور پھر وہ بلیک زیرو کی تلاشی لینے کے لیے آگے بڑھا۔ بلیک زیرو کے دل میں ایک لمحے کے لیے خیال آیا کہ وہ یہیں ان سے بھڑ جائے۔ لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ کیوں کہ وہ ڈی سلوا کے سامنے جانا چاہتا تھا تاکہ صحیح صورتحال کا کچھ تو اندازہ ہو سکے۔ تلاشی لینے والے نے اس کے کوٹ کی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"سنو۔ میں ایک خفیہ پیغام لے کر آیا ہوں۔ آپ لوگ

مجھے ڈی سلوا سے ملوا دیں۔" بلیک نے حتی الوسع لہجے میں اطمینان پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی ملوا دیتے ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔" اسی آدمی نے جس نے پہلے بات کی تھی تلخ لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ بلیک زیرو کو ہمراہ لیے برآمدے میں سے ہوتے ہوئے ایک بڑے کمرے میں لے آئے۔

"دیوار کی طرف منہ کر لو۔" مسلح آدمی نے بلیک زیرو کو حکم دیا۔ اور بلیک زیرو خاموشی سے دیوار کی طرف مڑ گیا۔ دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ پشت کی طرف کر کے انہیں کسی چیز سے باندھ دیا گیا۔ اور اس کے بعد انہوں نے بلیک زیرو کو بازو سے پکڑ کر آگے لگایا اور اسے ایک صوفے پر دھکیل دیا۔ اور پھر دو مسلح افراد تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئے۔ البتہ ایک سٹین گن بردار وہیں کھڑا رہ گیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر ایک قیمتی سوٹ موجود تھا۔

وہ چند لمحے غور سے بلیک زیرو کو دیکھتا رہا۔ اور پھر سامنے رکھے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"میرا نام ڈی سلوا ہے۔" آنے والے نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ مسٹر ڈی سلوا۔ آپ پلیز اپنے آدمیوں

کو باہر بھیج دیں۔ میں نے ایک خفیہ پیغام دینا ہے۔" بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس کی تلاشی لے لی ہے۔ اور باہر بھی چیک کر لیا ہے اس کا کوئی ساتھی تو موجود نہیں ہے۔" ڈی سلوا نے سٹین گن بردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ چیک کر لیا ہے۔ مطمئن رہیں۔" اس آدمی نے جواب دیا اور ڈی سلوا نے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا ۔

"ہاں۔اب بولو۔کیا کہنا چاہتے ہو۔اور سنو مجھے دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرنا۔میری نظریں سات پردوں کے اندر چھپی ہوئی حقیقتیں جان لیتی ہیں۔"ڈی سلوا نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مسٹر ڈی سلوا۔میرا تعلق ریڈ لائن سے ہے۔"بلیک زیرو نے کہا۔

"ریڈ لائن وہ کیا ہے۔"ڈی سلوا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈیفنس لیبارٹری تھری کا حوالہ شناخت کے لیے کافی ہوگا۔ہم آپ سے سودا کرنا چاہتے ہیں۔"بلیک زیرو نے جان بوجھ لیبارٹری کا نام لیا اور اس کی توقع کے عین مطابق اس نے ڈی سلوا کو ڈیفنس لیبارٹری تھری کے الفاظ پر واضح طور پر چونکتے ہوئے دیکھا تھا۔

"کیا مطلب۔میں سمجھا نہیں۔میرا کسی ڈیفنس لیبارٹری سے کیا تعلق۔"ڈی سلوا نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"سوچ لیجئے۔ریڈ لائن کو اس سلسلے میں مکمل معلومات حاصل ہیں۔ہمارا کام ہی یہی ہے۔اگر آپ ہماری خاموشی کی قیمت ادا کر دیں تو بہتر ہے۔ورنہ دوسری صورت میں کچھ بھی ہو سکتا ہے جو نہیں ہونا چاہیے۔"بلیک زیرو نے بات کو گول مول رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس ہے۔کیا تم پاگل ہو۔"ڈی سلوا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔اور وہ مڑ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ اچانک صوفوں کے درمیان رکھی ہوئی چھوٹی میز فضا میں اٹھی اور ایک دھماکے سے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے ڈی سلوا کی کھوپڑی سے جا ٹکرائی۔

بلیک زیرو نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنے دونوں پیروں کی مدد سے میز کو اچھال دیا تھا۔ڈی سلوا اس اچانک ضرب سے لڑکھڑا کر نیچے گرا تو بلیک زیرو اچھل کر اس کے اوپر جا گرا۔ڈی سلوا نے سنبھل کر اسے ایک طرف دھکیلنا چاہا۔لیکن بلیک زیرو نے داؤ ہی دوسرا کھیلا۔وہ اس کے اوپر گرتے ہی تیزی سے پلٹا اور دوسرے لمحے

اس کی دونوں ٹانگیں ڈی سلوا کی گردن کے گرد قینچی کی طرح جم گئیں اور ساتھ ہی بلیک زیرو نے اپنے جسم کو کمانی کی طرح فرش سے اٹھایا۔

اور اس کے ساتھ ہی مخصوص انداز میں قلابازی کھا گیا۔ڈی سلوا کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کے وہ ہاتھ جو اپنی گردن چھڑانے کے لیے بلیک زیرو کی ٹانگوں پر جمے ہوئے تھے یک لخت ڈھیلے ہو کر قالین پر گر پڑے۔گردن کو ملنے والے مخصوص انداز کے جھٹکے نے اس کے جسم کو وقتی طور پر بے حس کر دیا تھا۔بلیک زیرو اس کے بے حس ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ نیچے کی طرف جھکائے۔اور پھر کسی بازی گر کی طرح اس کی دونوں ٹانگیں اس کے بازوؤں کے اندر ہو کر فرش پر جمیں۔اور اب اس کے پشت پر بندھے ہوئے دونوں ہاتھ سامنے کی طرف آگئے تھے تو اس کے بازو مڑ گئے تھے۔اور اسے بے پناہ تکلیف محسوس ہو رہی تھی لیکن ایسا کرنا ضروری تھا۔بازو سامنے آتے ہی بلیک زیرو تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے شیشے کی ناب والی بڑی سنٹرل ٹیبل کے کنارے سے اس رسی کو رگڑنا شروع کر دیا۔جس سے اس کی کلائیاں بندھی ہوئی تھیں۔اس کے ہاتھ انتہائی تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔چند لمحوں بعد اس کے ہاتھ آزاد ہو چکے تھے۔اس نے بڑی پھرتی سے باقی ماندہ رسیاں اتار کر ایک طرف پھینکیں اور پھر سب سے پہلے بڑھ کر اس نے دروازے کو اندر سے چٹخنی چڑھا کر بند کر دیا۔کیوں کہ اسے یہی خطرہ تھا کہ کسی بھی لمحے کوئی مسلح شخص اندر آ سکتا ہے۔دروازہ بند کر کے وہ قالین پر پڑے ہوئے

ڈی سلوا کی طرف بڑھا۔ڈی سلوا کی آنکھوں میں ہلکی سی لرزش نمایاں ہونے لگی تھی۔اس کی وقتی بے حسی اب ختم ہونے لگی تھی۔بلیک زیرو نے اسے اٹھا کر صوفے پر ڈالا۔اور پھر اس کی جیبوں کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گیا۔اسی لمحے ڈی سلوا کے جسم میں حرکت ہوئی۔تو بلیک زیرو کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔اور ڈی سلوا کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹا۔اور وہ ایک بار پھر بے حس و حرکت ہو گیا۔اس بار وہ بے ہوش

ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو نے تیزی سے اس کی تلاشی لی۔ اور چند لمحوں بعد اس نے ایک چھوٹی سی جیب سے ایک کارڈ باہر نکال لیا۔ کارڈ پر بنی ہوئی تصویر دیکھ کر وہ بری طرح چونکا۔ ایسی ہی تصویر اس نے مجرموں کے ریکارڈ میں دیکھی ضرور تھی۔ لیکن اس وقت اسے یاد نہ آ رہا تھا کہ یہ تصویر کسی مجرم یا مجرم تنظیم سے متعلق ہے ۔اس نے جلدی سے کارڈ اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اس کارڈ کے علاوہ اور کوئی چیز ڈی سلوا کی جیبوں میں موجود نہ تھی۔ اب بلیک زیرو سوچنے لگا کہ وہاں سے کیسے نکلا جائے۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ڈی سلوا کو یہاں سے اغوا کر کے دانش منزل لے جائے گا۔ اور پھر وہاں اس سے سب کچھ اگلوا لے گا۔ لیکن اس معلوم تھا کہ باہر مسلح افراد موجود ہیں۔ وہ چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے آہستہ سے چٹخنی کھولی۔

"باس۔" اسی لمحے دروازے کی دوسری طرف سے کسی کی آواز سنائی دی۔ شاید چٹخنی کھلنے کی آواز باہر موجود کسی فرد کے کانوں تک پہنچ گئی تھی۔ وہ شاید دروازے کے بالکل قریب ہی موجود تھا۔

"اندر آ جاؤ۔" بلیک زیرو نے ڈی سلوا کا لہجہ بناتے ہوئے کہا اور خود تیزی سے سائیڈ پر ہو گیا۔

اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک سٹین گن بردار تیزی سے اندر داخل ہوا۔ مگر دوسرے لمحے جیسے اڑتا ہوا سامنے والے صوفے پر جا گرا۔ جب کہ اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن بلیک زیرو کے ہاتھوں میں پہنچ گئی تھی۔ بلیک زیرو نے انتہائی پھرتی سے نہ صرف اس کی سٹین گن پر ہاتھ ڈالا تھا بلکہ گھٹنے کی ضرب لگا کر اسے صوفے پر اچھال دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو نے ایک ہاتھ سے دروازہ بند کر دیا۔ صوفے پر گرتے ہی وہ آدمی تیزی سے پلٹا۔ لیکن بلیک زیرو کے ہاتھ میں سٹین گن دیکھتے ہی اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

"ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ۔" بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اور اس کے دونوں ہاتھ یوں سر سے بلند ہو گئے جیسے وہ پیدا ہی اس حکم کی تعمیل کے لیے ہوا ہو۔

"مڑ جاؤ۔" بلیک زیرو نے کہا۔

اور پھر جیسے ہی وہ مڑا۔ بلیک زیرو نے گن کو اچھالا اور دوسرے لمحے گن لاٹھی کی طرح اس آدمی کے سر کی طرف بڑھی۔ لیکن وہ آدمی توقع سے بھی زیادہ چست نکلا۔ وہ تیزی سے ایک طرف ہٹا۔ اور جیسے ہی بلیک زیرو کا نشانہ خطا ہوا وہ پلٹ کر بلیک زیرو پر آ پڑا۔ دھکا لگنے سے گن بلیک زیرو کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر صوفے پر گرے اور پھر وہاں سے پھسل کر نیچے قالین پر آ رہے۔ لیکن اس بار بلیک زیرو کی پھرتی کام آئی اور نیچے گرتے ہی اس نے اس آدمی کو ہوا میں اچھال دیا۔ اور پھر جیسے ہی وہ اچھل کر واپس قالین کی طرف آیا۔ بلیک زیرو تیزی سے کروٹ بدل گیا۔ اس آدمی کے نیچے گرتے ہی بلیک زیرو ایک بار پھر پلٹا اور اس بار وہ اس آدمی کے اوپر آ گیا۔ اس آدمی نے بھی بلیک زیرو والا داؤ اسی پر کھیلنے کی کوشش کی۔ لیکن بلیک زیرو کا جسم تیزی سے سمٹا اور دوسرے ہی لمحے اس کا گھٹنا پوری قوت سے اس آدمی کی ٹھوڑی پر پڑا۔ اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اور اس کی کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹ گیا ۔اور اس آدمی نے ہاتھ پیر ڈھیلے چھوڑ دیے۔ بلیک زیرو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جھپٹ کر سب سے پہلے سٹین گن پر قبضہ کیا۔ لیکن اب وہ اپنا فیصلہ بدل چکا تھا۔ کہ وہ ڈی سلوا کو اپنے ہمراہ لے جائے گا۔ چنانچہ سٹین گن سنبھالے

وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اور پھر اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ تو اسے برآمدے میں دو مسلح افراد کھڑے نظر آئے۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ اور شاید یہ باتیں بلیک زیرو کے متعلق ہی تھیں۔ کیوں کہ وہ بار بار اسی کمرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بلیک زیرو چند لمحے خاموشی سے جھری میں دیکھتا رہا۔ اور پھر وہ واپس مڑا اور اس نے بے ہوش پڑے ہوئے سٹین گن بردار کو اٹھا کر اپنے سینے کے سامنے

رکھا۔ایک ہاتھ سے اسے سنبھالا اور اسے اٹھائے وہ واپس دروازے کی طرف آگیا۔دوسرے لمحے اس نے تیزی سے دروازہ کھولا اور اس آدمی کو اٹھائے باہر آگیا۔برآمدے میں موجود دونوں مسلح افراد بجلی کی سی تیزی سے سیدھے ہوئے لیکن اپنے ساتھی کو سامنے دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹھکے اور اسی لمحے سے بلیک زیرو نے فائدہ اٹھایا۔اس نے جھٹکا دے کر اسے ان دونوں کی طرف اچھال دیا۔اور اس کے ساتھ ہی اس نے غوطہ لگایا۔اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا برآمدے سے نکل کر عمارت کی سائیڈ میں بھاگا۔لیکن آگے جانے کی بجائے وہ سائیڈ میں بنے ہوئے ستون کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔اسی لمحے دونوں مسلح افراد دوڑتے ہوئے سائیڈ پر آئے۔بلیک زیرو چوں کہ آڑ میں تھا۔اس لیے وہ تیزی سے سائیڈ سے مڑ کر پچھلی طرف کو بھاگتے چلے گئے۔بلیک زیرو ان کے سائیڈ میں مڑتے ہی تیزی سے سامنے پھاٹک کی طرف

دوڑا۔وہ درمیانی سڑک کی سائیڈ میں موجود اونچی باڑ کی آڑ لے کر بھاگ رہا تھا۔پھاٹک کے قریب پہنچتے ہی اس نے ان دونوں افراد کو تیزی سے واپس آتے دیکھا تو وہ اس باڑ کے پیچھے دبک گیا۔وہ دونوں ایک لمحے کے لیے برآمدے کی سائیڈ میں رکے اور پھر دوڑتے ہوئے برآمدے میں چڑھ کر اس کمرے میں گھس گئے جہاں سے بلیک زیرو نکلا تھا۔ان کے اندر جاتے ہی بلیک زیرو اپنی جگہ سے نکلا اور پھر چند ہی چھلانگوں میں پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کے قریب پہنچ گیا۔اس نے ایک لمحے کے لیے مڑ کر دیکھا۔اور دوسرے لمحے وہ کھڑکی کھول کر پھاٹک سے باہر نکل آیا۔

سٹین گن اس نے باڑ میں ہی چھوڑ دی تھی۔باہر نکلتے ہی وہ جلدی سے سڑک کراس کر کے سامنے والی گلی میں گھستا چلا گیا۔اور پھر مختلف گلیوں سے گزر کر وہ تھوڑی ہی دیر بعد اپنی کار تک پہنچ گیا۔اور پھر چند لمحوں میں اس کی کار واپس دانش منزل کی طرف اڑی جا رہی تھی۔وہ اپنے اس مشن سے پوری طرح مطمئن تھا۔وہ چاہتا تو سٹین گن سے ان تینوں مسلح افراد کا خاتمہ کر کے ڈی سلوا کو اپنے ہمراہ لا سکتا تھا لیکن ایک تو بغیر کسی وجہ کے

وہ کسی کا خون بہانا گناہ سمجھتا تھا۔اور دوسرا وہ ڈی سلوا کو اغوا کر کے لے جاتا تو اس کے پس منظر میں لوگ چونکنے ہو جاتے۔اب وہ صرف سوچتے ہی رہ جائیں گے کہ ریڈ لائن کون ہے اور بوکھلاہٹ میں جو کچھ کریں گے وہ ان کے لیے پھندہ بن جائے گا۔

دانش منزل میں پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے ٹیلی فون کے ساتھ منسلک آٹومیٹک ٹیپ آن کیا۔تاکہ اگر اس کی عدم موجودگی میں کوئی کال آئی ہو تو اسے سن لے۔ٹیپ آن ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔اس نے پیغام ٹیپ کرایا تھا۔اس کی رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر مارٹن کی ماں کی رہائش گاہ خالی پڑی ہوئی ہے۔ہمسائیوں کے مطابق اس کی ماں اور ڈاکٹر مارٹن کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی۔اور ان کے چند رشتہ دار ان سے ملنے اس وقت آئے ہوئے تھے۔جو انہیں وہاں سے ہسپتال لے گئے تھے۔اس کے بعد ان کی واپسی نہیں ہوئی۔جولیا نے ان کے کمرے کی تلاشی بھی لی تھی۔وہ سنٹرل انٹیلی جنس کی آفیسر بن کر وہاں گئی تھی۔لیکن اس کی رپورٹ کے مطابق کمرے میں سے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس پر شک کیا جا سکے۔

اس پیغام کے بعد صفدر کا پیغام بھی موجود تھا۔صفدر نے بتایا تھا کہ ڈی سلوا منشیات کی سمگلنگ میں ملوث ہے ۔اور اس نے ایک گروپ بھی بنایا ہوا ہے۔جو دس بارہ مقامی غنڈوں پر مشتمل ہے۔اس کو ڈی سلوا گروپ کہا جاتا ہے۔لیکن یہ گروپ عام قسم کے جرائم تک ہی محدود ہے۔صفدر نے گروپ کے چند افراد کو بھی شناخت کر لیا تھا۔اس نے پوچھا تھا کہ اگر ایکسٹو چاہیے تو وہ ان میں سے کسی کو پکڑ کر مزید معلومات بھی حاصل کر سکتا ہے۔

بلیک زیرو نے پیغامات ختم ہوتے ہی ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹیپ بند کیا۔اور اس کے بعد اس نے ٹیپ کا سلسلہ ٹیلی فون سے منقطع کر دیا تا کہ اب اگر کوئی کال آئے تو وہ براہ راست اسے اٹینڈ کرے۔

بلیک زیرو نے جیب سے وہ کارڈ نکالا اور چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔پھر اٹھ کر لائبریری کی طرف بڑھ گیا

۔تاکہ اس کارڈ پر بنی ہوئی تصویر کی مدد سے وہ اس تنظیم کا پتہ نشان معلوم کر سکے جس کا نشان اس کارڈ پر بنا ہوا تھا۔

برونو بستر پر لیٹ تو گیا لیکن اس کے اندر موجود بے چینی ختم نہ ہوئی۔اس کے اعصاب پر عجیب سی بے چینی چھائی ہوئی تھی۔یوں لگتا تھا کہ جیسے کوئی خاص واقعہ پیش آ چکا ہے۔جس کا اسے شعور نہیں ہے۔وہ کچھ دیر تو پڑا سوچتا رہا پھر یک لخت اٹھ کر بیٹھ گیا۔اسے اچانک ایک خیال آ گیا تھا۔ایک ایسا خیال جس نے اس کے ذہن میں بچھو کی طرح ڈنک مارا تھا۔وہ بستر سے اٹھ کر تیزی سے الماری کی طرف بڑھا جس میں اس نے سٹین گن رکھی تھ۔لیکن الماری کھولتے ہی وہ یوں اچھلا جیسے اس پر حیرت کا پورا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہو۔وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر الماری کے اندر بنے ہوئے خانوں کو دیکھ رہا تھا۔الماری کے خانے بانجھ عورت کی گود کی طرح خالی تھے ۔حالاں کہ تھوڑی دیر پہلے اس نے ایک خانے میں سٹین گن
رکھی تھی۔

برونو چند لمحے حیرت بھرے انداز میں خالی خانوں کو دیکھتا رہا۔اور پھر اس نے ایک دھماکے سے الماری بند کی اور تیزی سے دروازے کی طرف بھاگنے لگا۔اس کا چہرہ کھائے ہوئے سانپ کی طرح بگڑا ہوا تھا۔وہ سمجھ گیا کہ اسے چوٹ ہو گئی ہے۔پہلے بھی اسے خیال آیا تھا کہ بلیو کیپسول لیتے وقت ڈی سلوا کی آنکھوں میں ایسی چمک ابھری تھی جیسے اس نے کوئی بڑا میدان مار لیا ہو۔لیکن اس وقت ذہنی الجھن کی وجہ سے برونو نے اس پر توجہ نہ دی تھی۔لیکن اب اسے سب کچھ یاد آ رہا تھا۔

دروازہ کھلا ہوا تھا۔برونو راہداری میں بھاگتا گیا۔لیکن دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔کیوں کہ جس جگہ اس لفٹ نما کمرے کا دروازہ تھا جہاں سے وہ ڈی سلوا کے ساتھ راہداری میں آیا تھا۔اب وہاں سپاٹ اور سنگین دیوار تھی۔برونو نے ادھر ادھر دیکھا۔کہ شاید کہیں کوئی بٹن نظر آ جائے لیکن دیوار ٹھوس تھی۔برونو ہونٹ

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

بھینچتا ہوا واپس مڑا اور دوبارہ کمرے میں آ گیا۔اس نے ایک طرف رکھے ہوئے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا۔

"یس۔"ریسیور اٹھاتے ہی اس کے کانوں میں کسی کی آواز سنائی دی۔

"ڈی سلوا سے بات کراؤ۔میں برونو بول رہا ہوں۔"

برونو نے اپنے غصے کو چھپاتے ہوئے کہا۔

"سوری سر۔باس سو گئے ہیں۔"دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں کہہ رہا ہوں فوراً اس سے بات کراؤ۔"برونو نے اس بار چیختے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو چکا تھا۔

برونو نے بڑے غصیلے انداز میں ریسیور کریڈل پر پھینک دیا۔اسے بڑی چالاکی سے قید کر دیا گیا تھا۔اور اس کی سٹین گن بھی غائب کر دی گئی تھی۔اسے معلوم تھا کہ الماری کے تختے دوسری طرف سے گھمائے جا سکتے ہوں گے۔اور یہ خیال آتے ہی وہ چونک پڑا۔اس کا مطلب تھا کہ دوسری طرف کوئی کمرہ تھا۔وہ تیزی سے واپس الماری کی طرف بڑھا اور اس نے الماری کے پٹ کھولے۔خانے بدستور خالی تھے۔اس نے خانوں کی پچھلی دیوار کو کھٹکھٹایا تو وہ چونک پڑا۔دیوار اس انداز میں بنائی گئی تھی جیسے اینٹوں کی ہو۔لیکن کھٹکھٹانے سے معلوم ہوا کہ وہ لکڑی کی بنائی ہوئی ہے۔البتہ اس پر پینٹ اس انداز میں کیا گیا ہے کہ وہ دیوار دکھائی دے ۔برونو نے جھنجھلا کر پوری قوت سے پچھلی دیوار پر مکے برسانے شروع کر دیئے۔اور چند ہی مکوں میں اس نے لکڑی کی بنی ہوئی پچھلی دیوار کے پرزے اڑا دیئے۔اس کے بعد اس نے درمیانی خانوں کو توڑنا شروع کر دیا ۔اور تھوڑی دیر بعد وہ

اتنا خلا بنا چکا تھا جس میں سے سمٹ سمٹا کر وہ دوسری طرف نکل سکتا۔چنانچہ وہ الماری میں داخل ہوا اور پھر رینگتا ہوا آگے بڑھا۔اور تھوڑی دیر بعد وہ اسے کراس کر کے دوسری طرف پہنچ گیا۔یہ ایک اور کمرہ تھا جو

دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ سامنے ہی میز پر ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا۔ یہ ٹرانسمیٹر اسی ساخت کا تھا جیسے ٹرانسمیٹر سے ڈی سلوا نے چیف باس سے بات کرائی تھی۔ اس نے تیزی سے اس کی فریکونسی سیٹ کرنا شروع کر دی۔ سیٹی کی آواز کے بعد پانی کی لہروں کی آواز بلند ہوئی اور پھر وہی مشینی آواز برآمد ہوئی۔

"ہیلو۔ جیگر فال ہیڈ کوارٹر اوور" روبوٹ جیسی آواز برآمد ہوئی۔

"ہیلو۔ برونو زیرو ون سپیشل کالنگ چیف باس اوور۔" برونو نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ ویٹ فار فیو سیکنڈ اوور۔" دوسری طرف سے کسی مشینی آواز نے جواب دیا۔

اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری آواز گونجی۔

"یس۔ چیف باس سپیکنگ اوور۔" بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"چیف باس۔ میں برونو بول رہا ہوں اوور۔" برونو نے کہا۔

"برونو۔ تم۔ تم کہاں سے بول رہے ہو۔ تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔ پورا ہیڈ کوارٹر تمہاری طرف سے پریشان ہے۔ ہمیں یہ رپورٹ تو مل چکی ہے کہ تم بلیو کیپسول لے اڑے ہو۔ لیکن اس کے بعد تمہاری طرف سے کوئی اطلاع نہیں اوور۔" چیف باس نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اس سے پہلے تو میں نے آپ سے بات کی تھی اور آپ نے مجھے ہدایات دی تھیں اوور۔" برونو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

وہ اپنے خیال کی باس کی زبان سے تصدیق کرنا چاہتا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں اوور۔" چیف باس نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

اور برونو نے جہاز کے کودنے سے لے کر ڈی سلوا تک پہنچنے اور پھر کال کرنے سے لے کر اپنے قید ہونے ارو اب اس کمرے تک پہنچنے کی تمام تفاصیل بتا دیں۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے ڈی سلوا غدار ہو گیا ہے اور برونو۔ یہ زبردست چوٹ ہے۔ فوراً اس ڈی سلوا کا خاتمہ کر کے اس سے بلیو کیپسول حاصل کرو اوور۔" چیف باس نے پریشان لہجے میں کہا۔

"وہ تو میں کر لوں گا۔ لیکن پلیز۔ اب آپ مجھے اس کیپسول کو باہر نکالنے کے بارے میں کوئی ہدایات نہ دیں۔ میں حالات کو دیکھتے ہوئے کیپسول سمیت نکل آوں گا اوور۔" برونو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے تو وہ بلیو کیپسول چاہیے اور بس اوور۔" چیف باس نے کہا۔

"او کے۔ باس آپ بے فکر رہیں۔ برونو صرف اعتماد میں مار کھا گیا ہے۔ ورنہ اس نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں اوور۔" برونو نے باوقار لہجے میں کہا۔

"برونو کیپسول کی جان سے بھی بڑھ کر حفاظت کرنا۔ یہ ہمارے لیے بے حد قیمتی ہے اوور۔" چیف باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میں اس کی اہمیت سمجھتا ہوں اوور۔" برونو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کی آواز سنتے ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

اب ساری صورت حال واضح ہو چکی تھی اور اس نے انداز لگا لیا تھا کہ ڈی سلوا نے اسے کیسے ٹریپ کیا ہے۔ اور اب اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ کیوں بہانہ بنا کر باہر نکل گیا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈی سلوا کے اس ٹرانسمیٹر کا تعلق کسی اور ریسیور سے ہو گا۔ جہاں سے اس نے خود چیف باس کی آواز بنا کر اسے ٹریپ کیا۔ اور اس طرح آسانی سے

اس سے بلیو کیپسول حاصل کر لیا۔ روبوٹ والی آواز یقیناً اس نے پہلے ٹیپ کر کر رکھی ہو گی۔ لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اس نے برونو کو زندہ کیوں رکھا۔ اور دوسرے لمحے اسے یہ خیال بھی آ گیا کہ ڈی سلوا زیادہ سے زیادہ دیر بلیو کیپسول کو چھپانا چاہتا تھا۔ یقیناً اسے معلوم ہو گا کہ سپیشل ایجنٹ کے جسم میں وہ

مائیکروٹرانسمیٹر چھپا ہوا ہے جس کا رابطہ ہیڈ کوارٹر سے رہتا ہے۔ یہ مشینی رابطہ اس وقت ٹوٹ جاتا ہے جب کوئی سپیشل ایجنٹ مرتا ہے۔اس طرح ہیڈ کوارٹر کو کم از کم اس قدر ضرور معلوم رہتا ہے کہ سپیشل ایجنٹ زندہ ہے یا مر چکا ہے۔ڈی سلوا اگر برونو کو ہلاک کر دیتا تو پھر یقیناً ہیڈ کوارٹر کو معلوم ہو جاتا۔اور وہ اس کی تحقیق کے لیے فوراً ہی حرکت میں آ جاتا جب کہ اسے قید رکھ کر وہ ہیڈ کوارٹر کو مطمئن رکھ سکتا تھا۔برونو دانت پیستا ہوا اس کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ ڈی سلوا کو اس غداری کی ایسی سزا دے گا کہ اس کی روح بھی صدیوں تک بلبلاتی رہے گی۔کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا تو ایک چھوٹی سی راہداری میں آ گیا۔جس کے اختتام پر اسی طرز کا کمرہ تھا۔جیسا کہ پہلی راہداری کے اختتام پر تھا۔لفٹ لفٹ کی طرح اوپر نیچے آنے جانے والا۔برونو نے لفٹ کا بٹن دبایا تو کمرہ اوپر کو چڑھتا چلا گیا۔پھر

جب کمرے کی حرکت رکی تو اس نے دروازہ کھولا۔اور ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔لیکن اس کمرے میں پہنچتے ہی جیسے اس نے قدم دروازے کی طرف بڑھائے۔اس کے قدموں کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر منہ کے بل فرش پر جا گرا۔اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اچانک اس کے قدموں کو جکڑ لیا ہو۔اور چوں کہ اس کا جسم حرکت میں تھا اس لیے پیروں کے جام ہوتے ہی وہ منہ کے بل فرش پر جا گرا۔نیچے گرتے ہی اس نے جیسے اٹھنے کی کوشش کی وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔اس نے نیچے گرتے ہوئے اپنا چہرہ فرش سے ٹکرانے سے بچانے کے لیے دونوں ہاتھ فرش پر رکھے ہوئے تھے اور اب اس کے دونوں ہاتھ بھی فرش کے ساتھ چپک گئے تھے۔اس نے ہاتھ چھڑانے کے لیے مختلف حربے استعمال کیے لیکن نجانے فرش میں کیا خاصیت تھی کہ وہ کسی طرح بھی اپنے ہاتھ نہ چھڑا سکا۔اور بے بسی کے سے انداز میں وہیں فرش پر اوندھے منہ پڑا رہ گیا۔البتہ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ کسی کو بے بس کرنے کا یہ سب سے بہترین طریقہ ہے۔ابھی اسے وہیں پر پڑے ہوئے چند منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ اچانک سامنے کی

دیوار درمیان سے ہٹی اور ڈی سلوا سلیپنگ گون پہنے اندر داخل ہوا۔اس کے ساتھ سٹین گنوں سے مسلح دو افراد تھے۔

"اوہ۔جناب برونو۔آپ اور یہاں۔"ڈی سلوا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میں ایک ضروری کام کے لیے تم سے ملنے آ رہا تھا لیکن یہ کیا چکر ہے۔"برونو نے سر اٹھا کر کہا۔

اس کا لہجہ نرم تھا۔کیوں کہ وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح اس بے بسی سے چھٹکارا حاصل ہو جائے۔اس کے بعد وہ اس ڈی سلوا سے نپٹ لے گا۔

"لیکن آپ یہاں پہنچے کیسے۔"ڈی سلوا کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

اسی لمحے وہ دروازہ کھلا جس میں سے برونو اندر داخل ہوا تھا یہ دروازہ اب برونو کی سائیڈ پر تھا۔

"باس۔یہ صاحب درمیانی کھڑکی توڑ کر سپیشل روم میں گئے ہیں۔اور وہاں سے یہاں پہنچے ہیں۔اور باس میں نے چیک کیا ہے۔وہاں موجود ٹرانسمیٹر سے دور دراز کی کال بھی کی گئی ہے۔ٹرانسمیٹر کا میٹر لمبے فاصلے کی کال شو کر رہا ہے۔"دروازے سے داخل ہونے والے ڈی سلوا کے تیسرے ساتھی نے کہا۔

"اوہ۔تو مسٹر برونو۔آپ نے چیف باس سے بات کی ہو گی۔"ڈی سلوا نے قدرے ترش لہجے میں کہا۔

"ہاں۔میں نے چیف باس سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن چیف باس ہیڈ کوارٹر میں موجود نہیں ہے۔اس لیے بات نہیں ہو سکی۔میں دراصل ان سے پوچھنا چاہتا تھا کہ جن کاغذات کو لیبارٹری سے اڑانے کے لیے الیون کو لیبارٹری میں چھوڑا گیا تھا۔اس نے کیا رپورٹ دی ہے۔"برونو نے بات کو بدلتے ہوئے کہا۔

"کاغذات کے لیے الیون کو لیبارٹری میں چھوڑا گیا تھا کیا مطلب۔"ڈی سلوا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اس بلیو کیپسول سے متعلقہ کاغذات ہیں جن میں ڈاکٹر مارٹن نے اس کیپسول کے متعلق ایک اہم خامی کو دور

کرنے کے بارے میں ریسرچ کی ہے۔ان کاغذات کے بغیر یہ کیپسول بے کار ہے۔اس میں موجود جراثیم کام نہیں کر سکتے۔چونکہ وہ کاغذات علیحدہ شعبے میں تھے۔اس لیے وہاں سے انہیں حاصل کرنے کے لیے میں نے ایک ساتھی کو وہیں چھوڑ دیا۔تاکہ جب بلیو کیپسول کی چوری کا ہنگامہ سرد پڑ جائے تو وہ کاغذات وہاں سے اڑا کر ہیڈ کوارٹر پہنچا دے۔" برونو نے وہیں پڑے پڑے جواب دیا۔

"اوہ۔تو یہ بات ہے۔وہ ایجنٹ کس حیثیت میں وہاں موجود ہے۔" ڈی سلوا نے پوچھا۔

"تم پہلے میری جان اس فرش سے تو چھڑاؤ۔تم باتیں ہی کیے جا رہے ہو۔میری حالت نہیں دیکھ رہے۔" برونو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوری مسٹر برونو۔پہلے آپ کو اس ایجنٹ کے بارے میں بتانا ہوگا۔میں یہاں کا انچارج ہوں۔میرے علم میں ہر بات ہونی چاہیے۔" ڈی سلوا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سنو ڈی سلوا۔اپنی اوقات میں رہو تو زیادہ بہتر ہے۔یہ کام براہ راست ہیڈ کوارٹر سے متعلق ہے۔اگر وہ ہیلی کاپٹر چیک نہ ہو جاتا تو تم تک بات ہی نہ پہنچتی۔" برونو نے تلخ لہجے میں کہا۔

"تو آپ کو کیا معلوم ہے کہ وہ سیکورڈن ویسے ہی فضا میں اڑ پڑا تھا۔یہ بات نہیں ہے۔انہیں باقاعدہ اطلاع دی گئی تھی۔اور پھر یہاں تک پہنچنے تک آپ ہماری نظروں میں رہے ہیں۔" ڈی سلوا نے کہا۔

"بکواس مت کرو۔خوامخواہ اپنی چودھراہٹ جما رہے ہو۔برونو کو چکر دینا تم جیسے لوگوں کا کام نہیں ہے۔" برونو نے کہا۔

"تم اپنے آپ کو نجانے کیا سمجھتے ہو۔اگر اتنے ہی تیس مار خان ہو تو پھر اپنے جسم کو اس فرش سے چھڑا کر دیکھو۔میں اگر چاہوں تو تم اسی طرح اس فرش سے چپکے بھوک پیاس سے مر سکتے ہو۔سمجھے سپیشل ایجنٹ صاحب۔" ڈی سلوا اب سارے تکلفات بالائے طاق رکھ کر کھل کر سامنے آ گیا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"کیا مطلب۔کیا تم ہیڈ کوارٹر سے غداری کرو گے جانتے ہو اس کی کیا سزا ہے۔" برونو نے تلخ لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کو اس بات کی کبھی اطلاع نہیں ہو سکتی۔یہاں سے برونو کو سرحد پار کرا دی جائے گی۔اور بلیو کیپسول اس کی جیب میں ہوگا۔اس کے بعد برونو کے ساتھ کیا ہوا۔اور وہ کہاں چلا گیا۔اس سے ڈی سلوا کا کوئی تعلق نہیں سمجھے۔پھر ہیڈ کوارٹر جانے اور اس کا سپیشل ایجنٹ۔" ڈی سلوا نے زہریلے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔تو اس کا مطلب ہے تم ڈبل کراس کر رہے ہو۔" برونو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ڈبل کراس نہیں ٹرپل کراس۔ڈی سلوا روسیاہ کا سپر ایجنٹ ہے۔اور ویسٹرن کارمن کا ٹاپ ایجنٹ اور جیگر فال کی تنظیم کا مقامی ایجنٹ۔اب سمجھے۔مسٹر برونو سپیشل ایجنٹ۔" ڈی سلوا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم یہ بلیو کیپسول کس کے حوالے کرنا چاہتے ہو۔" برونو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جو بھی زیادہ رقم مہیا کرے گا۔یہ میرا مسئلہ ہے۔میں خود اس سے نمٹ لوں گا تم فکر مت کرو۔لیکن اب تم نے کاغذات والی نئی الجھن ڈال دی ہے۔اس لیے تمہیں اب بتانا ہوگا کہ اصل بات کیا ہے۔" ڈی سلوا نے کہا۔

"تم شاید برونو کو اچھی طرح نہیں جانتے۔اگر جانتے ہوتے تو ایسی بات نہ کرتے۔بہر حال اب تم کھل کر سامنے آ گئے ہو تو ٹھیک ہے۔تم جو چاہو میرے ساتھ سلوک کرو۔مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔تم زیادہ سے زیادہ مجھے ہلاک کر دو گے۔اس سے زیادہ کیا کر سکتے ہو۔" برونو نے کہا۔

"مسٹر برونو۔میں نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں۔میں جانتا ہوں کہ جیگر فال کے سپیشل ایجنٹوں کے جسموں میں مائیکرو ٹرانسمیٹر فٹ ہیں۔جو ان کی موت اور زندگی کا پتہ ہیڈ کوارٹر کو مسلسل دیتے رہتے ہیں۔اس لیے برونو پاکیشیا کی حدود میں نہیں مر سکتا۔سرحد پار ہونے کے بعد برونو کے دل کی حرکت کسی حادثے میں بھی

رک سکتی ہے۔اور اس طرح ڈی سلوا کے ہاتھ صاف رہیں گے۔ باقی رہی یہ بات کہ تم سے اپنی مرضی کی معلومات کیسے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ یہ طریقہ مجھے آتا ہے۔ڈی سلوا نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے دونوں ساتھیوں کو اشارہ کیا۔اور وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھے۔ لیکن برونو کے قریب آنے کی بجائے وہ دونوں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔انہوں نے سٹین گنوں کا رخ برونو کی طرف کر دیا۔ادھر دوسری طرف موجود تیسرے مسلح آدمی نے بھی اپنی گن برونو کی طرف موڑ دی۔ڈی سلوا واپس مڑ کر دروازے میں غائب ہو گیا۔ برونو حیرت سے وہیں فرش سے چپکا ہوا سوچ رہا تھا کہ آخر ڈی سلوا کیا کرنا چاہتا ہے۔ڈی سلوا چند لمحوں بعد ہی واپس آیا۔اس کے ہاتھ میں ایک غبارہ سا تھا۔ سرخ رنگ کا غبارہ۔اس نے دروازے میں کھڑے ہو کر ہاتھ گھمایا۔اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں موجود غبارہ اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے برونو کی ناک سے آکر ٹکرایا۔اور اس کے ساتھ ہی ہلکا سا دھماکا ہوا اور سرخ رنگ کی گیس برونو کے گرد تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔ برونو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن یکلخت خوفناک زلزلے کی زد میں آگیا ہو۔اور پھر اس کے بعد ذہن پر تاریکی کا دبیز پردہ طاری ہوتا چلا گیا۔

"ایکس ٹو۔"عمران کے گھماتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ بلیک زیرو کے خود جواب دینے کا یہ مطلب تھا کہ وہ ڈی سلوا کی رہائش گاہ سے واپس آچکا ہے۔

"عمران بول رہا ہوں۔ کیا رہا تمہاری اٹھک بیٹھک کا۔"عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب۔ڈی سلوا اس چکر میں یقیناً ملوث ہے۔اور ساتھ ہی ایک اور حیرت انگیز اطلاع ہے کہ ڈی سلوا کی جیب سے مجھے ایک کارڈ ملا ہے۔ جسے میں نے لائبریری میں چیک کیا ہے۔اس کارڈ کا تعلق ایکریمیا کی

سائنٹیفک سپیشل ایجنسی جیگر فال سے ہے۔"بلیک زیرو نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"جیگر فال۔اوہ۔ تو اس چکر میں جیگر فال ملوث ہے۔ ٹھیک ہے اب بات واضح ہو گئی۔ ایکریمیا نے سائنسی رازوں کو اڑانے کے لیے مخصوص سپیشل ایجنسی قائم کر رکھی ہے۔اور انہیں سائنسی لیبارٹری سے راز اڑانے کی خصوصی تربیت دی گئی ہے۔اس کا مطلب ہے کہ ایکریمیا کو ان جراثیم کے بارے میں سن گن مل گئی ہو گی۔ چنانچہ اس نے اسے اڑانے کا پروگرام بنایا اور جیگر فال کو حرکت میں لایا گیا۔

گڈ کلیو۔ لیکن ڈی سلوا کی رہائش گاہ کی تلاشی میں صرف یہی کارڈ ملا ہے۔اور کچھ۔"عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

اور جواب میں بلیک زیرو نے ڈی سلوا کی رہائش گاہ میں داخل ہونے سے لے کر واپس آنے تک تمام تفصیل بتادی۔

"اوہ۔اس کا مطلب ہے کہ ڈی سلوا اب چوکنا ہو گیا ہو گا۔ لیکن جس انداز سے یہ کیپسول لیبارٹری سے اڑایا گیا ہے اور جس انداز سے وہ آدمی ملٹری انٹیلی جنس کے گھیرے سے نکلا ہے وہ کسی عام آدمی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ایسے کام تو مخصوص انداز میں تربیت یافتہ سپیشل ایجنٹ ہی کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ڈی سلوا کے ذمہ صرف یہی کام لگایا ہو گا کہ وہ ڈاکٹر مارٹن کو اغوا کرے اور پھر اس کی جگہ سپیشل ایجنٹ نے لے لی ہو گی۔ بہر حال میں معلوم کر لوں گا۔ صفدر اور جولیا کی طرف سے کوئی رپورٹ۔"عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے جواب میں جولیا اور صفدر کی طرف سے موصول ہونے والے رپورٹیں عمران کو بتادیں۔

"ہونہہ۔ تم ایسا کرو کہ ممبروں کی ڈیوٹی لگادو کہ وہ ڈی سلوا کی راہائش گاہ کی مکمل نگرانی کریں۔اگر وہ کہیں جائے تو اس کی نگرانی کی جائے۔ میں جلد ہی تمہیں مزید ہدایات دوں گا۔"عمران نے کہا اور ریسور رکھ دیا وہ

تیزی سے مڑا اور آپریشن روم کی طرف بڑھنے لگا۔

لیبارٹری سے اس آدمی کا دستیاب ہو جانا اتفاق نہ تھا۔ عمران نے بطور ایکسٹو ڈاکٹر ناتھن سے بات کی تھی۔ تو ڈاکٹر ناتھن کی بتائی ہوئی یہ بات اس کے ذہن میں تھی کہ ڈاکٹر مارٹن ان جراثیم کی خامی کو دور کرنے کے سلسلے میں تحقیق کر رہا تھا۔ اور وہ اس سلسلے میں تھیوری کو کیسے چھوڑ سکتے تھے۔ اور چوں کہ بیک وقت دو کام نہ ہو سکتے تھے۔ اس لیے یقیناً کیپسول تو فوری طور پر چرا لیا گیا ہو گا اور کاغذات کے لیے انہوں نے اپنا کوئی آدمی وہاں چھوڑ دیا ہو گا اور ہو سکتا ہے یہ وہی آدمی ہو جس نے اس کیپسول کی اہمیت کے بارے میں اطلاع دی ہو۔ وہ پہلے سے ہی وہاں موجود ہو۔ چنانچہ اس نے اس خیال کی تصدیق کے لیے فوری طور پر لیبارٹری جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اور پھر وہاں جا کر اس کے خیال کی تصدیق ہو گئی۔ اسے جوزف کی ایک خاصیت کا اچھی طرح علم تھا کہ جوزف چونکہ جنگلی زندگی کا عادی رہا تھا۔ اس لیے

اس کی قوت شامہ یعنی سونگھنے کی حس بے حد تیز تھی۔ وہ معمولی سی بو بھی فوراً سونگھ لیتا تھا۔ اور عمران کو معلوم تھا کہ ڈیفنس لیبارٹریوں کو ڈاج دینے کے لیے صرف بی۔ زیڈ میک اپ استعمال کیا جا سکتا تھا۔ اور جس طرح مجرم بغیر کسی شبہ کے لیبارٹری میں داخل ہو گئے تھے۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ بی۔ زیڈ میک اپ میں ہوں گے۔ اس لیے آلون ٹائپ کمپیوٹر ان کے میک اپ نہ چیک کر سکا۔ بی۔ زیڈ میک اپ کا خاص عنصر چیری کا جوہر ہوتا ہے۔ چیری کی ہلکی سی بو اس میک اپ سے مسلسل نکلتی رہتی ہے۔ لیکن یہ بو اس قدر ہلکی ہوتی ہے کہ انتہائی تیز قوت شامہ کا مالک ہی اسے سونگھ سکتا ہے۔ چنانچہ اسی لیے وہ جوزف کو اپنے ہمراہ لے گیا تھا اور ظاہر ہے جب جوزف کو لے جانا تھا تو جوانا کو بھی ساتھ لے لیا۔ کہ چلو لیبارٹری والوں پر ہی رعب رہ جائے گا۔ چنانچہ وہی ہوا جب عمران نے جوزف کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اسے کہا کہ وہ چیک کرے کہ کسی کے چہرے یا کنپٹی سے چیری کی بو آ رہی ہے تو اسے پکڑ کر علیحدہ کر دے۔ تو جوزف نے اس کی توقع کے

عین مطابق چیری کی ہلکی سی بو آسانی سے سونگھ لی۔ اور وہ آدمی سامنے آ گیا۔ اور اب بلیک زیرو کی اطلاع کے بعد معاملات اور زیادہ واضح ہو گئے تھے۔

یہی باتیں سوچتا ہوا وہ آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ وہ آدمی

بینچ پر بیلٹوں سے جکڑا ہوا ابھی تک بے ہوش پڑا تھا جب کہ جوزف اور جوانا دونوں اس کی دونوں سائیڈوں میں موجود تھے۔

"اسے ہوش میں لے آؤ جوزف۔ اور جوانا تم خنجر پکڑ لو۔ مجھے ذرا جلدی ہے۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور جوانا بے اختیار مسکرا دیا۔ اس کی مسکراہٹ اس بھوکے بھیڑیئے کی طرح تھی جسے کئی دونوں بعد اچانک کوئی شکار نظر آ گیا ہو۔

"اوہ ماسٹر۔ خنجر کی کیا ضرورت ہے۔ جوانا کی انگلیاں خنجروں سے کم نہیں۔" جوانا نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"لیکن خنجر سے ڈرایا جا سکتا ہے۔ جب کہ تمہاری انگلیوں کو تو وہ گنا سمجھ کر چوسنا شروع کر دے گا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور جوانا نے اپنی بیلٹ کے اندر اڑسا ہوا ایک باریک دھار لیکن چمک دار سطح کا خنجر نکال لیا۔ اور جوزف نے ہوش میں لانے والی عمران کی مخصوص تکنیک استعمال کی۔ یعنی اس آدمی کی ناک اور منہ کو بیک وقت دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ سانس رک جانے کی وجہ سے چند ہی لمحوں بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ جوزف اس کے ہوش میں آتے ہی ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"اس کی ناک کاٹ ڈالو جوانا۔ یہ بڑی بدصورت ناک

اٹھائے پھر رہا ہے۔" عمران نے سرد لہجے میں قریب کھڑے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور جوانا نے بھی بجلی کی سی تیزی سے خنجر کا وار کیا اور اس آدمی کی آدھی ناک کٹ کر نیچے جا گری۔اس آدمی کے حلق سے خوف ناک چیخ نکلی۔

"اس کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں بھی بھدی ہیں۔"عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

تو دوسرے لمحے جوانا کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور بینچ پر رکھے ہوئے اس آدمی کے ہاتھ کی دو انگلیاں کٹ کر دور جا گریں۔

اس آدمی کے چہرے پر تکلیف کے ساتھ ساتھ شدید خوف وہراس کے آثار نمایاں تھے۔وہ بری طرح چیخ رہا تھا۔جب کہ جوانا کسی رومن جلاد کی طرح خنجر اٹھائے عمران کے حلق سے نکلنے والے الفاظ کی تعمیل کے لیے پوری طرح مستعد کھڑا تھا۔

"کک۔کک۔کیا کر رہے ہو۔"نوجوان نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"پلاسٹک سرجری کر رہے ہیں جناب۔تاکہ آپ کو بدصورتی سے چھٹکارا دلایا جائے۔"عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ۔رک جاؤ۔مت مارو۔"نوجوان نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"اس کی بائیں آنکھ۔۔۔۔"عمران نے کہا اور جوانا کا خون آلود خنجر ایک بار پھر ہوا میں بلند ہوا۔

"رک جاؤ۔فار گاڈ سیک رک جاؤ۔مت ظلم کرو مجھ پر۔رک جاؤ۔"نوجوان نے بری طرح سر مارتے ہوئے کہا۔اب اس کی آنکھوں اور چہرے پر بے پناہ دہشت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"واقعی بائیں آنکھ ٹیڑھی ہے۔"عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

اور جوانا کے خنجر کی حرکت کے ساتھ ہی نوجوان کے حلق سے ایسی چیخ نکلی جیسے اسے ذبح کیا جا رہا ہو۔اور اس کی بائیں آنکھ کا ڈھیلا خنجر کی نوک سے نکل کر فرش پر جا گرا۔اب آنکھ کے بھیانک گڑھے سے خون آلود کیچڑ

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

نما پانی بہنے لگا۔نوجوان تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو چکا تھا۔اس کی ناک سے بہنے والے خون نے اس کے چہرے کا نچلا حصہ اور گردن خود آلود کر دی تھی۔جب کہ انگلیوں سے نکلنے والے خون نے بینچ کو تر کر دیا تھا۔

"جوزف آخر یہ بے ہوش کیوں ہو جاتا ہے۔"عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور جوزف نے آگے بڑھ کر اس بار پوری قوت سے نوجوان کے چہرے پر تھپڑ مارا۔تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ اس کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا اور ساتھ ہی نوجوان کے منہ سے تین دانت
جلتی ہوئی پھلجڑی کی چنگاریوں کی طرح باہر آ گرے اور نوجوان نے اکلوتی آنکھ کھول دی۔اس کا جسم تکلیف کی شدت سے اب بری طرح لرزنے لگا تھا۔

"مار ڈالو مجھے۔مار ڈالو ظالمو۔"نوجوان نے کراہتے ہوئے انداز میں چیخ کر کہا۔

"اس کی دوسری آنکھ میں۔۔۔۔"عمران کا لہجہ بدستور سرد تھا۔

"رک جاؤ۔ارے رک جاؤ۔یہ ظلم ہے۔رک جاؤ۔تم جو پوچھو میں بتاؤں گا۔مگر رک جاؤ۔"نوجوان دوسری آنکھ کا سنتے ہی بے اختیار چیخ پڑا۔

"جوانا۔کیا خیال ہے۔سرجری کافی ہو گئی ہے یا۔۔۔۔"عمران نے نوجوان کی بات کا جواب دینے کی بجائے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی تو بہت بدصورتیاں اس کے جسم میں موجود ہیں۔"جوانا نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں۔درندے نہ بنو۔مجھے مت مارو۔رحم کرو مجھ پر۔"نوجوان نے ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا۔وہ دوبارہ بے ہوش ہو رہا تھا۔

"اس کے منہ میں پانی ڈالو جوزف۔اور پھر اس کی بینڈیج کر دو۔کہیں یہ خون کے راستے ہمارے ہاتھوں سے

نہ نکل جائے۔" عمران نے کہا اور جوزف نے کونے میں

پڑی میز سے پانی کا جگ اٹھایا اور اسے نوجوان کے چہرے اور منہ پر ڈال دیا۔ کچھ پانی اس نے اس کی کٹی ہوئی انگلیوں پر ڈال دیا۔ ٹھنڈا پانی پڑنے کی وجہ سے نہ صرف خون کی روانی کم ہو گئی بلکہ نوجوان بھی دوبارہ ہوش میں آ گیا۔

پھر ایمرجنسی باکس اٹھا کر اس نے جلدی سے ابتدائی مرہم پٹی بھی کر دی تاکہ مزید خون نہ نکل سکے۔

نوجوان کی ڈوبتی ہوئی نبض اب تیزی سے بحال ہونے لگ گئی۔ اس کے چہرے کا زرد ہوتا ہوا رنگ دوبارہ گلابی ہونے لگ گیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی اکلوتی آنکھ میں زندگی کی چمک ابھر آئی۔

"پانی۔ مجھے اور پانی دو۔" نوجوان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

اور عمران کے اشارے پر جوزف نے اس کے حلق میں اور پانی انڈیل دیا۔

"ہاں تو مسٹر۔ پہلے تمہارا نام۔ تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ پلاسٹک سرجری ہم نے کس کی ہے۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مت کرو سرجری۔ میں بتا دوں گا۔ سب کچھ بتا دوں گا۔ تم جیسے ظالم لوگوں سے کچھ نہیں چھپایا جا سکتا۔" نوجوان نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"اتنی دیر میں تم اپنا نام بتا سکتے تھے۔ دیکھو۔ ابھی

سرجری کے لیے اور بھی مریض پڑے ہیں۔ اگر ایک پر ہی اتنی دیر ہم نے لگا دی تو پھر کما لیا ہم نے۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا نام ڈومن ہے۔ اور میرا تعلق جیگر فال سے ہے۔ ایکریمیا کی خصوصی سائنٹیفک سپیشل ایجنسی۔ میرا ایلیون ہے۔" نوجوان کسی آٹومیٹک ٹیپ ریکارڈ کی طرح خود ہی آن ہو گیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ڈاکٹر مارٹن کے روپ میں کون گیا تھا لیبارٹری میں۔" عمران نے پوچھا۔

"برونو۔ زیرو ون سپیشل ایجنٹ۔" نوجوان نے فوراً ہی جواب دیا۔ اس کی خوف زدہ نظریں جوانا کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر پر جمی ہوئی تھیں۔

"تم پہلے سے وہاں تھے یا برونو کے ساتھ آئے تھے۔" عمران نے پوچھا۔

"میں پہلے وہاں گیا تھا۔ لیکن وہاں سے کیپسول اڑانا میرے بس سے باہر تھا اس لیے چیف باس نے برونو کو بھیجا۔ اور برونو نے آتے ہی کام کر دکھایا۔ وہ کیپسول لے گیا۔ لیکن میں نے اس کے کاغذات اڑانے تھے۔ اس لیے میں وہاں رہ گیا۔ نجانے تم نے مجھے کیسے پہچان لیا۔ حالاں کہ مجھے چیکنگ مشینیں بھی چین نہیں کر سکیں۔" نوجوان کے لہجے میں اس بار حیرت نمایاں تھی۔

"یہ سامنے جو جوزف کھڑا ہے۔ یہ جدید ترین چیکنگ مشین ہے۔ صرف سونگھ کر میک اپ کا پتہ چلا لیتا ہے۔ بہر حال مجھے یہ بتاؤ کہ برونو کا کیپسول لے جانے کا کیا پروگرام تھا۔" عمران نے کہا۔

"خفیہ راستے سے باہر کار موجود تھی جو اسے لے کر ایک ہیلی کاپٹر تک پہنچی ہو گی۔ ہیلی کاپٹر فوجی تھا۔ چنانچہ اس ہیلی کاپٹر کی مدد سے وہ شمالی سرحد پر پہنچا ہو گا۔ اور پھر وہاں سے ایک کار کے ذریعے ہمسایہ ملک آران جہاں سے ایسے ایکریمیا لے جایا گیا ہو گا۔" ڈومن نے جواب دیا۔

"اور اگر راستے میں کوئی گڑبڑ ہو جائے تو پھر۔" عمران نے کہا۔

"یہ مجھے معلوم نہیں۔ بہر حال پروگرام ایسا تھا کہ گڑبڑ کی صورت ہی نہ تھی۔" ڈومن نے جواب دیا۔

"یہ ڈی سلوا کون ہے۔ اس کی تنظیم میں کیا حیثیت ہے۔" عمران نے سوال کیا۔

"اوہ۔ تم تو بہت کچھ جانتے ہو۔ ڈی سلوا ہماری مقامی تنظیم کا انچارج ہے۔ اس کے ذریعے میں لیبارٹری میں

پہنچا تھا۔اور پھر اس کی مدد سے اصل ڈاکٹر مارٹن کو اغوا کیا گیا اور برونو نے اس کی جگہ لی۔اور بلیو کیپسول کے متعلق بھی ڈی سلوانے ہی اطلاع دی تھی۔کیوں کہ ڈاکٹر مارٹن اس کا دوست تھا۔اس نے ڈاکٹر مارٹن سے ایک بار اس کے متعلق معلومات حاصل کی تھیں۔"ڈومن نے جواب دیا۔

"برونو کا حلیہ۔"عمران نے پوچھا اور ڈومن نے برونو کا حلیہ بتادیا۔

"یہ تو عام سا حلیہ ہے۔کوئی خاص نشانی بتاؤ۔ایسی نشانی جسے میک اپ میں بھی پہچانا جا سکے۔"عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نشانی۔مجھے نشانی معلوم نہیں ہے۔جو کچھ مجھے معلوم تھا وہ میں نے بتادیا۔"ڈومن نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"جوانا۔میرے خیال میں اس کا ایک کان متوازن نہیں ہے۔کچھ بڑا لگتا ہے دوسرے کان سے۔"عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

اور اسی لمحے ڈومن کے حلق سے ایک بار پھر بھیانک چیخ نکلی اس کا آدھا کان کٹ چکا تھا۔

"بب۔بتاتا ہوں۔اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ ایک پیر پر دباؤ ڈال کر چلتا ہے۔دائیں پاؤں پر ہلکا سا دباؤ۔" ڈومن نے فوراً ہی چیختے ہوئے کہا۔

"اس کا ڈی سلوا سے رابطہ ہے۔"عمران نے پوچھا۔

"وہ اسے جانتا ہے۔لیکن وہ سپیشل ایجنٹ ہے۔اس کا ویسے کوئی رابطہ نہیں ہے۔"نوجوان نے سر پٹختے ہوئے جواب دیا۔اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جوانا کو گردن ہلا کر مخصوص اشارہ کیا۔اور دوسرے لمحے جوانا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور خنجر ڈومن کے دل میں دستے تک اترتا چلا گیا۔ایک

ہلکی سی چیخ اس کے حلق سے نکلی اور پھر اس کی اکلوتی آنکھ بے نور ہوتی چلی گئی۔

"اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دو۔تاکہ اللہ اس کی مکمل پلاسٹک سرجری کر دیں۔"عمران نے سرد لہجے میں کہا۔اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

برونو کے بے ہوش ہوتے ہی ڈی سلوانے برونو کو بلیو روم میں پہنچانے کا حکم دیا۔

"باس۔اس کا خاتمہ نہ کر دیں۔"ایک مسلح آدمی نے کہا۔

"نہیں۔یہاں نہیں۔ورنہ جیگر فال ہمیں پاتال تک نہ چھوڑے گی۔"ڈی سلوانے کہا اور پھر وہ تیزی سے چلتا ہوا ایک اور کمرے میں پہنچا۔اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر ایک میز کی خفیہ دراز کھول کر اس نے وہ ڈبیا اس میں نکالی جس میں بلیو کیپسول موجود تھا۔

"اب اسے فوراً ٹھکانے لگا دینا چاہیے۔"ڈی سلوانے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ڈبیا کو میز پر رکھ کر اس نے جلدی سے میز کے اوپر رکھے ہوئے ایک مستطیل ساخت کے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

اور چند لمحوں بعد اس میں سے ایک کرخت سی آواز برآمد ہوئی۔

"یس۔آک لینڈ اوور۔"کرخت آواز میں کہا گیا۔

"میں ساگاون بول رہا ہوں۔بلیو کیپسول میرے پاس پہنچ چکا ہے۔رقم کا انتظام کیا جائے اوور۔"ڈی سلوانے آواز بدل کر کہا۔

"اوہ۔واقعی تم سچ کہہ رہے ہو۔ہمیں تو رپورٹ ملی تھی کہ جیگر فال نے سپیشل ایجنٹ بھیجا ہے اوور۔"دوسری طرف سے چونکتے ہوئے کہا گیا۔

"ہاں بھیجا تھا۔انہوں نے مجھ پر اعتماد نہ کیا تھا۔چنانچہ میں نے گڑبڑ ڈال دی اور ملٹری انٹیلی جنس کو صحیح وقت

پر گم نام کال کر کے ہیلی کاپٹر کے متعلق بتا دیا۔ چنانچہ ایک جنگی سکوارڈن نے اسے گھیر لیا۔ لیکن سپیشل ایجنٹ ان کا گھیرا توڑ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن چونکہ مجھے معلوم تھا کہ پروگرام اپ سیٹ ہونے کے بعد وہ پہلی فرصت میں مجھ سے رابطہ قائم کرے گا کیونکہ اس کے علاوہ اس کے پاس چارہ کار ہی نہ تھا۔ اس لیے میں اس کا منتظر رہا اور

پھر میری توقع کے عین مطابق وہ میرے پاس پہنچ گیا۔ اور میں نے اسے ہلاک کر کے اس سے بلیو کیپسول حاصل کر لیا ہے۔ اب آپ فوراً رقم بھیج کر وہ کیپسول مجھ سے حاصل کر لیں اوور۔" ڈی سلوا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمارا ایجنٹ کل تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔ وہ رقم تمہارے حوالے کر کے کیپسول تم سے حاصل کرے گا۔ کل دس بجے اوور۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کوڈ طے کر لیجئے اور سنیے۔ نوٹ اصلی اور چھوٹے ہونے چاہیں اوور۔" ڈی سلوا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"رقم اصلی ہو گی۔ بے فکر رہو۔ لیکن تم بھی یاد رکھنا۔ اگر کیپسول میں کوئی گڑبڑ ہوئی تو آک لینڈ تمہیں پاتال سے بھی تلاش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اوور۔" دوسری طرف سے بھی سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کوڈ بتایئے اوور۔" ڈی سلوا نے کہا اور پھر ان دونوں کے درمیان ملاقات کی جگہ اور کوڈ طے ہونے لگے۔ جب دونوں طرف سے کوڈ طے ہو گئے تو ڈی سلوا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ اس نے اپنی ذہانت سے اپنا منصوبہ مکمل کر لیا ہے۔ اس نے برونو کو جان بوجھ کر مختلف ممالک کا نام بتا دیا تھا۔ حالاں کہ اس

کا تعلق کسی بھی ملک سے نہ تھا۔ وہ تو بس برونو کو بھیجنے پر اس کے دل میں انتقام جاگ اٹھا تھا۔ کیونکہ برونو کو بھیجنے کا مطلب تھا کہ چیف باس نے اس پر اس کی صلاحیتوں پر اعتماد نہیں کیا۔ اور اسی لمحے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ برونو کو شکست دے کر اس سے یہ بلیو کیپسول حاصل کرے گا۔ اور اس کے بعد اسے کسی مناسب

پارٹی کے پاس فروخت کر کے لمبی رقم بھی کمائے گا اور اپنا انتقام بھی پورا کرے گا۔ چنانچہ اسی روز سے اس نے خفیہ انتظامات کرنے شروع کر دیئے۔ اسے برونو کے فرار کے متعلق معلومات حاصل تھیں۔ کیونکہ ہیڈ کوارٹر کی ہدایات کے مطابق یہ سارے انتظامات اس نے خود ہی کئے تھے۔ چنانچہ جب طے شدہ وقت کے مطابق کار میں موجود اس کے ساتھیوں نے اسے برونو کی آمد کا اشارہ دیا تو اس نے ملٹری انٹیلی جنس کو ایک گم نام کال کی اور انہیں ہیلی کاپٹر کے متعلق بتا کر رسیور رکھ دیا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ خطرے کی صورت میں پائلٹ نے برونو کو کہاں اتارنا ہے۔ اور اس کے بعد یہ بات منطقی تھی کہ برونو اس ملک سے نکلنے کے لیے یقیناً اس سے رابطہ قائم کرتا اور وہی ہوا۔ ہر کام اس کی توقع کے مطابق ہوتا چلا گیا۔ اور برونو کیپسول سمیت سیدھا اس کی جھولی میں آن گرا۔ لیکن چونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ برونو سپیشل ایجنٹ ہے۔ ایسے لوگ بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہوتے

ہیں۔ اس لیے اگر وہ ذرا بھی مشکوک ہو گیا تو پھر پانسہ پلٹ بھی سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے بلیو کیپسول حاصل کرنے کے لیے دوسرا چکر کھیلا اور برونو کو اس ٹرانسمیٹر پر بٹھا دیا۔ جس کا تعلق دوسرے کمرے کے ساتھ تھا۔ اور برونو کو وہاں چھوڑ کر سیدھا وہاں آیا۔ اس وقت ٹرانسمیٹر پر بلب جل بجھ رہا تھا۔ ڈی سلوا نے ہیڈ کوارٹر کے کوڈ اور مشینی آواز کو ٹیپ کر کے اس ٹرانسمیٹر کے ساتھ پہلے ہی منسلک کر رکھا تھا۔ چنانچہ اس نے ٹرانسمیٹر کے ساتھ وہ ٹیپ بھی آن کر دیا۔ اس طرح وہ مخصوص مشینی آواز برونو کو سنائی دی۔ اور برونو مطمئن ہو گیا۔ اور پھر ڈی سلوا نے ٹیپ آف کر کے چیف باس کے لہجے میں خود برونو سے بات کی اور اسے بلیو کیپسول ڈی سلوا کے حوالے کرنے کی ہدایت کی۔ اس طرح وہ بغیر کسی شک وشبہ کے برونو سے بلیو کیپسول حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن چونکہ اسے معلوم تھا کہ برونو کے جسم میں مائیکرو ٹرانسمیٹر نصب ہے۔ اس لیے وہ اسے یہاں ہلاک نہ کرنا چاہتا تھا بلکہ اس نے اس کے لیے یہی پروگرام بنایا تھا کہ وہ اسے سرحد پار کرا کے اپنے

آدمیوں سے گولی مروادے گا۔اس طرح وہ ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہو جائے گا۔جب برونو اس کے پاس آیا ہی نہیں تو وہ برونو کے متعلق کیا جان سکتا ہے۔اسی دوران اس نے ایک ایسی مجرم تنظیم سے بھی رابطہ قائم کر لیا۔جو سائنسی راز

چوری کر کے بڑی بڑی حکومتوں کو فروخت کرتی تھی۔اس تنظیم کا خفیہ نام آک لینڈ تھا۔انہیں جب بلیو کیپسول کی اہمیت بتائی تو وہ فوراً اسے بھاری رقم کے عوض خریدنے پر تیار ہو گئے۔لیکن نجانے کس طرح برونو اس سے مشکوک ہو گیا اور وہ الماری توڑ کر دوسرے کمرے کے راستے وہاں پہنچ گیا۔اگر اس کا ساتھی سکرین پر اسے چیک نہ کر لیتا تو معاملہ خراب ہو سکتا تھا۔چنانچہ اس نے برونو کے اس کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ سسٹم آن کر دیا جس سے وہاں مقناطیسی لہریں کام کرنے لگ جاتی تھیں۔اس طرح وہ برونو پر قابو پانے میں کامیاب ہو گیا۔اب کل لمبی رقم لے کر وہ بلیو کیپسول آک لینڈ کے حوالے کر دے گا اور پھر برونو کو بے ہوشی کے عالم میں سرحد پار کرا کر قتل کرا دے گا۔اور معاملہ ختم ہو جائے گا۔اور اس نے برونو کو سرحد پار کرانے اور قتل کرنے کا منصوبہ سوچنا شروع کر دیا۔لیکن ابھی وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اس کا ایک ساتھی بوکھلایا ہوا اندر داخل ہوا۔

"باس۔ایک مشکوک آدمی کو پکڑا گیا ہے وہ کوٹھی کی عقبی سمت سے اندر داخل ہوا ہے۔بلڈ ہاؤنڈ اس پر جھپٹ پڑا تو اس نے بلڈ ہاؤنڈ کو ختم کر دیا۔ہم نے بڑی مشکل سے اس پر قابو پایا ہے۔اور اس کے ہاتھوں میں رسی ڈال دی ہے۔وہ کہتا ہے کہ وہ آپ سے ملنے آیا ہے اور کوئی

خصوصی پیغام دینا چاہتا ہے۔"آنے والے نے کہا۔

"مجھ سے ملنے آیا ہے۔اور ایسے راستے سے۔اوہ وہ کون ہو سکتا ہے۔آؤ۔"ڈی سلوا نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ اس کے ساتھ چلتا ہوا ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔اندر چونکہ ایک مسلح آدمی موجود تھا۔اس لیے اس نے اپنے ساتھ آنے والے کو باہر رکنے کے لیے کہا۔اس کا تیسرا مسلح ساتھی پہلے ہی باہر موجود تھا۔یہ تینوں اس کے خاص آدمی تھے۔اور وہ انہی تینوں کیساتھ کوٹھی میں رہتا تھا۔اس نے چونکہ شادی نہ کی تھی اس لیے ان کے علاوہ وہ کوئی اور آدمی ملازم نہ رکھتا تھا۔یہی تینوں اس کے سب کام کرتے تھے۔اس طرح ڈی سلوا کے خیال کے مطابق اس کے راز راز ہی رہ جاتے تھے۔

ڈی سلوا نے اندر داخل ہو کر صوفے پر بیٹھے ہوئے ایک لمبے تڑنگے نوجوان کو دیکھا۔جس کا چہرہ سپاٹ تھا۔اور پھر اس نے اپنا تعارف کرایا۔وہ اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔اور پھر اس آدمی کے کہنے پر اس نے اپنے مسلح ساتھی کو بھی باہر بھیج دیا۔کیوں کہ بندھے ہوئے آدمی سے بھلا اسے کیا خطرہ ہو سکتا تھا۔اور جب اس آدمی نے ڈیفنس لیبارٹری تھری کا حوالہ دیا تو وہ بری طرح چونک پڑا۔لیکن اس نے جلدی ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا۔وہ آدمی اپنے آپ کو کسی مجرم

تنظیم کا آدمی بتا رہا تھا۔اور کوئی سودا کرنا چاہتا تھا۔

ڈی سلوا غصے سے پاگل ہو گیا کہ اس قدر محنت کے بعد جب رقم کمانے کا وقت آیا تو یہ نجانے کہاں سے ٹپک پڑا ہے۔اس نے اس کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔لیکن چونکہ اس کی جیب میں ریوالور نہ تھا۔اس لیے وہ دروازے کی طرف بڑھا۔تاکہ باہر سے اپنے آدمی کو بلائے اور اسے گولیوں سے چھلنی کر دے۔لیکن ابھی وہ دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ کوئی چیز اس کی کھوپڑی سے ٹکرائی اور وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا ہی تھا کہ وہ آدمی اچھل کر اس کے اوپر آ گرا۔ڈی سلوا نے سنبھلتے ہی اسے ایک طرف دھکیلنا چاہا لیکن وہ آدمی تو نجانے کس مٹی سے بنا ہوا تھا کہ بندھا ہونے کے باوجود اس نے ڈی سلوا کی گردن کے گرد اپنی ٹانگیں ڈالیں اور اس کے ساتھ ہی ڈی سلوا کی گردن کو ایسا جھٹکا لگا کہ اس کا جسم یک لخت بے حس ہو کر رہ گیا۔اب وہ دیکھ تو سکتا تھا لیکن حرکت

نہ کر سکتا تھا۔ ڈی سلوا کے بے حس ہوتے ہی وہ آدمی اٹھا اور پھر اس نے شعبدہ بازوں کے سے انداز میں اپنے دونوں ہاتھ ٹانگوں کے نیچے سے نکالے اور ہاتھ سامنے آتے ہی اس نے شیشے کی ناب والی میز کے کنارے سے رسیاں رگڑنی شروع کر دیں۔ اور ڈی سلوا کے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنے ہاتھ بندشوں سے آزاد کرا لیے ۔اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کو اندر سے بند کر دیا۔

اور پھر وہ بے حس ڈی سلوا کی طرف بڑھا۔ اور اس نے اسے اٹھا کر صوفے پر ڈالا۔ اور اس کی جیبوں کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گیا۔

اسی لمحے ڈی سلوا کو محسوس ہوا کہ اس کے بے جان جسم میں طاقت آتی جا رہی ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ پوری طرح حرکت میں آسکتا۔ اس آدمی کا ہاتھ حرکت میں آیا اور ڈی سلوا کی کنپٹی پر اس قدر زوردار ضرب پڑی کہ ڈی سلوا کا ذہن فوراً ہی تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو اس کے ساتھی اس پر جھکے ہوئے تھے۔ شعور کے پیدا ہوتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ وہ ابھی تک ڈرائیونگ روم کے صوفے پر پڑا ہوا تھا۔

"کیا ہوا۔ مر گیا وہ آدمی۔" ڈی سلوا نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے باس۔ اس نے ہمیں ڈاج دیا۔ ہم جب عقبی سمت میں گئے تو وہ پھاٹک کے راستے نکل گیا۔" اس کے ایک ساتھی نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یو بلڈی فول۔ احمق کیا تم باہر کھڑے بہرے ہو گئے تھے۔ تمہیں کچھ نہیں سنائی دیا۔" ڈی سلوا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ ہلکی آواز تو سنائی دی تھی۔ لیکن ہم سمجھے کہ آپ اسے سزا دے رہے ہیں۔ مارٹی اندر گیا تھا لیکن پھر وہ بھی اندر رہ گیا۔ ہم مطمئن تھے کہ وہ بندھا ہوا ہے۔" اسی آدمی نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ حیرت انگیز آدمی تھا یہ۔ اس قدر پھرتیلا اور عیار آدمی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔" ڈی سلوا نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے اسے خیال آیا کہ بے ہوش ہونے سے پہلے وہ آدمی اس کی تلاشی لے رہا تھا۔ اس نے جلدی سے اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈالا۔ اور اس کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا۔ جیب سے جیگر فال والا مخصوص کارڈ غائب تھا۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ کارڈ وہ آدمی نکال کر لے گیا ہے۔

"یہ جگہ مشکوک ہو گئی ہے۔ فوراً یہاں سے نکلنے کے انتظامات کرو۔ سب کچھ ایمرجنسی شفٹ کرو۔ خفیہ راستے سے جلدی، میں برونو کے پاس جا رہا ہوں۔ اسے بھی شفٹ کرنا ہے۔ جلدی کرو۔ ایک لمحہ ضائع نہیں ہونا چاہیے۔" ڈی سلوا نے کسی خیال کے تحت چیختے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دوڑتا ہوا کمرے سے نکلا اور بلیو روم کی طرف بھاگتا چلا گیا جہاں اس نے برونو کو رکھا ہوا تھا۔ وہ بلیو روم سے ملحقہ کمرے میں رکھے ہوئے بلیو کیپسول کو پہلے اپنے قبضے میں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد اس کا خیال تھا کہ وہ برونو کو خود اٹھا کر سب سے پہلے یہاں سے نکل جائے گا۔ اس کے آدمی بعد میں آتے رہیں گے۔ لیکن جب س نے کمرے

میں پہنچ کر میز کی دراز کا خفیہ خانہ کھولا تو اس کے سر پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے خالی خانے کو دیکھ رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی آنکھیں اچانک بے نور ہو گئی ہوں۔

"کیا دیکھ رہے ہو ڈی سلوا۔ ہاتھی کے منہ سے گنے چھیننا خالہ جی کا کھیل نہیں ہے۔" اچانک ایک آواز ڈی سلوا کے کانوں میں پڑی۔ اور ڈی سلوا حیرت کی شدت سے بری طرح اچھلا۔ اور دوسرے لمحے اس کا جسم بت بنا رہ گیا۔ برونو اس کے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

"تت۔ تت۔ تم ہوش میں۔" ڈی سلوا نے حیرت سے گنگ لہجے میں کہا۔

"تمہیں شاید یہ معلوم نہیں کہ ہمارے جسموں میں موجود مائیکرو ٹرانسمیٹر میں یہ بھی خاصیت ہے کہ وہ جسم میں موجود ہر قسم کی غیر ضروری گیسوں کے خاتمے کے لیے بھی کام کرتا ہے۔اس لیے تمہاری بے ہوش کر دینے والی گیس کا اثر جلد ہی ختم ہو گیا۔اور پھر نہ صرف میں یہاں پہنچ گیا بلکہ میں اس مخصوص بناوٹ کی میز کو یہاں دیکھ کر چونک پڑا۔یہ میز جیگر فال کی ہدایات کے عین مطابق تیار کی گئی تھی۔اور اس میز کو جیگر فال کے آدمی اہم ترین چیزوں کو چھپانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔چنانچہ میں نے اس کا خفیہ خانہ کھولا اور پھر مجھے اس میں موجود اپنی چیز یعنی بلیو کیپسول مل گیا۔اور اب یہ بھی بتادوں کہ میں نے ٹرانسمیٹر پر چیف باس سے بات کر لی تھی۔اور تمہاری جعلی ٹرانسمیٹر کال کا راز کھل گیا تھا۔تم نے جیگر فال سے غداری کی ہے۔اور اس غداری کی سزا مجھ سے زیادہ تمہیں کون دے سکتا ہے۔" برونو نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"تم۔تم۔" ڈی سلوا کا دماغ بازی کو اس طرح پلٹتے دیکھ کر پھٹنے لگا۔اور پھر اس نے ریوالور کی پرواکئے بغیر برونو پر حملہ کرنے کے لیے اس پر چھلانگ لگا دی۔لیکن دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ڈی سلوا کے حلق سے چیخ نکلی۔اور ہو کٹے ہوئے شہتیر کی طرح راستے میں ہی فرش پر گرا اور تڑپنے لگا۔اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کوئی گرم سلاخ اس کے سینے میں گھستی چلی گئی ہو۔اس کا سانس گھٹنے لگا۔اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی۔لیکن پھر اس کے جسم سے جیسے روح نکلنے لگی۔اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن موت کی گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

ڈی سلوا کے مرتے ہی برونو ہاتھ میں ریوالور پکڑے تیزی سے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتا۔اسے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں ۔یہ آوازیں اسی دروازے کی طرف ہی آرہی تھیں۔برونو جھپٹ کر دروازے کی سائیڈ میں ہو گیا۔اور اسی لمحے ایک سٹین گن بردار اچھل کر اندر داخل ہوا۔لیکن اس سے پہلے کہ وہ فرش پر پڑی ہوئی ڈی سلوا کی لاش

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

دیکھ کر چونکتا۔برونو نے ٹریگر دبا دیا۔اور ایک دھماکے کے ساتھ ہی سٹین گن بردار منہ کے بل ڈی سلوا کی لاش پر جا گرا۔اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری۔برونو نے ریوالور کو جیب میں ڈالا اور پھر سٹین گن اٹھا کر وہ اچھل کر کمرے سے باہر نکلا اور تیزی سے

راہداری میں دوڑنے لگا۔اب وہ جلد از جلد اس عمارت سے نکل جانا چاہتا تھا۔لیکن راہداری ابھی اس نے آدھی ہی کراس کی تھی کہ اس نے راہداری کے اختتام پر سٹین گنوں سے مسلح دو افراد کو داخل ہوتے دیکھا۔ ان دونوں نے ہاتھوں میں بڑے بڑے بیگ اٹھائے ہوئے تھے۔اور سٹین گن ان کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی تھیں۔اور پھر برونو کو اچانک سامنے دیکھ کر وہ ٹھٹھکے اور انہوں نے بیگ نیچے پھینک کر سٹین گنیں سنبھالنے کی کوشش کی۔لیکن ظاہر ہے برونو انہیں اتنا موقع کہاں دینے والا تھا۔اس نے سٹین گن کا ٹریگر دبا دیا۔اور دوسرے لمحے راہداری تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ گونج اٹھی۔ان آوازوں کے ساتھ ہی ان دونوں کی چیخیں بھی شامل ہو گئیں۔اور وہ دونوں فرش پر گر کر تڑپنے لگے۔برونو نے اس وقت تک ٹریگر سے انگلی نہ ہٹائی۔جب تک کہ اسے مکمل طور پر ان کی موت کا یقین نہ ہو گیا۔اور پھر وہ سٹین گن سنبھالے دوڑتا ہوا باہر برآمدے میں پہنچ گیا۔باقی کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی اور کوئی آدمی نظر نہ آرہا تھا۔اس لیے وہ سیدھا پھاٹک کی طرف بڑھتا گیا۔پھاٹک کے قریب پہنچنے پر اچانک اسے ایک خیال آیا۔اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے واپس مڑا۔اس کی جیبیں خالی تھیں۔اور اسے خیال آگیا تھا کہ خالی جیب تو وہ باہر نکلتے ہی بے بس ہو جائے گا۔اس بات کا اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ کوٹھی میں اور کوئی موجود نہیں ہے۔

اس لیے اس نے سوچا کہ کچھ رقم تلاش کر لی جائے۔چنانچہ وہ واپس آیا۔اور پھر اس نے سب سے پہلے ڈی سلوا کی تلاشی لی لیکن وہ خالی تھیں۔پھر اس نے باقی افراد کی تلاشی لی تو ان کی جیبوں سے تھوڑی سی رقم برآمد ہوئی جو برونو کے خیال میں ناکافی تھی۔اسے معلوم تھا کہ اس ملک سے نکلنے کے لیے اسے لمبی رقم کی ضرورت

ہو گی۔ چنانچہ اس نے کوٹھی کے مختلف کمروں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اور پھر ایک خواب گاہ کے سیف کا تالا جب اس نے سٹین گن کی گولیوں سے توڑا تو اس کی آنکھیں اس سیف کے اندر موجود بے بہا دولت دیکھ کر حیرت سے چوڑی ہو گئیں۔ پورا سیف بڑے بڑے نوٹوں کی گڈیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے جلدی سے گڈیاں اٹھا اٹھا کر اپنے اوور کوٹ کی جیبوں میں ڈالنی شروع کر دیں۔ لیکن ابھی سیف کے ایک خانے کا صرف ایک کونا ہی خالی ہوا تھا کہ برونو کی جیبوں کے ابھار ہونٹ کے کوہان کی طرح باہر نکل آئے۔ برونو نے ہاتھ روک لئے۔ اور پھر اس نے ادھر ادھر کا جائزہ لیا۔ تو اسے ایک وارڈروب کے نچلے خانے میں ایک اٹیچی کیس نظر آ گیا۔ اس نے اٹیچی کیس اٹھا کر کھولا اور پھر اس میں اس نے جیبوں سے گڈیاں نکال کر رکھنی شروع کر دیں۔

صرف چند گڈیاں ہی اس نے جیبوں میں رہنے دیں تاکہ ہر وقت اٹیچی کیس نہ کھولنا پڑے۔ اس کے بعد اس نے سیف سے گڈیاں نکال کر اس اٹیچی کیس میں بھرنی شروع کر دیں۔ جب

اٹیچی کیس بھر گیا تو اس نے وارڈروب میں سے ایک جوڑا کپڑوں کا نکالا۔ اور اسے تہہ کر کے ان نوٹوں کے اوپر بچھا کر اس نے اٹیچی کیس بند کر دیا۔ اس کے بعد وہ اٹیچی کیس اٹھائے تیزی سے واپس پھاٹک کی طف آیا اور اب پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھول کر باہر آ گیا۔ اس نے جان بوجھ کر عمارت میں موجود کار استعمال نہ کی تھی ۔ کیونکہ اس طرح ڈی سلوا کے گروپ کے آدمی اسے پہنچان سکتے تھے۔

باہر نکل کر وہ چند لمحے ادھر ادھر دیکھتا رہا اور پھر سر ہلاتا ہوا دائیں طرف بڑھ گیا۔ جہاں دور اسے ایک چوک نظر آ رہا تھا اس کے خیال کے مطابق اسے وہاں سے ٹیکسی مل سکتی تھی۔ اور واقعی چوک پر پہنچتے ہی اسے خالی ٹیکسی نظر آ گئی۔ برونو نے ٹیکسی کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور اٹیچی کیس اندر رکھ کر وہ اطمیان سے بیٹھ گیا۔

"جی فرمائیے۔" ڈرائیور نے مڑ کر پوچھا۔

"کسی درمیانے درجے کے ہوٹل میں لے چلو۔" برونو نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اچھا۔" ڈرائیور نے کہا اور پھر اس نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

برونو خاموش بیٹھا کھڑکی سے باہر دیکھتا رہا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ ہوٹل میں کمرہ حاصل کر لینے کے بعد وہ کسی مقامی مجرم کو کھوج نکالے گا اور اسے لمبی رقم دے کر

وہ ملک سے باہر نکل جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس کے اٹیچی کیس یں اتنی دولت موجود تھی کہ اس کے خیال کے مطابق اس کی آدھی رقم خرچ کر کے وہ دس بار اس ملک سے باہر نکل سکتا تھا۔ چنانچہ وہ اطمیان سے بیٹھا ادھر ادھر کا نظارہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

عمران ڈومن کو ختم کرنے کے بعد بڑی تیزی سے زیرو ہاؤس سے باہر نکلا۔ اسے برونو کے متعلق معلوم ہو گیا تھا۔ اور اسے معلوم تھا کہ یہ سپیشل ایجنٹ کس قدر پھرتیلے اور تیز ہوتے ہیں۔ حالات بتا رہے تھے کہ برونو نے لازماً ڈی سلوا سے رابطہ قائم کیا ہو گا اور یقیناً اب وہ ڈی سلوا کی مدد سے ملک سے باہر نکلنے کا پروگرام بنا رہا ہو گا۔ وہ اب جلد از جلد اس کیپسول کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ کیپسول کسی بھی لمحے ملک سے باہر نکل سکتا تھا۔ اور عمران کو معلوم تھا کہ ایک باہر کیپسول ملک سے باہر نکل گیا تو پھر اسے واپس حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا۔ اس لیے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جلد از جلد ڈی سلوا کی رہائش گاہ پر ریڈ کر کے اصل صورت حال معلوم کرے۔ چنانچہ یہی سوچ کر وہ زیرو ہاؤس سے

نکل کر سیٹلائٹ ٹاؤن کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کی ہدایت کے مطابق بلیک زیرو نے ممبروں کو ڈی سلوا کی رہائش گاہ کی نگرانی پر مامور کر دیا ہو گا۔ پہلے اس نے سوچا کہ بلیک زیرو کو فون کر کے صورت حال معلوم کرے کہ مخبروں نے وہاں سے کوئی رپورٹ بھیجی ہو۔ لیکن پھر اس نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ اسے احساس تھا کہ پہلے بھی کافی وقت ضائع ہو چکا ہے۔ اور اتنے وقفے میں وہ کیپسول کہیں سے کہیں

پہنچایا جا سکتا تھا۔اس لیے وہ اب مزید وقت ضائع نہ کرنا چاہتا تھا۔اور ویسے بھی ممبروں کو صرف نگرانی کا ہی حکم دیا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار سیٹلائٹ ٹاؤن میں داخل ہو گئی۔اور جب اس نے کار بتیس کوٹھی کے بالمقابل سڑک کی دوسری طرف روکی۔اچانک ایک درخت کی آڑ سے صفدر نکل کر باہر آ گیا۔عمران کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"آپ یہاں کیسے عمران صاحب۔"صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یار۔سوپر فیاض نے فلیٹ خالی کرانے کے لیے عدالت سے بے دخلی حاصل کر لی ہے۔اس لیے میں نے سوچا کہ اس سے پہلے کہ عدالت کا بیلف آکر سلیمان اور مجھے اٹھا کر باہر سڑک پر پھینک دے کوئی جھونپڑا تلاش کر ہی لیا جائے۔"

عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"جھونپڑا۔اور سیٹلائٹ ٹاؤن میں۔خوب۔واقعی اچھی جگہ کا انتخاب کیا ہے۔"صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ سامنے والا جھونپڑا کیسا رہے گا۔میرے خیال میں گزارا ہو جائے گا۔خالی ہی نظر آتا ہے۔"عمران نے ڈی سلوا کی عظیم الشان کوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔خالی ہی نظر آتی ہے۔ہم کافی دیر سے یہاں ہیں۔نہ کوئی اندر گیا ہے۔اور نہ کوئی باہر آیا ہے۔"صفدر نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"چلو پھر قبضہ کرتے ہیں۔خوامخواہ خالی رکھا ہوا ہے اسے۔"عمران نے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔

"کیا مطلب۔کیا باس نے آپ کو بھیجا ہے۔ہمیں تو صرف نگرانی کا حکم ملا ہے۔"صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔تم کرتے رہو نگرانی۔کم از کم تمہاری یہ شکایت تو دور ہو جائے گی کہ نہ کوئی اندر گیا ہے اور نہ کوئی باہر آیا ہے۔"عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوری عمران صاحب۔بغیر باس کی اجازت کے ہم آپ کو مداخلت کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔"صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔

"تمہیں کیا حکم دیا گیا تھا۔صفدر۔"عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نگرانی کرنے کا۔"صفدر نے کہا۔

"تو پھر نگرانی کرو۔یہ تو حکم نہیں ملا کہ کسی کو مداخلت نہ کرنے دو۔"عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔آپ کیوں ہمیں الجھن میں ڈالتے ہیں۔سیدھی بات کریں۔اگر باس نے آپ کو بھیجا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔جیسا آپ چاہیں ویسے ہی ہو گا۔"صفدر نے بھی سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری طرح تمہارے اس چوہے باس کا ملازم نہیں اپنی مرضی کا مالک ہوں۔چاہے اندر جاؤں یا باہر آؤں۔سمجھے۔اور مجھے روکنے کی بھی کوشش نہ کرنا۔میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہر حال میں یہ جھونپڑا خریدوں گا۔اگر تمہیں کوئی اعتراض ہے تو عدالت شفع کا میں مقدمہ دائر کر دینا۔"عمران نے کہا۔

"اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کی طرف بڑھتا گیا۔اور صفدر ہونٹ بھینچے وہیں کھڑا رہ گیا۔نجانے کسی ذہنی رو کے تحت وہ عمران سے الجھ گیا تھا۔ورنہ وہ جانتا تھا کہ عمران کبھی غلط کام نہیں کرتا۔اگر وہ اندر جانا چاہتا ہے تو یقیناً اس کے پیچھے بھی اس کا کوئی مقصد ہو گا۔عمران بجائے کوٹھی کے پھاٹک کی طرف بڑھنے کے سائیڈ گلی میں گھستا چلا گیا۔اور صفدر اسے اس

وقت تک دیکھتا رہا جب تک وہ مڑ کر اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گیا۔

عمران گلی میں داخل ہوتے ہی تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔پہلے وہ حالات کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔اسے معلوم تھا

کہ سیکرٹ سروس کے ممبر کوٹھی کے چاروں طرف موجود ہوں گے۔وہ گلی میں مڑ کر عمارت کے عقب میں آگیا۔

اسی لمحے اس نے کیپٹن شکیل کو ایک کوڑے کے بڑے ڈرم کے پیچھے سے نکلتے ہوئے دیکھا۔

"ارے کیپٹن۔اب تم نے بھی خزانے ڈھونڈنے شروع کر دیئے ہیں۔"عمران نے کوڑے کے ڈرم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔اور کیپٹن شکیل ہنس پڑا۔

"ہمیں باس نے اس عمارت کی نگرانی کا حکم دیا ہے آپ کو صفدر نے نہیں بتایا۔وہ تو سامنے موجود ہے۔"کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تو بھئی کرو نگرانی۔میں تو بس ویسے ہی ٹہلتا ہوا ادھر آنکلا۔عمران نے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔

"میں کیسے مان لوں کہ آپ صرف ٹہلتے ہوئے ادھر آئے ہیں۔"کیپٹن شکیل نے کہا۔

"چلو ٹہلتا نہ سہی۔چلتا ہوا سمجھ لو۔"عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔کیپٹن شکیل چند لمحے وہاں کھڑا رہا پھر وہ واپس ڈرم کی طرف مڑ گیا۔

عمران پچھلی طرف سے ہوتا ہوا ایک اور گلی میں مڑ گیا۔عمارت کے اندر مکمل خاموشی نے اسے بھی شک میں ڈال دیا تھا۔اور دوسری بات اس نے یہ دیکھی تھی کہ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی بھی تھوڑی سی کھلی ہوئی تھی ۔اسے اندر سے بند نہ کیا گیا تھا کہ مجرم کبھی بھی اس قسم کی غلطی نہیں کیا کرتے۔اس لیے اب اس نے اندر جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔چنانچہ اس نے سائیڈ میں ہو کر واچ ٹرانسمیٹر کا بٹن کھینچا۔اور گھڑی کو کان سے لگا لیا ۔ویسے اس نے ایک درخت کی آڑ لے لی تھی۔تاکہ کسی ممبر کی نظریں اس پر نہ پڑیں۔لیکن دوسرے ہی لمحے وہ بٹن کو مخصوص انداز میں دبا کر ٹرانسمیٹر آن کرتے کرتے رک گیا۔اور اس نے بجائے اسے مخصوص انداز میں دبانے کے دوبارہ عام انداز میں بند کر دیا۔اسے اچانک خیال آگیا تھا کہ صفدر اس کال سے مشکوک بھی

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ہو سکتا ہے۔چنانچہ اس نے اپنے طور پر انہیں ساتھ لینے کا فیصلہ کر لیا۔وہ واپس مڑا اور پھر اس نے کیپٹن شکیل کو باہر آنے کا اشارہ کیا اور کیپٹن شکیل ڈرم کی اوٹ سے باہر آگیا۔

"آؤ کیپٹن۔اب نگرانی کی ضرورت نہیں۔ہم نے ریڈ کرنا ہے۔"عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا۔

اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے سامنے کے رخ پر آ گئے۔صفدر کیپٹن شکیل کو دیکھتے ہی اوٹ سے باہر آگیا تھا۔

"تم بھی آجاؤ۔پیارے دفتر۔پھر نہ کہنا میرے مشورے کے بغیر ہی جھونپڑا خرید لیا۔"عمران نے اسے آواز دیتے ہوئے کہا اور صفدر تیزی سے ان کی طرف بڑھ آیا۔

عمران اس دوران کھڑکی کو دھکیل کر کھول چکا تھا۔ایک لمحے کے لیے اس نے اندر جھانکا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔کیپٹن شکیل اس کے پیچھے اندر چلا آیا۔ویسے اس نے ریوالور جیب سے نکال لیا تھا۔

"کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی ہے۔پنچھی اڑ چکے ہیں۔اور تم باہر کھڑے ان کے گھونسلے کے تنکے ہی گنتے رہ گئے ہو۔"عمران نے کہا اور پھر تیزی سے اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔اسے ایک سائیڈ میں کھڑی ہوئی کار بھی نظر آگئی تھی۔صفدر بھی اس دوران اندر پہنچ چکا تھا۔اس کے چہرے پر بھی کوٹھی کو خالی دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں مختلف کمروں سے ہوتے ہوئے اس راہداری میں پہنچے جہاں دو افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ان کے جسموں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا۔اور پھر اندرونی کمرے میں پڑی ہوئی لاشیں بھی سامنے آگئیں۔ان دونوں کو ریوالور سے گولی ماری گئی

عمران ڈی سلوا کو دیکھتے ہی پہچان گیا۔وہ ڈی سلوا کو پہلے سے ہی جانتا تھا۔

"پوری کوٹھی کی تلاشی لو۔شاید کوئی اور لاش مل جائے۔"عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر

کہا۔

اوران دونوں کے جانے کے بعد اس نے لاشوں کے انداز اور انہیں لگنے والی گولیوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا ۔اور چند ہی لمحوں میں وہ ساری صورت حال سمجھ گیا۔ڈی سلوا کو سامنے سے گولی ماری گئی تھی۔اور وہ پشت کے بل گرا ہوا تھا۔جب کہ دوسرے آدمی کی پشت پر گولی ماری گئی تھی اور وہ منہ کے بل ڈی سلوا کی لاش پر پڑا ہوا تھا۔وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈی سلوا کو گولی مارنے کے بعد وہ آدمی دروازے کی طرف بڑھا ہو گا کہ یہ دوسرا آدمی اندر آیا۔اور اس آدمی نے دروازے کی اوٹ سے اس کی پشت پر گولی ماری۔شاید آنے والے کے ہاتھ میں سٹین گن تھی۔اس لیے اس کی موت کے بعد اس آدمی نے سٹین گن حاصل کی اور پھر باہر نکل کر سامنے سے آتے ہوئے دو افراد کو سٹین گن سے بھون ڈالا۔ان دونوں کی سٹین گنیں بھی ان کے قریب ہی پڑی ہوئی تھیں۔انہیں اٹھایا نہ گیا تھا۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قاتل صرف ایک آدمی ہے۔اگر اس کے ساتھی ہوتے تو وہ یقینا یہ سٹین گنیں بھی اٹھا لیتا۔اس کے بعد ظاہر ہے

وہ آدمی وہاں سے نکل گیا۔اور یہ وقت وہ ہو گا جب بلیک زیرو کے وہاں سے جانے اور صفدر اور کیپٹن شکیل کے پہنچنے کے درمیان کا وقت ہو گا۔ورنہ وہ یقینا ان کی نظروں میں آجاتا۔کار کی موجودگی اور پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کے کھلے رہنے سے یہ بات بھی واضح تھی کہ جانے والا پیدل ہی باہر نکلا ہے۔اس نے کار استعمال کرنے کی کوشش نہیں کی۔اب سوچنے کی بات صرف اتنی تھی کہ وہ آدمی کون ہو سکتا ہے۔اسی لمحے کیپٹن شکیل اور صفدر واپس آگئے۔اور انہوں نے رپورٹ دی کہ ایک خواب گاہ میں ایک سیف کھلا ہوا ہے جس میں بڑے نوٹوں کی گڈیاں بھری ہوئی ہیں البتہ ایک خانہ خالی ہے۔اسی طرح ایک تہہ خانہ نما کمرے میں الماری ٹوٹی ہوئی ہے جس سے دوسرے کمرے کو راستہ جاتا ہے۔جب کہ اس کمرے کا دوسری طرف سے ایک دیوار سے راستہ بند ہے۔"

"اوہ۔کہاں ہے وہ کمرہ۔"عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر وہ صفدر کو ہمراہ لیے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا
۔

عمران اس الماری کے راستے دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔یہ خواب گاہ نما کرمہ تھا۔جس کا بیرونی دروازہ تو کھلا ہوا تھا۔البتہ راہداری کے اختتام پر ایک سنگی دیوار تھی۔

عمران نے واپس آکر اس کمرے کی تلاشی لینے شروع کر دی۔

اور تھوڑی دیر بعد اس نے ایک الماری میں سے وہ لباس ڈھونڈ نکالا جو ڈھیر کی صورت میں پھینکا گیا تھا۔جس سے محسوس ہوتا تھا کہ اسے اتار کر پھینک دیا گیا ہے۔

عمران نے اس لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔اور پھر اس کی ایک جیب سے اس نے ایک چھوٹا سا کارڈ برآمد کر لیا۔جس پر جیگر فال کی مخصوص تصویر کے نیچے سپیشل کا لفظ سرخ رنگ میں لکھا گیا تھا۔اور عمران ساری بات سمجھ گیا۔کہ ڈی سلوا اور برونو کے درمیان گڑبڑ ہو گئی۔ڈی سلوا نے برونو کو یہاں قید کر دیا۔مگر برونو الماری توڑ کر باہر نکلا اور پھر اس نے ڈی سلوا اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر کے کوٹھی سے باہر نکل گیا ۔اور یہ صورت حال عمران کے فیور میں تھی کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ نہ ہی برونو ملک سے باہر نکلا ہے اور نہ کیپسول باہر جا سکا ہے۔اب مسئلہ صرف برونو کو تلاش کرنے کا تھا۔چنانچہ اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو واپس جانے کا حکم دیا۔اور ان کے باہر جانے کے بعد اس نے فون پر سوپر فیاض کو کنکٹ کیا اور اسے اس کوٹھی پر ریڈ کر کے یہاں سے ڈی سلوا کے گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اسے بطور کارنامہ اپنے کاتھے میں ڈالنے کا کہا۔اور ریسیور رکھ کر وہ تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔کیپٹن شکیل اور صفدر کوٹھی سے باہر پہنچ چکے تھے۔

"اب کیا پروگرام ہے۔"صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارے یہاں پہنچنے سے پہلے یہاں سے ایک مجرم نکل گیا ہے۔اسے تلاش کرنا ہے۔" عمران نے اپنی کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اس کا حلیہ۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مجھے کیا معلوم۔ میں نے اسے کوئی دیکھا ہے۔اگر حلیے کا زیادہ ہی اشتیاق ہے تو اپنے اپنے حلیے کے افراد ڈھونڈ لو۔" عمران نے سٹیرنگ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر دوسرے لمحے اس کی کار تیزی سے آگے بڑھتی گئی لیکن چوک پر پہنچتے ہی اسے ایک خیال آیا تو اس نے کار ایک کیفے کے سامنے روک دی اور پھر نیچے اتر آیا۔اسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ برونو یہاں سے لازماً کسی ٹیکسی پر گیا ہوگا۔اور ٹیکسی اسے چوک پر سے ہی مل سکتی ہے۔وہ ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھ گیا۔ ٹیکسی سٹینڈ کے ساتھ ہی ایک سگریٹ والے کا کھوکا تھا۔

"تقریباً ایک گھنٹہ پہلے میرا ایک دوست یہاں سے ٹیکسی پر بیٹھ کر گیا ہے۔وہ مجھے اپنا نیا پتہ بتانا بھول گیا ہے کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کسی ٹیکسی پر گیا ہے۔" عمران نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے تو بے شمار افراد جاتے رہتے ہیں جناب۔ ویسے آپ کے دوست کا حلیہ کیا ہے۔" سگریٹ والے نے نوٹ کو للچاتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے اس کا قد و قامت اور ڈومن سے حاصل کردہ برونو کا حلیہ بتا دیا۔کیونکہ اس کے علاوہ وہ اور کوئی حلیہ نہ جانتا تھا۔اور اگر برونو میک اپ میں ہوا تب تو سلسلہ ہی ختم ہو سکتا تھا۔

"ارے ہاں۔اس حلیے کے صاحب یہاں آئے تھے۔اس وقت صرف اسلم شاہ کی ٹیکسی موجود تھی۔اور اسلم شاہ میرے پاس سگریٹ کا پیکٹ لے رہا تھا۔میں نے ہی اسے سواری کے متعلق بتایا تھا۔کیونکہ وہ صاحب

ٹیکسی کے پاس رک کر یوں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے جیسے ڈرائیور کو تلاش کر رہے ہوں۔" سگریٹ والے نے چونکتے ہوئے کہا۔ عمران اس کے چہرے کے تاثرات سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

"اسلم شاہ کی ٹیکسی کا۔" عمران نے پوچھا۔

"مورس ہے اس کے پاس۔ ویسے صاحب۔ میں نے وں پر کبھی غور نہیں کیا۔ ویسے اسلم شاہ کا بھائی ساتھ والے کیفے میں ویٹر ہے۔شاید اسے معلوم ہو۔اس کا نام اکرم شاہ ہے۔اسلم شاہ زیادہ تر اس جگہ آتا جاتا رہتا ہے۔لیکن اس وقت نہیں ہے۔" سگریٹ والے نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے نوٹ سگریٹ والے کی طرف بڑھا دیا۔

"بڑی بڑی مہربانی آپ کی۔اب میں یقیناً اپنے دوست کو ڈھونڈ نکالوں گا۔" عمران نے کہا اور پھر مڑ کر ملحقہ کیفے کی طرف بڑھتا گیا۔

اس کے چہرے پر مسکراہٹ تیر رہی تھی۔اس نے گو اندھیرے میں تیر چلایا تھا۔ لیکن اب یہ برونو کی بدقسمتی تھی کہ ایک تو وہ اصل حلیے میں تھا اور پھر اتفاقاً ٹیکسی بھی اس وقت یہاں ایک ہی موجود تھی۔

کیفے میں پہنچ کر اس نے اکرم شاہ ویٹر کے بارے میں معلوم کیا۔تو پتہ چلا کہ اکرم شاہ ایک شادی کے سلسلے میں گذشتہ ایک ہفتے سے چھٹی پر ہے۔ عمران نے سر ہلا دیا۔اور پھر اس نے کیفے کی راہداری میں لگے ہوئے پبلک فون باکس سے بلیک زیرو کے ڈائل کئے۔

"ایکسٹو۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ صفدر نے کوئی رپورٹ دی ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔اس نے رپورٹ دی ہے کہ آپ انہیں لے کر اندر گئے۔تو کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی اور وہاں چار لاشیں موجود ہیں۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"سنو طاہر۔ جیگر فال کا سپیشل ایجنٹ برونو، صفدر وغیرہ کے جانے سے پہلے ڈی سلوا اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر کے نکل گیا ہے۔ میں نے اس بارے میں ابتدائی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ وہ سیٹلائٹ ٹاؤن کے پہلے چوک سے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر گیا ہے۔ اس ٹیکسی کے ڈرائیور کا نام اسلم شاہ ہے۔ تم ایسا کرو کہ صفدر کو کہہ دو کہ وہ اسلم شاہ نامی ڈرائیور کی ٹیکسی ڈھونڈھے۔ اور اس سے یہ معلومات حاصل کرے کہ اس نے سیٹلائٹ ٹاؤن سے اس کی ٹیکسی میں سوار ہونے والی سوار کو جس کے پاس ایک اٹیچی کیس بھی تھا کہاں اتارا ہے۔ جیسے ہی یہ رپورٹ ملے مجھے فلیٹ پر رنگ کر دینا۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اور صفدر کو وہیں رکنے کا کہنا۔" عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی اس کے ذمہ یہ کام لگا دیتا ہوں۔" بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اور باقی ممبروں کو بھی الرٹ رکھنا۔ برونو کو ہم نے فوری طور پر کور کرنا ہے۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسور رکھ دیا۔ اب وہ مطمئن انداز میں چلتا ہوا کیفے سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھتا گیا۔ اسے یقین تھا کہ وہ جلد ہی برونو کو ڈھونڈ نکالے گا۔

ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک دو منزلہ عمارت کے سامنے رک گئی۔ اس پر فلیٹی ہوٹل کا بڑا سا بورڈ نصب تھا۔

"جناب۔ یہ ہوٹل درمیانہ ٹائپ ہے۔ اور اکثر غیر ملکی سیاح یہیں ٹھہرتے ہیں۔" ڈرائیور نے مڑ کر پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے برونو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔" برونو نے کہا اور جیب سے ایک نوٹ نکال کر اس نے ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

ڈرائیور نے میٹر کو دیکھ کر کرایہ کاٹا اور باقی رقم برونو کے حوالے کر دی۔ جسے لے کر اس نے پہلے جیب میں ڈالا اور پھر وہ اٹیچی کیس اٹھا کر نیچے اتر آیا۔ اسے اس وقت رقم کی تو پرواہ نہ تھی۔ لیکن وہ کوئی ایسی حرکت نہ کرنا

چاہتا تھا۔

جس سے ٹیکسی ڈرائیور اسے عام مسافر کی بجائے کوئی خاص شخصیت سمجھتا۔ اٹیچی کیس لے کر وہ اس وقت تک وہیں کھڑا رہا۔ جب تک ٹیکسی آگے بڑھ کر اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔ اور پھر وہ ہوٹل کے گیٹ میں داخل ہو گیا۔ ہوٹل واقعی درمیانہ ٹائپ کا تھا۔ لیکن اس کے ہال میں خاص تعداد غیر ملکی افراد کی تھی۔ برونو کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"مجھے ایک کمرہ چاہیے۔" برونو نے اٹیچی کیس کاؤنٹر کے قریب رکھتے ہوئے کہا اور کاؤنٹر کلرک نے سر ہلاتے ہوئے کی بورڈ پر لٹکی ہوئی ایک چابی اتاری اور اسے کاؤنٹر پر رکھ کر اس نے رجسٹر اٹھایا۔

"آپ کے کاغذات۔" کاؤنٹر کلرک نے کہا۔

اور برونو نے خاموشی سے جیب میں موجود اپنا پاسپورٹ نکال کر اس کے سامنے پھینک دیا۔

اس پاسپورٹ پر برونو کی اصلی تصویر ہی چسپاں تھی لیکن یہاں اس کا نام مائیکل جانسن درج تھا۔ پاسپورٹ ویسٹرن کارمن کا جاری کردہ تھا۔ کاؤنٹر کلرک نے ایک نظر تصویر کو دیکھا اور پھر جلدی سے رجسٹر پر اندراجات کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"کتنے روز ٹھہریں گے۔" کاؤنٹر کلرک نے کہا۔

"فی الحال دو روز۔" برونو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ چار سو روپے دو روز کا کرایہ بنتا ہے۔" کاؤنٹر کلرک نے کہا۔

اور برونو نے جیب سے چار بڑے نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر پھینک دیئے۔ اور پھر رجسٹر پر مائیکل جانسن کے نام کے دستخط کر دیئے۔ کاؤنٹر کلرک نے قریب کھڑے ایک پورٹر کو اشارہ کیا۔

"صاحب کو دوسری منزل کمرہ پچیس میں پہنچا دو۔" کاؤنٹر کلرک نے پورٹر سے کہا اور پورٹر نے سر ہلاتے ہوئے اٹیچی کیس اٹھا لیا۔

"آیئے جناب۔" پورٹر نے برونو سے کہا اور لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

برونو سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کمرہ پچیس میں موجود تھا۔ اس نے پورٹر کو ٹپ دے کر فارغ کیا اور اس کے جانے کے بعد اس نے اٹیچی کیس الماری میں رکھ دیا۔ اور کرسی پر بیٹھ کر سوچنے لگا ۔ کہ اب وہ کس طرح کسی ایسی پارٹی کا کھوج نکالے جس کے ذریعے وہ محفوظ طریقے سے سرحد پار کر سکے ۔ ابھی وہ جٹھا سوچ رہا تھا کہ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور برونو چونک پڑا۔

"کون ہے۔" برونو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ویٹر سر۔ کوئی خدمت۔" باہر سے آواز آئی۔

"یس۔ کم ان۔" برونو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر ویٹر اندر داخل ہوا۔ برونو نے اسے غور سے دیکھا۔ اسے محسوس ہوا کہ ویٹر خاصا پرانا ہے اور اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اس کا تجربہ خاصا ہے۔

"میرے لیے ایک وہسکی کی بوتل لے آؤ۔ اور سنو تمہیں کتنا عرصہ ہو گیا ہے ویٹری کرتے۔" برونو نے سرسری سے لہجے میں کہا۔

"بیس سال ہو گئے ہیں جناب۔ کیوں صاحب۔ کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔" ویٹر نے چونکتے ہوئے پوچھا ۔

"ارے نہیں۔ دراصل مجھے ایک الجھن درپیش ہے۔ اگر تم معقول رقم کمانا چاہتے ہو تو میری الجھن کا حل بتا دو۔" برونو نے کہا۔

"رقم کی ضرورت نہیں۔ آپ کی خدمت ہمارا فرض ہے۔ آپ حکم فرمایئے۔" ویٹر نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے کسی ایسے آدمی سے ملنے کی ضرورت درپیش ہے جو کوئی خفیہ مال محفوظ طریقے سے ملک سے باہر بھجوانے کا ماہر ہو۔ برونو نے جیب سے دو نوٹ نکال کر ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر۔ یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ دارالحکومت میں بے شمار لوگ یہ کام کرتے ہیں۔ لیکن سر آپ کاشین بار کے مالک رالف سے مل لیں۔ وہی ایسے کاموں کا ماہر ہے۔ اور آدمی بھی بااصول ہے۔ جس چیز کا وعدہ کرے گا اسے ہر صورت میں پورا کرے گا۔" ویٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"کہاں ہے یہ بار۔" برونو نے پوچھا۔

"آسکر روڈ پر جناب۔ بڑی مشہور بار ہے۔" ویٹر نے جواب دیا۔

"لیکن میں یہاں اجنبی ہوں۔" برونو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کوئی بات نہیں سر۔ وہ صرف دولت سے ہی واقف ہے۔ انسانوں سے واقفیت کی اسے ضرورت نہیں ۔" ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور برونو بھی ہنس دیا۔

"گڈ۔ تم واقعی اچھے آدمی ہو۔ یہ لو اپنا انعام۔ اور مجھے بوتل لا دو۔" برونو نے ہنستے ہوئے کہا اور اس نے وہ دونوں نوٹ ویٹر کی طرف بڑھا دیئے۔

ویٹر نے جھپٹ کر وہ دونوں نوٹ لیے اور پھر سلام کرتا ہوا وہ واپس مڑ گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی برونو تیزی سے اٹھا اور اس نے اٹیچی کیس اٹھایا اور باہر راہداری میں آ گیا۔ لیکن وہ لفٹ کی طرف جانے کی بجائے برآمدے کے اختتام کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اس نے آتے ہوئے فائر ڈور کے الفاظ پڑھ لیے تھے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ دروازہ ہوٹل میں آگ لگ جانے کی صورت میں ایمرجنسی کے طور پر کام آتا ہو گا۔ چنانچہ وہ تیزی

سے دروازے کے پاس پہنچا اور اس نے

ہینڈل دبایا تو دروازہ کھل گیا۔ برونو جانتا تھا کہ ایسے دروازوں کو لاک نہیں رکھا جاتا۔ تاکہ ایمر جنسی کی صورت میں روکاٹ نہ بن جائیں۔

دوسری طرف اس کی توقع کے مطابق لوہے کی سیڑھی نیچے سائیڈ گلی میں اتر رہی تھی۔ برونو نے دوسری طرف جا کر دروازہ بند کیا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ وہ ویٹر کے بوتل لے کر واپس کمرے میں آنے سے پہلے اس ہوٹل سے کافی فاصلے پر پہنچ جانا چاہتا تھا۔ یہ سارا اس نے اپنی محتاط فطرت کے طور پر کیا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس اگر چھان بین کرے تو وہ اس تک نہ پہنچ سکے۔ سیڑھیاں اتر کر وہ گلی میں آیا۔ اور پھر وہاں سے چلتا ہوا وہ سڑک پر آگیا۔ سڑک پر پہنچتے ہی اس کی نظریں سڑک پار ایک سپر سٹور پر پڑ گئیں۔ اور برونو سر ہلاتا ہوا سڑک پار کر کے اس سپر سٹور میں گھس گیا۔ اس نے یہاں سے میک اپ کا جدید ترین سامان لینے کے ساتھ ساتھ ایک بڑا بریف کیس خرید لیا۔ اس نے یہ خریداری مختلف کاؤنٹرز سے کی تھی۔ تاکہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو سکے کہ وہ چہرے بدل دینے والے میک اپ کا سامان خرید رہا ہے۔ سپر سٹور سے خریداری کے بعد وہ باہر نکلنے ہی والا تھا کہ اس نے سپر سٹور کی سائیڈ میں بنے ہوئے باتھ روم کو دیکھ لیا۔ اور دوسرے لمحے وہ اندر داخل ہو گیا۔ یہ باتھ روم چونکہ بالکل علیحدہ سائیڈ پر بنا ہوا تھا۔ اس

لیے ظاہر ہے اسے کوئی اندر جاتے ہوئے خصوصی طور پر چیک نہ کر سکتا تھا۔ باتھ روم میں داخل ہوتے ہی اس نے اٹیچی کیس کھولا اور اس میں رکھے ہوئے فالتو جوڑے کو باہر نکال کر اس نے اپنا لباس اتار کر پہن لیا۔ اس کے بعد باتھ روم کے آئینے میں اس نے اپنا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ وہ اس بار مقامی میک اپ کر رہا تھا۔ چنانچہ پندرہ منٹ بعد جب اس نے فائنل ٹیچز دینے کے بعد ہاتھ روکا تو وہ ایک مقامی آدمی کے روپ میں

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

آ چکا تھا۔ اس نے اپنا چہرہ اس حد تک بدل لیا تھا کہ اب اسے غیر ملکی کے طور پر کوئی نہ پہچان سکتا تھا۔ آئینے میں اچھی طرح تسلی کر لینے کے بعد اس نے بلیو کیپسول والی ڈبیا کے متعلق اطمیان کیا کہ وہ نئے لباس کی خفیہ جیب میں پہنچ چکی ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنے کاغذات کو باہر نکالا اور لائٹر کی مدد سے ان کو آگ لگا دی۔ تاکہ اس سلسلے میں کوئی ثبوت باقی نہ رہے۔ مقامی میک اپ کے بعد ان کاغذات کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔ اور اگر ضرورت پڑ بھی جاتی تو اسے معلوم تھا کہ دولت خرچ کرنے سے ایسے کئی سیٹ دوبارہ بنوائے جا سکتے ہیں۔ ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر اس نے اپنا پرانا اور نیا اٹیچی کیس اٹھایا اور باتھ روم کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ چند لمحے ادھر ادھر دیکھنے کے

بعد وہ بجائے مین روڈ پر جانے کے عقبی دروازے سے ہوتا ہوا ایک تنگ سی گلی میں آ گیا۔ اور اس نے ایک کوڑے کے بڑے سے ڈرم میں پرانا اٹیچی کیس اچھال دیا۔ اب وہ نیا بریف کیس اٹھائے بڑے اطمیان سے چلتا ہوا دوبارہ مین رودڈ پر آ گیا اور پھر وہ پیدل ہی آگے بڑھتا گیا۔ یہ شہر کا وسطی علاقہ تھا۔ اس لیے جلد ہی اسے ایک اور ہوٹل نظر آ گیا۔ یہ ہوٹل پہلے ہوٹل سے کہیں زیادہ شاندار نظر آ رہا تھا۔ وہ اطمینان سے اندر گیا اور پھر اسے بغیر کسی تردد کے وہاں کمرہ مل گیا۔ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ اگر انٹیلی جینس یا سیکرٹ سروس اسے تلاش بھی کر رہی ہو گی تو اب وہ ان کے ہاتھ نہیں آ سکے گا۔

کمرے میں پہنچ کر اس نے روم سروس سے کھانا وہیں کمرے میں منگوایا۔ اور اطمیان سے کھانا کھا کر اور آدھی بوتل وہسکی کی حلق میں انڈیل کر وہ پوری طرح فریش ہو گیا۔ جب ویٹر برتن اٹھا کر لے گیا تو اس نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور ہوٹل ایکسچینج کے آپریٹر سے آسکر روڈ پر واقع کاشین بار کا ملانے کو کہا۔ چند ہی لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو۔ کاشین بار۔" دوسری طرف سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"میں مسٹر رالف سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس ان کے لیے ایک بڑا کام ہے۔" برونو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کون صاحب بات کر رہے ہیں۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میرا نام مارٹی ہے۔ لیکن مسٹر رالف مجھ سے واقف نہیں ہے۔ مجھے ان کے متعلق کہیں سے ٹپ ملی ہے ۔" برونو نے جواب دیا۔

"کام کیا ہے۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"یہ تو مسٹر رالف کو ہی بتایا جا سکتا ہے۔" برونو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ مسٹر رالف اجنبی افراد سے نہیں ملا کرتے۔ آپ کہیں اور ٹرائی کریں۔" دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"سوچ لیجئے۔ کام بڑا ہے۔ اور مجھے بتایا گیا ہے کہ مسٹر رالف انتہائی بااصول اور نڈر آدمی ہیں۔" برونو نے کہا۔

"آپ کو درست بتایا گیا ہے۔ لیکن ویری سوری۔ اب آپ دوبارہ فون کرنے کی کوشش نہ کریں۔" دوسری طرف سے کرخت لہجے میں کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

برونو نے برا سا منہ بناتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ رالف نے اسے بے حد مایوس کیا تھا۔ اور اب وہ سوچنے لگا کہ کہ آخر کس طرح یہاں سے نکلے۔ چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے یہی فیصلہ کیا کہ یہاں سے ٹرین کے ذریعے کسی سرحدی شہر میں چلا جائے۔ اور پھر وہاں سے کوئی نہ کوئی بندوبست ہو ہی جائے گا۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہ سٹیشن پہنچ جائے گا۔ اور پھر اسے سرحدی شہر میں جانے کے لیے کوئی نہ کوئی ٹرین مل ہی جائے گی۔ یہی سوچتا ہوا وہ کسی سے اٹھا اور بیڈ پر لیٹ گیا۔

ابھی اسے بیڈ پر لیٹے ہوئے چند منٹ ہی گزرے تھے کہ دروازے پر زور سے دستک ہوئی۔

"یس۔" برونو نے چونک کر اٹھتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ دروازہ کھلتے ہی دو لمبے تڑنگے نوجوان اوور کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اندر داخل ہوئے۔ ان کے چہروں سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ آنے والے کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔

"آپ نے رالف سے بات کرنے کے لیے کہا تھا۔" ایک نوجوان نے قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

"کیوں۔" برونو نے الجھن آمیز لہجے میں کہا۔

"ہم آپ کو لینے آئے ہیں۔ تاکہ آپ کی ملاقات مسٹر رالف سے کرا دی جائے۔" اسی نوجوان نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"لیکن اس نے تو کام کرنے سے جواب دے دیا تھا۔ برونو نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا ایک ہاتھ کوٹ کی

جیب میں تھا۔ جس میں ریوالور موجود تھا۔ اور وہ ہر قسم کی سچوئشن سے نپٹنے کے لیے پوری طرح تیار تھا۔

"ہمارا طریقہ یہی ہے۔ ہم براہ راست بات نہیں کرتے۔ ہم نے آپ کی کال ٹریس کی اور پھر یہاں پہنچ گئے ۔ یہ حفاظتی طریقہ کار ہے۔ تاکہ غلط آدمی ہمیں استعمال نہ کر سکے۔ اب آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم آپ کو باس تک پہنچا دیں گے۔ اس کے بعد اگر آپ کی بات طے ہو گئی تو ٹھیک۔ ورنہ آپ کو یہاں واپس پہنچا دیا جائے گا۔ اور ہم بھول جائیں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔ باس بد یانتی نہیں کرتا۔ وہ ہر کام بااصول طریقے سے کرنے کا عادی ہے۔" اس نوجوان نے کہا اور برونو نے سر ہلا دیا۔ اور پھر اس نے اپنا بریف کیس اٹھایا اور ان کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ ہال کے باہر ان کی سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ برونو ان کے کار میں بیٹھ گیا اور دوسرے لمحے کار مین روڈ پر دوڑنے لگی۔

عمران نے کار فلیٹی ہوٹل کے سامنے روکی اور پھر جیسے ہی وہ نیچے اترا۔ اس نے صفدر کو مین گیٹ سے نکلتے

ہوئے دیکھا۔ صفدر کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی تھی۔

"کیا ہوا صفدر۔ کیا پنچھی اڑ گیا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں عمران صاحب۔ وہ آدمی تو بہت تیز ہے۔ اس نے یہاں کمرہ لیا۔ دو روز کی رقم ایڈوانس جمع کرائی اور پھر ویٹر کو وہسکی کی بوتل کا کہہ کر وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔" صفدر نے جواب دیا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہی شخص تھا۔" عمران نے پوچھا۔

"میں نے اسلم شاہ سے اس کا حلیہ اور لباس کے متعلق

معلومات حاصل کر لی تھیں۔" صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ ویٹر ڈیوٹی پر ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ خاصا ہوشیار ویٹر ہے۔ بڑی مشکل سے بات کرنے پا آمادہ ہوا تھا۔" صفدر نے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ۔" عمران نے کہا اور مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

لابی میں پہنچ کر عمران نے صفدر کو اس ویٹر کو بلانے کے لیے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ ویٹر صفدر کے ہمراہ وہاں پہنچ گیا۔

"ارے۔ بڑے بھائی تم۔ کمال ہے یار۔ تمہارے تو سر کے بال سفید ہو گئے۔" عمران نے یوں آگے بڑھ کر ویٹر سے بغل گیر ہوتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ بڑی مدتوں کے بعد کسی عزیز ترین ہستی سے مل رہا ہو۔

"جج۔ جج۔ جی۔" ویٹر نے بری طرح بوکھلاتے ہوئے اپنے آپ کو چھڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

"یار۔ میں وہ پانچ سو روپے تھوڑے مانگ رہا ہوں جو تم نے پچھلی بار مجھ سے ادھار لیے تھے۔ میں تو بس تم سے ملنے آگیا تھا۔ میں نے سوچا بڑے بھائی کو اگر ضرورت ہو تو اور رقم دے آؤں۔" عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے جناب۔ میری تو آپ سے کبھی ملاقات نہ ہوئی۔" ویٹر نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ ہاں بڑے بھائی۔ مجھے بھی یاد آ رہا ہے کہ تم سے پہلے ملاقات نہیں ہوئی۔ لیکن۔ چلو اب تو ہو گئی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک بڑا سا نوٹ نکال لیا۔

"چلو کوئی بات نہیں۔ ملاقات کا بہانہ تو ہونا چاہیے۔ یہ لو میری طرف سے بچوں کو مٹھائی لے دینا۔" عمران نے دو نوٹ زبردستی ویٹر کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"جج۔ جج۔ مگر۔" ویٹر اتنا بڑا نوٹ دیکھ کر ہی بوکھلا گیا۔

"یار۔ آج کل بڑی مہنگائی ہو گئی ہے۔ مجھے معلوم ہے لیکن اب کیا کروں۔ حکومت نے اس سے بڑا نوٹ چھاپا ہی نہیں۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مگر آپ چاہتے کیا ہیں۔" "آپ کے ساتھی کو تو میں نے بتا دیا ہے کہ مجھے اس نے وہسکی کی بوتل لانے کے لیے کہا جب میں واپس آیا تو وہ سامان سمیت غائب ہو چکا تھا۔" ویٹر نے کہا۔

"غائب ہونے سے پہلے اس نے یقیناً پوچھا ہو گا کہ وہ کسی دادا سے ملنا چاہتا ہے۔" عمران نے بغور ویٹر کی آنکھوں میں

دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن صاحب۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اگر مینیجر کو معلوم ہو گیا کہ میں نے گاہکوں کا سیکرٹ آوٹ کیا ہے تو۔۔۔" ویٹر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"تو کوئی بات نہیں۔ تمہیں ہم سیکرٹ سروس میں نوکر رکھ دیں گے۔" عمران نے کہا اور صفدر بے اختیار مسکرا

دیا۔

"اوہ صاحب۔آپ پہلے بتادیتے۔صاحب۔"ویٹر سیکرٹ سروس کا سنتے ہی گھبرا گیا۔اوراس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر نوٹ واپس نکالنے کی کوشش کی۔

"رہنے دو بڑے بھائی۔اسے ایڈوانس تنخواہ سمجھ لواور ہاں سنو۔مجھے صحیح بتانا۔ورنہ تمہارے بچے بے چارے تمہاری راہ ہی تکتے رہ جائیں گے۔"عمران نے یک لخت لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

اور ویٹر نے جلدی سے وہ ساری بات بتادی جواس نے برونو سے کہی تھی۔رالف کے بارے میں بھی اس نے بتادیا۔

"بس ٹھیک ہے۔اب تمہاری نوکری پکی۔"عمران نے مسکراتے ہوئے کہااور پھر وہ تیزی سے واپس گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔صفدراس کے پیچھے تھا۔

"آپ کو کیسے خیال آگیا کہ ابھی بات رہتی ہے۔مرے
سامنے تواس نے پروں پر پانی نہ پڑنے دیا تھا۔صفدر نے کہا۔

"برونو سپیشل ایجنٹ ہے صفدر۔وہ صرف یہاں کمرے بدلنے نہیں آیا۔اب بھی وہ کہیں جاکر میک اپ تبدیل کرے گااوراس کے بعد وہ رالف سے بات کرے گا۔"عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم کاشین بار پہنچو۔ذرااس رالف سے بھی دو دو باتیں ہو جائیں۔"عمران نے اپنی کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہااور صفدر سر ہلاتا ہوااپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران کی کار کاشین بار کے قریب جاکر رکی۔عمران نے نیچے اتر کر کار لاک کی۔اور پھراس وقت تک وہیں کھڑا رہا جب تک صفدر بھی اپنی کار میں وہاں پہنچ نہیں گیا۔اور پھر وہ دونوں اکھٹے ہی بار میں داخل ہوئے۔بار زیر زمین دنیا سے تعلق رکھنے والے افراد سے بھری ہوئی تھی۔ایک طرف کاؤنٹر پر ایک

نوجوان بڑے چوکنے انداز میں کھڑا ہوا تھا۔عمران تیز تیز قدم اٹھاتا کاونٹر کے پاس پہنچا۔

"رالف سے کہو۔سپرنٹینڈنٹ فیاض کا ایک خصوصی پیغام ہے۔"عمران نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔سپرنٹنڈنٹ فیاض۔وہ سنٹرل انٹیلی جنس والے۔"نوجوان نے بری طرف چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں بالکل وہی۔جلدی بولو۔ورنہ ہو سکتا ہے تمہارے باس کا لمبا نقصان ہو جائے۔سپلائی پر چھاپہ پڑ سکتا ہے۔"عمران نے کہا۔اس کے چہرے پراس وقت گہری سنجیدگی تھی۔

"سپلائی پر چھاپہ۔مگر باس تواس وقت یہاں موجود نہیں ہیں۔وہ کسی پارٹی سے ملاقات کے لیے گئے ہوئے ہیں۔"نوجوان نے سپلائی پر چھاپے کا سنتے ہی بوکھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"جہاں بھی ہو۔اس سے بات کراؤ۔ورنہ بعد میں ہمیں شکایت نہ کرنا کہ ہم ماہانہ بھی دیتے ہیں اور ہمارا مال بھی پکڑا جاتا ہے۔عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔آپ تشریف رکھیں۔میں پتہ کراتا ہوں۔"نوجوان نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔اوراس کے ساتھ ہی اس نے ریسیور اٹھالیااور ایک ڈائل کرنے لگا۔

"میلکم بول رہا ہوں جناب۔کیفے سے۔انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض نے دوانسپکٹر بھیجے ہیں۔وہ آپ سے فوری طور پر ملنا چاہتے ہیں۔کسی سپلائی پر چھاپے کا مسئلہ ہے۔"نوجوان نے کہااوراس نے خود ہی عمران اور صفدر کو سی آئی ڈی انسپکٹر بھی بنادیا۔

ظاہر ہے اس نے آئیڈیا لگایا تھا کہ سپرنٹنڈنٹ انسپکٹروں کو ہی بھیج سکتا ہے۔اب ڈائریکٹر جنرل کو تو بھیجنے سے رہا۔

"لیجئے جناب۔آپ خود بات کر لیجئے۔باس فون پر ہیں۔"نوجوان نے ریسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس۔انسپکٹر رحمان بول رہا ہوں۔" عمران نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

"انسپکٹر رحمان۔ لیکن اس سے پہلے تو آپ کا نام کبھی نہیں سنا۔" دوسری طرف سے ایک کرخت لیکن حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اب تو سن لیا ہے۔آپ فوراً ملیں۔ ورنہ بعد میں ہم آپ کے ہونے والے بڑے نقصان کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"آپ پیغام دے دیں۔ میں اس وقت مصروف ہوں۔" دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا گیا۔

"چلیے ٹھیک ہے۔ جب آپ کو فرصت مل جائے تو سپرنٹنڈنٹ فیاض سے رابطہ قائم کر لیجئے۔ ہم ہی فارغ پھرتے ہیں آپ کی نظر میں۔" عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے رالف کی بات بیحد بری لگی ہو۔

"آؤ انسپکٹر۔ اب ہمارا باس جانے اور ان کا باس۔ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔" عمران نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا اور صفدر بھی کندھے اچکاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

کیفے کے ساتھ ہی ایک میڈیکل سٹور تھا۔ جس کے ساتھ برآمدے میں پبلک فون بوتھ موجود تھا۔ عمران نے صفدر کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا فون باکس میں داخل ہو گیا۔ اس نے سکے ڈال کر انکوائری سپروائزر کے ڈائل کیے۔

"یس۔ انکوائری سپروائزر۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض انٹیلی جنس بیورو۔" عمران نے انتہائی سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"اوہ۔ یس سر۔ حکم فرمایئے سر۔" دوسری طرف سے بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ایک فون بتاتا ہوں۔ اس فون کا پتہ بتاؤ۔ لیکن خوب سوچ کر۔ غلط نہیں ہونا چاہیے۔ ورنہ۔۔۔" عمران نے لہجے کو اور زیادہ کرخت کرتے ہوئے کہا۔

"سر۔ آپ حکم فرمائیں سر۔ ہم تو خادم ہیں۔ غلطی کیسی سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اسے وہ فون بتا دیا جو اس کے سامنے کاؤنٹر مین نے ڈائل کیا تھا۔

"ایک منٹ ہولڈ فرمایئے۔ میں چیک کر لوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد آواز دوبارہ سنائی دی۔

"سر۔ پتہ نوٹ فرمایئے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بولو۔" عمران نے کہا۔

"سر۔ یہ فون ڈاکٹر برکلے انفسٹن روڈ کوٹھی ۱۲ میں نصب ہے۔ ڈاکٹر برکلے کے نام پر۔" سپروائزر نے جواب دیا۔

"اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔" عمران نے زور دے کر کہا۔

"یس سر۔ میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے۔" سپروائزر نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں ہے کہ اٹ از ٹاپ سیکرٹ۔" عمران نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں سمجھتا ہوں سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔" سپروائزر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے اوکے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

"آؤ صفدر۔" عمران نے فون باکس سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"پتہ لگ گیا۔"

صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ الفنسٹن سٹریٹ پر ڈاکٹر بر کلے کی کوٹھی میں وہ موجود ہے۔ آؤ۔" عمران نے کہا۔ اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

صفدر نے اپنی کار سنبھالی۔ اور پھر دونوں کاریں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئیں الفنسٹن روڈ۔ کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

برونو کو ایک خاصی بڑی کوٹھی میں لے جایا گیا۔ جہاں دس کے قریب مشین گنوں سے مسلح افراد برآمدے میں بڑے مستعدانہ انداز میں پہرہ دے رہے تھے۔ کار پورچ میں رکتے ہی دونوں نوجوان باہر آئے۔ برونو بھی بریف کیس سنبھالے باہر آ گیا۔

"آیئے ہمارے ساتھ۔" نوجوان نے کہا۔

اور پھر وہ برونو کو ہمراہ لیے اندرونی عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچے جسے انتہائی خوبصور انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک دبلا پتلا اور بانس کی طرح لمبا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں گو بٹنوں جیسی تھیں لیکن ان میں کوبرا سانپ جیسی چمک تھی۔

"باس۔ مسٹر مارٹی۔" برونو کو لے آنے والے نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ مسٹر مارٹی۔ تشریف لایئے۔ میرا نام رالف ہے۔" دبلے پتلے آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

برونو بڑے اطمیان سے چلتا ہوا کرسی کی طرف بڑھا اور اس نے بریف کیس ایک طرف رکھ کر کرسی سنبھال

لی۔

برونو کو لے آنے والے دونوں نوجوان بڑے مؤدبانہ انداز میں دروازے کے قریب ہی کھڑے ہو گئے۔

"مجھے افسوس ہے مسٹر مارٹی۔ کہ آپ کو اس انداز میں یہاں آنا پڑا۔ لیکن یہ ہمارے حفاظتی نظام کا سلسلہ ہے ۔ اس طرح ہم بہت سی الجھنوں سے بچ جاتے ہیں۔" رالف نے پتلے پتلے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ویسے مجھے آپ کا یہ طریقہ پسند آیا ہے۔" برونو نے کہا۔

"آپ اب کھل کر بات کریں کہ آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔" رالف نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں ایک آدمی کو خفیہ طور پر سرحد پار کرانا چاہتا ہوں۔ انتہائی محفوظ طریقے سے کافرستان کی سرحد ۔" برونو نے کہا۔

"اس کے ساتھ مال کیا ہو گا۔" رالف نے کہا۔

"بس وہ اکیلا آدمی۔ کوئی مال نہیں۔" برونو نے جواب دیا۔

"وہ آدمی کون ہے۔" رالف نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"اس سے آپ کو کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔ آپ رقم بتائیں۔" برونو نے خشک لہجے میں کہا۔

"مم۔ مطلب یہ ہے کہ وہ آدمی اپنی رضامندی سے جائے گا یا اسے بے ہوش کر کے لے جایا جائے گا۔ کوئی اہم شخصیت ہے ملک کی۔ کوئی سائنس دان وغیرہ۔" رالف نے کہا۔

"ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ بس ایک عام سا آدمی ہے اور خود جائے گا۔ اور وہ آپ سے مکمل تعاون کرے گا۔" برونو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اس کھیل کو سمجھا نہیں مسٹر مارٹی۔ آپ کھل کر بتائیں تا کہ میں اچھی طرح سمجھ کر ہاں یا نہ کروں۔ میں بااصول آدمی ہوں۔ اور ایک بار ہاں کرنے کے بعد چاہے دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے کام کو ہر صورت میں

مکمل کرتا ہوں اور گارنٹی کے ساتھ۔" رالف نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر سن لیجئے کہ وہ آدمی میں ہوں جو سرحد پار کرنا چاہتا ہوں۔" برونو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ جانا چاہتے ہیں۔" رالف نے اسے
غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب بولیے۔ آپ کتنی رقم میں یہ کام کر سکتے ہیں۔" برونو نے کہا۔

"آپ کو چیک کرنے والی ایجنسی کون سی ہو سکتی ہے۔" رالف نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کوئی بھی نہیں۔ اور سب ہی ہو سکتی ہیں۔" برونو نے مبہم سے لہجے میں جواب دیا۔

"مسٹر مارٹی۔ دراصل آپ ہم پر اعتماد نہیں کر رہے۔ اور ویسے آپ کو کرنا بھی نہیں چاہیے۔ کیونکہ آپ کا اور ہمارا یہ پہلا کام ہے لیکن صورت حال جس قدر واضح ہو اس قدر ہم دونوں کا فائدہ ہے۔ پہلے تو آپ یہ بتائیے کہ آپ کا حدوار بعہ اصل ہے کیا۔" رالف نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"حدوار بعہ سے کیا مطلب۔ میرا نام مارٹی ہے۔ اور میں سرحد پار کرنا چاہتا ہوں۔ اور آپ اس سلسلے میں مجھ سے رقم طے کر لیں۔" برونو نے اس بار قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کا اصل نام مارٹی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ آپ میک اپ میں ہیں۔ اس لیے آپ کی یہ اصل شکل نہیں ہے۔ اصل شکل جو بھی ہو بہر حال یہ بات طے ہے کہ آپ مقامی نہیں بلکہ غیر ملکی ہیں ۔ اور ایسے معاملات میں
آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ جس کھیل کو آپ مختصر طور پر پیش کر رہے ہیں اس کا پس منظر بے حد گہرا بھی ہو سکتا ہے"۔۔۔ رالف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"اگر ایسا ہو بھی سہی جیسا آپ کہہ رہے ہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔ سنیئے مسٹر رالف۔۔۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا آپ اگر معاہدہ کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک۔ ورنہ میں کوئی اور راستہ تلاش کر لوں گا۔۔ ۔ یہ تو سیدھا سادھا سودا ہے اور"۔۔۔ برونو نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"او کے۔۔۔ اگر آپ ایسا چاہتے ہیں تو ایسا ہی سہی۔ آپ کب جانا چاہتے ہیں"۔۔۔ رالف نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اگر آپ چاہیں تو میں ابھی تیار ہوں۔۔۔ برونو نے جواب دیا۔

"ابھی۔۔۔ اوہ۔۔۔ یہ بات نہیں۔۔۔ کم از کم دو تین دن تو لگ ہی جائیں گے۔ آپ کے کاغذات تیار کرانے پڑیں گے۔ اس کے بعد کام آگے بڑھ سکتا ہے۔۔۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ کام خاصا جدوجہد کا ہو گا۔ لیکن آپ بے فکر رہیں رالف کے لئے یہ کام مشکل نہیں ہے۔۔۔ آپ کو خیریت سے کافرستان پہنچا دیا جائے گا"۔۔۔ رالف نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ برونو کوئی جواب دیتا میز پر پڑے
ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس رالف"۔۔۔ رالف نے سخت لہجے میں کہا۔

"میلکم بول رہا ہوں جناب۔۔۔ بار سے"۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور پھر اس نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کے انسپکٹروں کی آمد اور سپلائی پر چھاپہ والی بات کہی۔

رالف کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے اور اس نے انسپکٹر سے براہ راست بات کرنی شروع کر دی لیکن جلد ہی رابطہ ختم ہو گیا۔۔۔ رالف چند لمحے بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے تیزی سے گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس۔۔۔ پی اے ٹو سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس۔"

دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"فیاض صاحب سے بات کرائیں۔۔۔ میں کاشین بار سے رالف بول رہا ہوں"۔۔۔ رالف نے کہا اور پھر دوسری طرف سے کوئی بات سن کر انتظار کرنے لگا۔

"یس۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض آن دی لائن۔۔۔ کیا بات ہے رالف"۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کی سخت اور تحکمانہ آواز سنائی دی۔

"مسٹر سپرنٹنڈنٹ صاحب۔۔۔ ایک بات میں نے آپ سے پوچھنی ہے۔ یہ آپ کے انسپکٹر رحمان کیا بات کرنے آئے ہیں بار میں"۔۔۔ رالف نے سخت لہجے میں کہا۔

انسپکٹر رحمان۔۔۔ کیا تم نشے میں ہو۔ رحمان نام کا کوئی

انسپکٹر ہمارے محکمہ میں نہیں ہے"۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاضنے تی لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ یہی بات تو میں سوچ رہا تھا۔۔۔ بہر حال ٹھیک ہے۔۔۔ تھینک یو"۔۔۔ رالف نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے مسٹر مارٹی۔۔۔ میں دس لاکھ روپے لوں گا اور آپ بحفاظت سرحد پار کر جائیں گے"۔۔ رالف نے اس بار قدرے بے چین لہجے میں کہا۔

"مجھے منظور ہے۔۔۔ رقم آدھی پیشگی اور آدھی سرحد پار کرنے کے بعد"۔۔۔ برونو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ معقول بات ہے"۔۔۔ رالف نے کہا۔ اور برونو نے اوور کوٹ کی جیبوں سے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر رالف کے سامنے میز پر رکھنی شروع کر دیں۔

سنبھالیے پانچ لاکھ۔۔۔ اور اب بتائیے کہ مجھے کتنا انتظار کرنا ہوگا۔ بہر حال میرے لئے ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

برونوں نے کہا۔

"زیادہ نہیں آج رات آپ کو سرحد پار پہنچا دیا جائے گا۔ میرے آدمی آپ کو اب واپس ہوٹل پہنچا دیتے ہیں۔ اور رات کو آپ کو وہاں سے لے لیں گے"۔۔ رالف نے کرسی سی سے اٹھتے ہوئے کہا اور برونوں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں منتظر رہوں گا"۔۔ برونوں نے کہا۔

اور پھر رالف نے اپنے آدمیوں کو ہدایت دینی شروع کر دی۔۔۔ اور پھر انہی نوجوانوں نے جو برونو کو لے آئے تھے۔ اپنے ساتھ انے کا اشارہ کیا اور برونو رالف سے مصافحہ کر کے ان کے ساتھ کمرے سے نکل آیا۔

چند لمحوں بعد سیاہ انگ کی کار میں بیٹھا وہ واپس ہوٹل کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔۔۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔ اسے رالف کی شخصیت پسند آئی تھی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ بااصول اور کھرا آدمی ہے اور ایسے آدمی دھوکہ نہیں دیا کرتے۔

عمران اور صفدر کی کاریں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتی ہوئیں لفسٹن روڈ کی کوٹھی بارہ کے قریب پہنچ گئیں۔ اسی لمحے انہوں نے ایک سیاہ رنگ کی کار کو کوٹھی سے باہر نکل کر بائیں طرف جاتے دیکھا۔۔۔ اس میں تین مقامی آدمی سوار تھے۔ دو آگے بیٹھے ہوئے تھے جب کہ تیسرا پچھلی نشست پر تھا۔

"صفدر۔۔۔ تم اس کار کے پیچھے جاؤ۔۔۔ اور مکمل نگرانی کرنا میں ذرا ڈاکٹر برکلے کا حدود اربعہ معلوم کر لوں"۔۔۔ عمران نے صفدر کو تیز لہجے میں کہا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کار موڑی اور سیاہ رنگ کی کار کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔

عمران نے کار کی سیٹ اٹھا کر ایک ریوالور نکالا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ کار سے اتر آیا اور سیدھا کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے پھاٹک کے ساتھ ستون پر نصب کال بیل کا بٹن پریس کیا۔۔۔ اور اسے اس وقت

تک پریس کئے رکھا جب تک پھاٹک کی کھڑکی نہ کھل گئی۔۔۔دوسرے لمحے ایک لمبا تڑنگا آدمی باہر نکلا۔اس کے چہرے پر شدید جھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔۔۔لیکن عمران کو دیکھتے ہی اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

''پرنس۔۔۔آپ'' ۔۔اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔۔۔ میکی تم۔۔۔اور یہاں میں تو تمہیں پاگل خانے چھوڑ آیا تھا''۔۔۔عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور میکی بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ کے بعد اس پاگل خانے میں کیا رہ گیا تھا''

میکی نے جواب دیا۔

اور عمران اس کے خوبصورت فقرے پر ہنس پڑا۔

''گڈ۔۔۔اس کا مطلب ہے کہ پاگل خانے کی ہوا راس آگئی'' بہر حال تم یہاں کیسے۔۔۔کیا ڈاکٹر پرکلے کے شاگرد بن گئے ہو۔۔۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر برکلے۔۔۔اوہ۔۔۔تو آپ ڈاکٹر برکلے سے ملنے آئے ہیں''۔۔۔میکی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں تو رالف سے ملنے آیا ہوں۔۔۔کاشین بار کے رالف سے''۔۔۔عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''لیکن۔۔۔پرنس۔۔۔یہاں تو۔۔۔''میکی نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''ہچکچانے کی ضرورت نہیں۔۔۔مجھے معلوم ہے کہ رالف یہاں موجود ہے۔ابھی اس کے بارے بار کے کاؤنٹر میں نے یہاں فون کیا تھا۔۔۔وہ تو مجھے سی آئی ڈی انسپکٹر رحمان ہی سمجھتا رہا۔اس لئے اس نے بمبر چھپانے کی کوشش نی کی جس پر رالف سے بات کر رہا تھا''۔۔۔عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔۔۔تو آپ اس طرح یہاں پہنچ گئے۔بہر حال آیئے میں باس سے بات کرتا ہوں'' ۔۔ میکی نے کہا اور

مڑ کر کھڑکی میں غائب ہو گیا۔

عمران بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہوا۔کوٹھی کے برآمدے میں تین مسلح افراد موجود تھے۔۔۔جو حیرت سے میکی اور عمران کو دیکھ رہے تھے۔

''یہ کون ہے میکی''۔۔۔ایک نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یہ باس کا مہمان ہے۔۔۔میں جانتا ہوں اسے''

میکی نے بھی اسی طرح کرخت لہجے میں جواب دیا۔

اور وہ آدمی خاموشی سے سر ہلا کر رہ گیا۔میکی عمران کو ہمراہ لئے ایک راہداری سے گزر کر ایک کمرے کے دروازے پر رکا۔

''باس۔۔۔میکی حاضر ہو سکتا ہے''۔۔۔اس نے دروازے باہر رک کر اونچی آواز میں کہا۔

''یس۔۔۔کم ان''۔۔۔اندر سے کرخت آواز سنائی دی اور میکی نے دروازہ کھول کر عمران کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔

''مم۔۔۔مم۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔جس کی آواز اتنی کرخت ہو وہ کتنا کرخت ہو گا۔۔۔کہیں مرنا نہ شروع کر دے''۔۔۔عمران نے انتہائی خوف زدہ لہجے میں کہا۔

''میکی۔۔۔کون ہے تمہارے ساتھ''۔۔۔اندر سے چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور میکی عمران کو بازو سے پکڑے اندر داخل ہو گیا۔عمران اس طرح خوف زدہ اور سہمے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا جیسے بچہ پہلی بار کلاس روم میں داخل ہو رہا ہو۔۔۔میز کے پیچھے بیٹھا ہوا دبلا پتلا مگر بانس کی طرح لمبا ادھیڑ عمر آدمی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

''کون ہے یہ''۔۔۔بولنے والے کا لہجہ اب بھی کرخت تھا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ معاف کر دیجئے۔۔۔ آئندہ سبق یاد کر کے آؤں گا"۔۔ عمران نے یوں کانوں پر ہاتھ لگا لگا کر کہنا شروع کیا جیسے زندگی میں اس سے پہلے کبھی اتنا خوف زدہ۔۔۔ نہ ہوا ہو۔

"باس۔۔۔ یہ پرنس آف ڈھمپ ہیں۔ان کا اصل نام علی عمران ہے۔۔۔ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس سر رحمان کے صاحبزادے ہیں۔اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کے دوست ہیں۔سیکرٹ سروس کے لئے بھی کام کرتے ہیں۔ ۔۔یہ بظاہر معصوم سے آدمی ہیں مگر باس۔۔۔وائٹ فیدر تنظیم میں ہوتے ہوئے میرا ان سے ٹکراؤ ہو چکا ہے۔وائٹ فیدر تنظیم کو انہوں نے اس طرح تنکا تنکا کر کے بکھیر دیا جیسے اس قدر مضبوط بین الاقوامی تنظیم واقعی تنکوں کی بنی ہوئی ہو۔۔۔ویسے باس بااصول آدمی ہیں اور دوستوں کے دوست ہیں۔مجھ پر انہوں نے ایک بار اتنا بڑا احسان کیا کہ میں اپنی جان دے کر بھی اس احسان کو نہیں اتار سکتا"۔۔۔ میکی نے تعارف میں باقاعدہ تقریر کر ڈالی اور عمران اس دوران یوں معصومیت سے سر ہلاتا رہا جیسے باقاعدہ تائید کر رہا ہو۔

"اوہ۔۔۔ علی عمران۔۔۔ تو تم علی عمران ہو۔۔۔خوش آمدید۔۔۔ مجھے تم سے ملنے کا بے حد اشتیاق تھا۔ تمہاری باتیں تو زیر زمین دنیا میں مثال کے طور پر استعمال ہوتی ہیں"۔۔۔ میز کے پیچھے بیٹھا ہوا دبلا پتلا ادھیڑ عمر آدمی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا اچھا۔۔۔ واہ۔۔۔ زیر زمین دنیا۔۔۔ لیکن کیا زیر زمین دنیا اتنی گہری ہے کہ تم جیسا لمبا آدمی بھی اس میں پورا آجاتا ہے"۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"باتیں بھی خوبصورت کرتے ہو۔۔۔ بہر حال بیٹھو۔۔۔ میکی کچھ پینے پلانے کا بندوبست کرو"۔۔۔ دبلے پتلے آدمی نے میکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرے لئے ٹھنڈا پانی۔۔۔ تمہیں معلوم ہے کہ پانی اور پینے پلانے میں ایک جیسے حرف ہیں اور مجھے یہی حرف پسند ہیں"۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب تم شراب نہیں پیتے"۔۔ باس نے چونکتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شراب۔۔۔ارے قبلہ ڈیڈی نے سن لیا تو اتنی جوتیاں ماریں گے کہ سر کا کباب بن جائے گا۔ پھر کہیں گے لو بیٹا اب شراب کے ساتھ کباب بھی کھالو"۔۔۔ عمران نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔اور باس مسکرا دیا۔وہ اب غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"اچھا۔۔۔ فرمایئے کیسے تکلیف کی"۔۔ باس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"واہ۔۔۔ تکلیف کے بغیر بھی کوئی ڈاکٹر کے پاس آتا ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر۔۔۔اوہ اچھا"۔۔ باس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر۔۔۔اوہ اچھا نہیں۔۔۔بلکہ ڈاکٹر بر کلے۔ لیکن کیا تم اس کے کمپونڈر ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"پرنس۔۔۔ یہ رالف ہیں۔۔۔ ہمارے باس۔ بڑے بااصول آدمی ہیں آپ ان سے کھل کر بات کیجئے"۔۔۔ میکی نے فوراً ہی رالف کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ عمران کی زبان چل پڑی تو رالف واقعی پاگل ہو جائے گا۔۔۔اور میکی ایسی صورت حال سے بچنا چاہتا تھا۔

"میکی۔۔۔ تم۔۔۔ رالف نے انتہائی غصیلے انداز میں میکی سے مخاطب ہو کر کہا۔"

"باس۔۔۔ آپ ان کی باتوں پر نہ جائیں۔انہیں معلوم ہے کہ آپ رالف ہیں۔یہ انسپکٹر رحمان بن کر کیفے میں گئے وہاں کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے میکلم نے آپ کو یہاں فون کیا تو انہوں نے دیکھ لئے۔۔۔اور پھر انہیں یہاں پہنچنے میں کون روک سکتا تھا۔میں نے پھاٹک پر ہی بات کر لی تھی"۔۔۔ میکی نے فوراً ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ تو تم انسپکٹر رحمان بن کر گئے تھے۔۔۔ لیکن کیوں"۔۔۔ رالف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"رات میں نے استخارہ کیا تھا کہ اس شہر میں نیک بندہ کون سا ہے تو تمہارا نام بتایا گیا۔۔۔ چنانچہ میں تم سے ملنے وہاں پہنچ گیا۔ لیکن تمہارے آدمی نے کہا نیک بندے کسی سے نہیں ملا کرتے وہ تو علاحدہ جھونپڑی میں رہتے ہیں۔ اور اللہ اللہ کرتے ہیں۔۔۔ لیکن تمہیں معلوم ہے کہ جب خلوص دل

تلاش کیا جائے تو نیک بندوں کی جونپڑیاں جنگلوں میں مل جاتی ہیں۔۔۔ یہ تو شہر ہے۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔"

اور رالف کے چہرے پر ایسے آثار ابھر آئے جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ عمران کو کس خانے میں فٹ کرے۔۔۔ پاگلوں کے یا عقل مندوں کے۔

"آخر تم چاہتے کیا ہو۔۔۔ کھل کر بات کرو"۔۔۔ رالف نے اس بار جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہوٹل فلیٹی کے ایک ویٹر نے میرے ایک دوست کو تمہاری ٹپ دی تھی کہ تم اسے سرحد پار کرا سکتے ہو۔۔۔ میں نے اس دوست سے قرض مانگنا ہے۔ وہ اگر سرحد پار چلا گیا تو مجھے قرض کون دیگا۔۔۔ اس لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ مجھے اس سے کچھ قرض دلا دو واللہ تمہیں اس کی جزا دیگا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس۔۔۔ میرے پاس ایسا کوئی آدمی نہیں آیا"۔ رالف نے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔۔ مگر نیک بندے جھوٹ تو نہیں بول سکتے۔۔۔ بات ختم۔۔۔ اچھا اسلام علیکم۔۔۔ لیکن ایک بات بتا دوں جب نیک بندے جھوٹ بول دیں تو پھر اس کی نیکی ختم۔۔۔ اور اس کے بعد پھر شیطان کی کاروائی شروع"۔

عمران نے کہا اور دروازے کی طرف مڑنے لگا۔

"میری بات سنو۔۔۔ میں صاف آدمی ہوں مجھ سے کھل کر بات کرو کہ تم کس کی بات کر رہے ہو۔۔۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

میرے پاس تو ایسے بے شمار کام ہوتے ہیں"۔۔۔ رالف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو رالف۔۔۔ جس سے تم نے بات کی ہے وہ ایک خوفناک بین الاقوامی مجرم ہے اور اس وقت پورے ملک کی سلامتی خطرے میں ہے۔۔۔ اگر وہ تمہاری مدد سے ملک سے باہر نکل گیا تو پھر تمہاری گردن کسی صورت میں زندہ سلامت نہیں رہ سکتی"۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر اس قدر سختی عود کر آئی تھی کہ رالف بے اختیار جھرجھری لے کر رہ گیا۔

"دیکھو علی عمران۔۔۔ تمہارا اور میرا پہلے کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا۔ میں اصولوں کا پکا آدمی ہوں میں نے اس سے بات کر لی ہے۔ اور ایڈوانس بھی لے لیا ہے۔۔۔ اور اب میں اسے ہر صورت میں سرحد پار کرا دوں گا میں مجبور ہوں۔ میں آگے بڑھ کر پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔۔۔ البتہ اگر تم پہلے مجھسے بات کر لیتے تو میں اس کام میں کبھی ہاتھ نہ ڈالتا۔ لیکن اب مجبوری ہے۔ تم سے جو کچھ ہو سکتا ہے کر لینا۔۔۔ اور سنو۔۔۔ اس خیال میں نہ رہنا کہ تم ڈائریکٹر جنرل کے لڑکے ہو۔ میرے ہاتھ بہت لمبے ہیں"۔

رالف نے بھی انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ تو یہ بات ہے۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ پھر کراؤ اسے سرحد پار۔۔۔ تم نے بھی علی عمران کے ہاتھ نہیں دیکھے۔ اور سنو

اب بھی میں میکی کی وجہ سے واپس جا رہا ہوں۔ ورنہ ابھی حلق میں انگلی ڈال کر اگلوا لیتا اس آدمی کو"۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

اور رالف یوں اچھل کر کھڑا ہوا جیسے اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی ہو۔۔۔ اس کے چہرے پر شدید غیظ و غضب کے آثار پھیل گئے تھے۔

"باس۔۔۔ تلخی کی ضرورت نہیں اس میں نقصان کے سوا اور کچھ نہیں ہے"۔۔۔ میکی نے درمیان میں

مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

''یوگٹ آؤٹ۔۔۔مجھے دھمکیاں دینے آئے ہو۔۔۔جانتے ہو رالف کو دھمکیاں دینے والے دوسرا سانس نہیں لے سکتے''۔ رالف نے میکی کی بات سنے بغیر چیختے ہوئے کہا۔

''اچھا۔۔اتنی انگریزی سیکھ لی۔۔۔میرے بارچی کے شاگرد بن گئے ہو شائد''۔۔۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔اسی لمحے رالف نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالیا۔۔۔لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور میز پر پڑی ہوئی ایش ٹرے گولی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے اڑتی ہوئی رالف کے ہاتھ سے ٹکرائی اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔

اسی لمحے عمران کے ہاتھوں میں ریوالور جھلکنے لگا۔

''میں بچپن میں ان کھلونوں سے کھیلا کرتا تھا سمجھے''

عمران نے زہر خندہ لہجے میں کہا۔

''گولی مار دو۔۔اسے گولی مار دو میکی''۔۔۔رالف نے اس قدر غصے سے کہا کہ اس کے منہ سے جھاگ نکلنے لگی۔

''سوری باس۔۔۔میں پرنس پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا''۔ میکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور رالف اسے حیرت سے یوں دیکھنے لگا جیسے اسے سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ اب کیا کہے۔

''سنو رالف۔۔۔ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ اس معاملے میں نہ آؤ ورنہ۔۔۔'' عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ریوالور جیب میں ڈال کر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

رالف نے جلدی سے میز کے پیچھے سے نکلنا چاہا مگر اسی لمحے میکی اس کے سامنے آگیا۔

''آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں باس۔۔۔میری درخواست ہے کہ آپ عمران سے نہ الجھیں۔اسے جانے

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

دیں اسی میں ہم سب کی بھلا ہے۔۔۔اس کے بعد آپ جو کچھ بھی کرتے رہیں آپ کو کون روک سکتا ہے''۔ ۔۔میکی نے کہا۔

اور رالف نے اتنے زور سے ہونٹ دانتوں سے کاٹے کہ اس کے ہونٹوں سے خون رسنے لگا۔

''تم۔۔۔تم اس سے اس قدر مرعوب کیوں ہو۔اب تم مجھ سے غداری کرو گے''۔۔۔رالف نے کہا۔

''مرعوبیت کی بات نہیں باس۔۔۔آپ اسے نہیں

جانتے اگر آپ انہیں جاننا چاہتے ہیں تو ماسٹر آفندی سے پوچھ لیں''۔۔۔میکی نے کہا۔

''ماسٹر آفندی۔۔۔اوہ تو کیا۔۔۔''رالف نے جھٹکا لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔۔۔ماسٹر آفندی نے بھی اسی طرح اس سے ٹکرانے کی کوشش کی تھی اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ ۔۔وہ زندگی بھر کے لئے ویل چیئر کا ہو کر رہ گیا ہے''۔۔۔میکی نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے نکل باہر چل دیا تا کہ عمران کو پھاٹک کے باہر پہنچا آئے۔۔۔جبکہ رالف آنکھیں پھاڑے وہیں کھڑا رہ گیا۔

جب وہ باہر آیا تو عمران برآمدہ کراس کر کے پھاٹک کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔۔۔اور برآمدے میں موجود تینوں مسلح افراد حیرت سے اسے اکیلا جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔۔۔چوں کہ میکی نے جوان کا ٹو باس تھا انہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ آنے والا باس کا مہمان ہے۔اس لئے انہوں نے اس سے کوئی تعرض نہ کیا تھا۔

''پرنس۔۔۔میں آپ کو بتاتا ہوں''۔۔۔میکی نے عمران کے پیچھے لپکتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکے کے ساتھ ہی میکی کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ منہ کے بل لان پر گرا اور تڑپنے لگا۔دھماکے کی آواز سنتے ہی عمران نے یک لخت چھلانگ لگائی۔

اور تیزی سے لان کی سائیڈ باڑ کے پیچھے ہو گیا۔اسی لمحے اس نے ٹریگر دبایا اور برآمدے موجود ایک مشین گن بردار جو تیزی سے ایک ستون کی آڑ میں ہو رہا تھا اچھل کر فرش پر گرا۔

اسی لمحے عمران نے بجلی سی تیزی سے اپنے جسم کو سکیڑا اور تیزی سے بجائے پیچھے کی طرف جانے کے آگے کی طرف کھسکتا گیا۔۔۔اور پھر جیسے باڑ پر اس جگہ جہاں چند لمحے پہلے عمران موجود تھا مشین گن کی گولیوں کی بوچھاڑ ہوگئی یہ گولیاں تین اطراف سے چلائی جارہی تھیں۔۔۔جن میں سے دو اطراف سے تو مشین گن اور ایک طرف سے ریوالور کی فائرنگ کی جارہی تھی۔ عمران زمین پر پڑا کمانڈو انداز میں کرالنگ کرتا ہوا تیزی سے آگے کی طرف کھسکتا چلا گیا۔۔۔اس کے چہرے پر شدید غصے کے آثار ابھر آئے تھے۔

میکی کا اس بزدلانہ انداز میں قتل اس کے لئے ناقابل معافی برداشت ہو گیا تھا۔۔۔عمران سمجھ گیا تھا کہ ریوالور سے فائرنگ رالف کر رہا ہے۔ جب کہ مشین گن سے فائرنگ اس کے ساتھی کر رہے ہوں گے۔۔۔میکی کو بھی ریوالور کی گولی ماری گئی تھی اور ظاہر ہے یہ گولی رالف کے ریوالور سے چلی ہوگی۔اور یہ عمران کے لئے اچھا ہوا۔۔۔ورنہ اگر میکی پر مشین گن سے فائر کھول دیا جاتا تو پھر عمران کا بھی ان گولیوں کی زد میں آجانا یقینی ہوتا۔ عمران بڑی احتیاط سے کھسک رہا تھا۔۔۔کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ باڑ کے ذرا سے ہلنے پر اس پر گولیوں کی بوچھاڑ ہو جاتی ہے۔اور

جس جگہ عمران موجود تھا وہاں کوئی ایسی جگہ موجود نہ تھی جہاں عمران اپنے آپ کو محفوظ کر سکتا۔۔۔لیکن اب اس کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا۔ فائرنگ اب رک گئی تھی وہ شائد یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کیا عمران اس فائرنگ سے ہلاک ہو چکا ہے یا نہیں۔ عمران خاموش پڑا چیونٹی سے بھی آہستہ رفتار سے آگے کو کھسک رہا تھا۔۔۔اس کی حتی الوسع کوشش یہی تھی کہ اس کا جسم باڑ کو نہ چھو جائے۔ ورنہ باڑ یقیناً اس کی موجودگی کا راز فاش کر دیتی۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک ستون کی آڑ سے ایک مشین گن بردار نے باہر کو جھانکا۔۔۔عمران خاموش پڑا رہا کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے اب گولی چلائی تو وہ آدمی یقیناً مر جائے گا۔۔۔لیکن باقی دو کو اس

کی صحیح پوزیشن کا علم ہو جائے گا۔اور پھر اس کا بچ نکلنا تقریباً ناممکن تھا۔

جھانکنے والے نے جب عمران کی طرف سے کوئی رد عمل نہ دیکھا تو وہ ستون سے باہر آگیا۔۔۔البتہ اس کی تیز نظریں اس جگہ باڑ پر جمی ہوئی تھیں جہاں پہلے عمران موجود تھا۔ میکی کی لاش لان کی درمیانی سڑک پر اوندھے منہ پڑی ہوئی تھی۔

”میرا خیال ہے۔۔۔ختم ہو چکا ہے“۔۔۔اس آدمی کی آواز سنائی دی۔

اور پھر ایک اور ستون سے دوسرا مشین گن بردار بھی باہر آگیا۔۔۔عمران اپنی جگہ اب بھی بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔البتہ

اس کی انگلی ٹریگر پر تھی۔ وہ دراصل رالف کے آڑ میں سے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔لیکن رالف ستون کے پیچھے ہی رہا دونوں مشین گن بردار برآمدے سے نکل کر جیسے ہی آگے بڑھے۔۔۔پورچ میں کھڑی ہوئی ایک کار کی آڑ میں آگئے اور عمران رالف کا منصوبہ سمجھ گیا کہ اگر ان دونوں پر حملہ ہوا تو وہ فائر کھول سے گا۔۔۔اب عمران بری طرح پھنس گیا تھا۔اور اسی لمحے اس نے ایک خطرناک فیصلہ کیا۔۔۔ان دونوں کے کار کی آڑ میں آتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور دوسرے ہی لمحے وہ انتہائی تیز رفتاری سے زگ زیگ انداز میں دوڑتا ہوا سائیڈ روم کی کھڑکی کے نیچے جا گرا۔۔۔ریوالور کے پے درپے کئی دھماکے ہوئے۔ لیکن گولیاں عمران کی سائیڈ سے ہوکت نکل گیئں۔۔۔سائیڈ میں پہنچتے ہی جیسے عمران نیچے گرا۔اس نے پلٹ کر ریوالور کا ٹریگر دبا دیا اور دونوں مشین گن بردار عمران کی فائرنگ کی زد میں آکر زمین پر جا گرے۔۔۔ان دونوں کے نیچے گرتے ہی عمران تیزی سے آگے کی طرف بڑھا اب رالف کی طرف سے فائرنگ بند ہو چکی تھی۔۔۔عمران برآمدے کے قریب پہنچ کر رکا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی تیزی سے چھلانگ لگائی اور اسی ستون کی دوسری طرف پہنچ گیا جس کے پیچھے رالف موجود تھا۔۔۔رالف کے ذہن میں شائد عمران کی

اس قدر پھرتی کا تصور نہ تھا اس لئے وہ فائرنگ نہ کر

سکا۔ اور دوسرے لمحے عمران نے ستون کے ساتھ گھومتے ہوئے رالف کو زوردار دھکا دیا۔۔۔ اور رالف چیختا ہوا پشت کے بل برآمدے کی پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔۔۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا تھا۔

اس کے نیچے گرتے ہی عمران نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور جیب میں ڈالا۔۔۔ اور دوسرے ہی لمحے اس نے اٹھنے کی کوشش کوتے ہوئے رالف پر چھلانگ لگا دی اور اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔۔۔ رالف نے تیزی سے ایک طرف جھک کر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی۔ لیکن عمران کی زد سے نکل جانا اس کے بس کا روگ نہ تھا۔۔۔ عمران نے جھکائی دے کر دونوں ہاتھوں سے اس کے کاندھے پکڑے اور دوسرے لمحے بانس کی طرح دبلا پتلا رالف فضا میں اچھل کر پچھلے ستون سے ٹکرایا۔۔۔ اور اس کے حلق سے دردناک چیخ نکل گئی عمران تیزی سے مڑا اور پھر اس نے پوری قوت سے لات گھما کر رالف کی پسلیوں پر ماری اور رالف کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی۔ وہ پہلو کے بل زمین پر گرا۔

"تم نے پشت سے وار کیا۔۔۔ تم بزدل چوہے ہو۔ تمہیں اب میں پورا سبق سکھاؤں گا"۔۔۔ عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اور دوسرے ہی لمحے اس نے ایک ہاتھ سے رالف کی گردن پکڑی۔۔۔ اور دوسرے ہاتھ سے مکہ پوری قوت سے اس کے

جبڑے پر رسید کر دیا۔ یہ مکہ اس قدر بھرپور تھا کہ رالف کے منہ سے کئی دانت باہر آ گرے۔۔۔ اور عمران نے ایک زوردار جھٹکا دے کر اسے نیچے فرش پر پھینکا اور اس لات پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر پڑی۔۔۔ لیکن رالف درد کی شدت سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کا جسم اسی طرح بے حس و حرکت رہا۔۔۔ عمران اسے اٹھانے کے لئے جھکا ہی تھا کہ اچانک کال بیل چیخ اٹھی اور عمران چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے جھک کر

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

رالف کی نبض ٹٹولی۔۔۔ اور جب اسے اطمینان ہو گیا کہ ابھی ایک گھنٹے تک اس کے ہوش میں آنے کی امید نہیں تو اس نے برآمدے میں پڑی ہوئی اسٹین گن اٹھائی اور تیزی سے پھاٹک کی طرف دوڑتا گیا۔۔۔ اس نے پھاٹک کی بڑی کنڈی کھول کر اس کا ایک پٹ اپنی طرف کھینچا اور خود اس پٹ کی آڑ میں ہو گیا۔۔۔ اسی لمحے سیاہ رنگ کی وہی کار جو عمران نے کوٹھی میں داخل ہونے سے پہلے باہر جاتے دیکھی تھی اندر آئی۔۔۔ لیکن اندر آتے ہی کار کو زوردار بریک لگے۔ ظاہر ہے سامنے پڑی ہوئی میکی کی لاش انہیں نظر آ گئی ہو گی۔ دوسرے لمحے کار کے دونوں دروازے کھلے۔۔۔ اور دو مسلح افراد تیزی سے باہر کو نکلے۔ وہ دونوں ہی بغیر سوچے سمجھے میکی کی لاش کی طرف بڑھے۔۔۔ اور عمران نے بڑی آہستگی سے پھاٹک کا پٹ بند کر دیا۔ جب تک وہ دونوں میکی کی لاش تک پہنچتے عمران پھاٹک بند کر چکا تھا۔

"یہ کیا ہوا"۔۔۔ اچانک ان میں سے ایک کی آواز سنائی دی۔

اور اسی لمحے عمران مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور ان میں سے ایک چیختا ہوا میکی کی لاش پر جا گرا۔۔۔ جب کہ دوسرا تیزی سے مڑا۔

"خبردار۔۔۔ ہاتھ اٹھا دو۔۔۔ ورنہ بھون ڈالوں گا"

عمران نے چیخ کر کہا۔

اور دوسرے آدمی نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن پھینک کر دونوں ہاتھ اٹھا لیئے کیوں کہ عمران مشین گن ہاتھ میں پکڑے اس عین سامنے موجود تھا۔

"برآمدے کی طرف چلو۔۔۔ دونوں ہاتھ سر پر رکھ لو"

عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

اور اس آدمی نے ہاتھ سر پر رکھ دیئے اور ڈھیلے ڈھیلے قدموں سے برآمدے کی طرف چلنے لگا۔۔۔ عمران

تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے کار میں جھانکا اسے دراصل ان کے تیسرے ساتھی کی طرف سے فکر تھی۔۔
۔لیکن کار کے اندر جھانکتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔کار کی پچھلی سیٹوں کے درمیان اسے صفدر بے ہوش
پڑا نظر آگیا۔

اسی لمحے آگے جانے والے نے تیزی سے مڑ کر عمران پر فائر کرنا چاہا۔۔ نجانے کس لمحے اس نے سر سے ہاتھ
اٹھا کر ریوالور نکال لیا تھا۔یہ شائد اسی لمحے کی بات تھی جب عمران
کی توجہ صفدر کی وجہ سے اس سے ہٹی تھی۔لیکن عمران نے اس سے زیادہ پھرتی دکھائی۔۔۔اور پھر تڑتڑاہٹ
کی تیز آواز کے ساتھ ہی وہ اچھل کر پشت کے بل جا گرا۔عمران نے دانستہ اس کے جسم کے نچلے حصے پر فائر
کھولا تھا۔۔وہ اسے چند لمحے زندہ رکھنا چاہتا تھا۔اس کے نیچے گرتے ہی عمران دوڑ کر اس کی طرف بڑھا اس
آدمی کا چہرہ بری طرح بگڑ چکا تھا۔۔اور اس پر جان کنی کی سی حالت نمایاں تھی۔

وہ تیسرا آدمی کہاں ہے۔۔کہاں چھوڑ آئے اسے ؟

عمران نے اس کے منہ پر زوردار تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل رسل۔۔۔"نوجوان نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئ
مشین گن سے نکلنے والی گولیوں نے اس کے جسم کو چھلنی کر دیا تھا۔۔اس لئے وہ کچھ لمحے بھی زندہ نہ رہ سکا۔

عمران ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔اس نے یہ سوال جان بوجھ کر پوچھا تھا۔۔کیوں کہ
تیسرے آدمی کو واپس آتے نہ دیکھ کر۔۔۔اور رالف کی گفتگو سے وہ سمجھ گیا کہ کار میں موجود تیسرا آدمی یقیناً
برونو ہوگا۔۔بہر حال وہ تیزی سے واپس مڑا اور اس نے کار کا دروازہ کھول کر صفدر کو باہر گھسیٹا اور پھر اس
معروف طریقے سے اس کی ناک اور منہ بند کر کے اس نے چند لمحوں میں اسے ہوش کی وادی میں کھینچ لیا اور
چند لمحوں بعد صفدر نے جھٹکا لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یار۔۔۔یہ تم نے کب سے دوسروں کی کار میں سواری کرنی شروع کر دی"۔۔۔عمران نے قدرے طنزیہ
لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔عمران صاحب۔۔۔بس اچانک ہی مجھ پر وار کیا گیا ہے"۔۔۔صفدر نے اپنی کھوپڑی کے پچھلے رخ پر
ہاتھ پھرتے ہوئے کہا جو کسی حد تک پچک سی گئ تھی۔اس کے لہجے میں شرمندگی تھی۔

"وہ تیسرا آدمی کہاں ہے"۔۔۔عمران نے پوچھا۔

"انہیں شاید تعاقب کا شبہ ہو گیا تھا۔۔۔اس لئے یہ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک ویران سی کوٹھی
میں پہنچ کر رک گئے۔۔۔اور تینوں اتر کر اندر چلے گئے کار بھی کوٹھی کی عقبی سمت گئ تھی۔میں سمجھا کہ شائد
ڈاج دینے کے لئے انہوں نے ایسا کیا ہے۔۔۔چنانچہ میں انہیں چیک کرنے کے لئے گیا تو ان میں سے ایک
پہلے سے چھپا ہوا تھا۔اس نے اچانک میرے سر پر مشین گن کا دستہ مارا۔۔۔اور اس کے بعد"۔۔۔صفدر نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اور اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی۔۔۔خیر آؤ ابھی ایک چراغ میں روشنی موجود ہے"۔۔۔عمران
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر تیزی سے برآمدے میں پہنچ گیا جہاں رالف ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"۔۔۔عمران نے کہا اور صفدر
نے جھک کر اس کی ناک اور منہ بند کیا اور چند لمحوں بعد رالف ہوش میں آگیا ہوش میں آتے ہی اس کے منہ
سے کراہ نکلی۔

"وہ آدمی کس جگہ ٹھہرا ہوا ہے جلدی بتاؤ"۔۔۔عمران نے اس کے پیٹ میں لات مارتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔مم۔۔۔مجھے نہیں معلوم"۔۔۔رالف نے کراہ کر اٹھتے ہوئے کہا اور عمران گھما کر لات ماری اور

رالف چیختا ہوا دوبارہ فرش پر جا گرا۔۔۔ عمران نے سٹین گن کی نال اس کی کنپٹی پر جما دی۔

''بولو رالف۔۔۔ میری تم سے کوئی دشمنی نہیں میں تو تمہیں میکی کی وجہ سے چھوڑ کر جا رہا تھا۔ لیکن تم نے خود ہی بزدلی دکھائی۔ بہر حال اب بھی اگر تم بتا دو کہ وہ آدمی کہاں ٹھہرا ہوا ہے۔ تمہارے آدمی اسے کہاں چھوڑنے گئے تھے تو میں تمہاری جان بخش سکتا ہوں''۔۔۔ عمران نے انتہائی تیز لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔

''وہ۔۔۔ ہوٹل سلکونی میں ہے کمرہ بارہ دوسری منزل''۔۔۔ رالف نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا۔

''تمہیں اس کا پتہ کیسے معلوم ہوا''۔۔۔ عمران نے پوچھا اور اس بار رالف نے اسے تفصیل بتا دی کہ اس نے اسے فون کیا تھا اور پھر اپنے اصول کے مطابق اس نے اسے جواب تو دے دیا تھا۔۔ لیکن کال ٹریسنگ کمپیوٹر کی مدد سے اس نے اس کی رہائش گاہ معلوم کر لی اور پھر اس کے آدمی اسے یہاں ساتھ لے آئے۔

"اس کا موجودہ حلیہ۔"۔۔۔ عمران نے کہا اور رالف نے اس کا مقامی حلیہ اسے تفصیل سے بتا دیا۔

"تم نے میکی پر وار کیوں کیا تھا۔"۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔۔۔ میرا خیال تھا کہ وہ تمہیں جانے والے کا پتہ بتا رہا ہے اور یہ میرے اصول کے خلاف تھا اس لیے میں نے اسے ختم کر دیا۔"۔۔۔ رالف نے کہا۔

"تم جیسے بزدل آدمی کو جو اپنے ہی ساتھی پر پشت سے وار کرتا ہے زندہ رکھنا میرے اصول کے بھی خلاف ہے۔"عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔۔۔۔۔۔۔ اور دوسرے لمحے رالف کی کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر برآمدے کے فرش پر بکھر گئی۔

"آؤ صفدر۔"۔۔۔ عمران نے مڑتے ہوئے کہا اور صفدر خاموشی سے اس کے پیچھے چلنے لگا۔ عمران کو ایسے موڈ

میں دیکھ کر صفدر جیسے آدمی کو بھی کان دبانے پڑتے تھے۔

"ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔"۔۔۔ اچانک پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے برونو نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور اور اس کے ساتھ بیٹھا نوجوان بری طرح چونکے جیسے انہوں نے کوئی انہونی بات سن لی ہو۔

"تعاقب۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ہمارا۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے۔"ان دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا ان کے لہجے میں حیرت تھی۔۔۔۔۔۔۔ اور انداز ایسا تھا جیسے ان کا تعاقب تو ممکن ہی نہیں ہو سکتا۔

" نیلے رنگ کی کار ہمارے تعاقب میں ہے۔ میں اسے برابر چیک کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ گو وہ انتہائی ہوشیاری سے تعاقب کر رہا ہے لیکن۔۔"۔۔۔ برونو نے کہا اور ان دونوں کی نظریں بیک مرر پر پڑنے لگیں۔

بالکل۔۔۔۔۔۔۔ واقعی تعاقب ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔ لیکن یہ کون ہو سکتا ہے۔"۔۔۔ ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو۔۔۔۔۔۔۔ اس سے تم خود نپٹتے رہنا۔ تم مجھے کسی ایسی جگہ اتار دو جہاں اترتے ہوئے یہ مجھے چیک نہ کر سکے۔"۔۔۔ برونو نے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔

اور پھر ڈرائیور نے کار کو مختلف سڑکوں پر گھمانا شروع کر دیا۔ نیلے رنگ کی کار ان کے پیچھے تھی۔

"سنو۔۔۔۔۔۔۔ ہم ایک ویران کوٹھی میں داخل ہوں گے اور عقبی سمت میں چلے جائیں گے۔ وہاں سے ایک راستہ دور جا نکلتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ آپ ادھر سے چلے جائیں، سڑک پر پہنچتے ہی ٹیکسی مل جائے گی۔"۔۔۔ ڈرائیور نے برونو سے کہا اور برونو نے جواب میں سر ہلا دیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد ڈرائیور نے کار ایک ویران سی کوٹھی کے پھاٹک میں موڑی۔۔۔۔۔۔۔ اور پھر خستہ سی عمارت کی سائیڈ میں سے ہوتا ہوا عقب میں آ کر اس نے کار روک دی اور پھر تینوں ہی تیزی سے کار سے

نیچے اترے۔۔۔۔۔۔۔دائیں طرف ایک ٹوٹا ہوا دروازہ تھا جس کے دونوں اطراف میں اونچی دیواریں نظر آرہی تھیں۔

"یہ اس دروازے سے۔۔۔۔۔۔۔یہ نیشنل پارک کے عقب میں آپ کو پہنچا دے گا۔۔۔۔۔۔۔ہم ذرا اس تعاقب کنندہ کو دیکھ لیں۔"ان دونوں نے ٹوٹے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

اور برونو تیزی سے دوڑتا ہوا اس دروازے کو کراس کر کے آگے بڑھا۔۔۔۔۔۔۔اور ذرا سا آگے آتے ہی اس نے دیوار کے ایک کریک کو دیکھ کر اپنے قدم روک لئے۔۔۔۔۔۔۔اس کریک سے اس نے دوسری طرف جھانکا تو وہ چونک پڑا۔ کیوں کہ اس نے عقبی دیوار پر ایک نوجوان کو چڑھتے ہوئے دیکھا۔ اسے دیکھتے ہی وہ فوراً پہچان گیا کہ یہ وہی شخص ہے جو نیلے رنگ کی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ شخص دیوار پر چڑھ کر آہستہ سے اندر کود گیا۔ اور برونو آگے بڑھنے کی بجائے دبے پاؤں واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔۔۔۔۔۔۔وہ دراصل اس سلسلے میں اطمینان کر لینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔جیسے ہی وہ دروازے میں پہنچا اس نے ہلکی سی چیخ کے ساتھ ہی کسی کے گرنے کا دھماکہ سنا۔۔۔۔۔۔۔اور پھر اس نے یہ دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا کہ اندر وہی تعاقب کرنے والا اوندھے منہ گرا پڑا تھا جب کہ وہ دونوں ہاتھوں میں سٹین گن اٹھائے کھڑے تھے۔۔۔۔۔۔۔ایک نے سٹین گن کو نال سے پکڑ رکھا تھا۔ شاید اسی نے اسے لٹھ کے طور پر استعمال کیا تھا۔

"چلو۔۔۔۔۔۔۔اسے اٹھا کر کار میں ڈالو۔۔۔۔۔۔۔باس اس سے خود پوچھتا پھرے گا کہ یہ کون ہے اور کیوں تعاقب کر رہا تھا"اس نوجوان نے جس نے لٹھ کے سے انداز میں سٹین گن کو پکڑا ہوا تھا، دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر ان دونوں نے تعاقب کرنے والے کو اٹھا کر کار کی

پچھلی نشستوں کے درمیان ڈالا اور دونوں کار میں سوار ہو گئے۔ چند لمحوں بعد کار آگے بڑھی اور سائیڈ سے ہوتی ہوئی مین گیٹ کی طرف غائب ہو گئی۔

برونو نے اطمینان کا سانس لیا اور پھر واپس جانے کی بجائے وہ کوٹھی کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔۔۔۔لیکن دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ جس جگہ وہ شخص گرا تھا۔ وہاں اونچی گھاس میں کوئی کاغذ سا پڑا ہوا نظر آرہا تھا۔ برونو تیزی سے اس طرح جھپٹا۔۔۔۔۔۔۔اور اس نے وہ کارڈ اٹھا لیا۔ کارڈ اٹھاتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔ کارڈ پے صرف سرخ رنگ کا دائرہ سا بنا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا کہ اس دائرے کا کیا مقصد ہو گا۔ اس کے لاشعور میں یہ سرخ رنگ کا دائرہ کھٹک رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔لیکن کوئی چیز شعور میں نہ آرہی تھی۔ جب کافی دیر تک سوچنے کے بعد اس کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئی تو اس نے کارڈ جیب میں ڈالا۔۔۔۔۔۔۔اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے بریف کیس کو اس نے دوسرے ہاتھ میں منتقل کر دیا۔ بریف کیس اس کے لیے ایک مصیبت بنا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔لیکن وہ جانتا تھا کہ اس میں موجود دولت اسے قدم قدم پر ساتھ دے گی اس لیے وہ اسے لٹکائے پھر رہا تھا۔

"سڑک پر پہنچتے ہی اس نے ایک خالی ٹیکسی کو روکا اور اسے شہر کی سب سے بڑی مارکیٹ میں لے چلنے کے لیے کہا۔

ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

برونو نے اس کار کو دیکھتے ہی واپس ہوٹل جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔کیوں کہ کچھ بھی ہو۔ تعاقب سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اسے چیک کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی نئے میک اپ اور نئے ہوٹل میں منتقل ہونے کا پروگرام بنا لیا۔

اور اس کے ساتھ ساتھ اب وہ سوچ رہا تھا کہ رالف کی بجائے سرحد پار کرنے کا کوئی اور راستہ ڈھونڈھے تو

زیادہ بہتر تھا۔ سرحد سے باہر نکلنا اس کے لیے ایک لاینحل مسئلہ بن گیا تھا،

اس نے ڈرائیور کو مارکیٹ جانے کے لیے اس لیے کہا تھا تاکہ وہاں سے اتر کر وہ پیدل ہی کوئی ہوٹل ڈھونڈے گا۔۔۔۔۔۔۔اسے معلوم تھا کہ بڑی مارکیٹوں کے قریب ہوٹل کی موجودگی ضروری ہے۔

مارکیٹ کے بڑے چوک پر اترتے ہی وہ جیسے ہی آگے بڑھا۔ اس کی توقع کے عین مطابق اسے ایک ہوٹل نظر آگیا۔ جس پر بڑا سا نیون سائن چمک رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔یہ ہنی مون ہوٹل تھا۔ خاصی خوبصورت اور جدید انداز کی عمارت تھی۔

برونو ہوٹل میں داخل ہوا۔ لیکن وہ کاونٹر کی طرف جانے کی بجائے سائیڈ میں بنے ہوئے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔۔اور اس نے ایک بار پھر بریف کیس سے میک اپ کا سامان نکال کر پہلا میک اپ صاف کیا۔۔۔۔۔۔۔اور پہلے سے بالکل مختلف میک اپ کر لیا۔ لباس البتہ وہی تھا کیونکہ اس کے پاس دوسرا جوڑا نہ تھا۔۔۔۔۔۔۔نئے میک اپ میں وہ باتھ روم سے نکلا

اور بریف کیس اٹھائے وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ چوتھی منزل کے ایک خوبصورت انداز میں سجے ہوئے کمرے میں موجود تھا۔۔۔۔۔۔۔کمرے کا دروازہ بند کر کے اس نے جیب سے وہی دائرے والا کارڈ نکالا اور اسے ایک بار پھر غور سے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔۔۔پھر ایک خیال کے آتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔ اسے یاد آگیا تھا کہ جیگر فال کے باس کے پاس اس نے ایک فائل دیکھی تھی۔۔۔۔۔۔۔جس میں ایسا ہی ایک کارڈ موجود تھا۔ اور یہ فائل جہاں تک اس کا خیال تھا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق تھی۔۔۔۔۔۔۔ہیڈ کوارٹر میں موجود فائل سے اس نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ لازماً یہ فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہو گی۔۔۔۔۔۔۔اور اب اسے یاد آرہا تھا کہ باس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق بات کی تھی اور اسے محتاط رہنے کے لیے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔لیکن اس وقت اس نے اس پر زیادہ توجہ نہ دی تھی کہ

ایک ترقی پذیر ملک کی سیکرٹ سروس بھلا ایک سپیشل ایجنٹ کا کیا بگاڑ سکتی تھی۔۔۔۔۔۔۔لیکن اب اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ یہاں کی سیکرٹ سروس اس کی توقع سے زیادہ تیز ثابت ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔حالاں کہ اس نے کہیں بھی ایسا کلیو نہ چھوڑا تھا کہ سیکرٹ سروس اس کے پیچھے لگ جاتی لیکن رالف کی رہائش گاہ سے اس کے باقاعدہ تعاقب بتا رہا تھا کہ کہیں نہ کہیں اس سے ضرور کوئی غلطی ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔۔ویسے یہ بھی ضروری نہ تھا کہ وہ کارڈ لازماً سیکرٹ سروس کا ہی ہوتا

یہ تو اس کا اپنا خیال تھا۔ لیکن پھر بھی وہ اب زیادہ محتاط رہنا چاہتا تھا۔

وہ کرسی پر بیٹھا سوچتا رہا کہ آخر وہ کیسی پلاننگ بنائے کہ محفوظ طریقے سے سرحد پار کر جائے۔۔۔۔۔۔۔ایک بار اسے خیال آیا کہ وہ سیدھا ایکریمین سفارت خانے جائے اور بلیو کیپسول ان کے حوالے کر کے خود اطمینان سے واپس چلا جائے۔ سفارت خانہ خود ہی اسے جیگر فال تک پہنچا دے گا۔۔۔۔۔۔۔لیکن پھر اس نے اپنا خیال بدل دیا۔ کیوں کہ جیگر فال ایسی تنظیم تھی جو ٹاپ سیکرٹ تھی اور سفارت خانے والے یقیناً اس سے واقف نہ ہوں گے اس لیے وہ ایسا رسک نہ لے سکتا تھا۔

سوچتے سوچتے اچانک اسے ایک خیال آیا کہ کیوں نہ وہ کسی لانچ میں بیٹھ کر سمندر کے راستے سرحد پار کرنے کی کوشش کرے۔۔۔۔۔۔۔اس کے پاس اتنی رقم موجود تھی کہ وہ نئی لانچ بھی خرید سکتا تھا اور کسی کو معقول معاوضہ دے کر راہنمائی کے لیے ساتھ بھی لے سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔لیکن پھر مسئلہ وہی تھا کہ وہ آخر راہنمائی کے لیے کس سے بات کرے وہ اس ملک میں پہلی بار آیا تھا اور مقامی تنظیم کا خاتمہ وہ پہلے ہی کر چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔اس نے جیب سے وہ کیپسول والی ڈبیا نکالی اور اسے کھول کر غور سے کیپسول کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔۔۔اسے احساس تھا کہ اس وقت اس کے ہاتھ میں خوفناک موت موجود ہے۔ اگر یہ کیپسول کھل جاتا یا پھٹ جاتا تو سو میل کے دائرے میں ہر جاندار ایک

لمحے میں ہلاک ہو سکتا تھا۔اس نے بے اختیار جھرجھری لے کر ڈبیا کو بند کیا اور اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔۔۔۔۔۔۔اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور وہ گھنٹی کی آواز سن کر بری طرح چونک پڑا ۔۔۔۔۔۔۔وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اسے کوئی فون کر سکتا ہے۔وہ تو کسی کا واقف بھی نہ تھا اور پھر اس نے میک اپ بھی نیا کر رکھا تھا۔

"یس۔"۔۔۔بہر حال اس نے ریسیور اٹھا کر کہا۔

"سر۔۔۔۔۔۔۔میں کاؤنٹر سے بات کر رہا ہوں۔آپ چونکہ نئے آئے ہیں۔اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو بتا دوں کہ ہمارے ہوٹل میں دوپہر کا کھانا دو بجے تک سرو کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔اس کے بعد نہیں۔"۔۔ ۔دوسری طرف سے کسی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔"۔۔۔برونو نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

اس نے گھڑی دیکھی۔ابھی ایک بجا تھا اور اسے بھوک بھی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ایک لمحے کے لیے اس نے یہی سوچا کہ وہ کمرے میں کھانا منگوا لے لیکن پھر اس نے یہ خیال بدل دیا۔وہ ہال میں بیٹھ کر کھانا کھانے کا پروگرام بنانے لگا۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ اس کے خیال کے مطابق ہو سکتا ہے وہاں کوئی ایسا آدمی ٹکرا جائے جو اس کے مسلئے کے حل میں اس کی مدد کر سکے۔چوں کہ اس کا میک اپ نیا تھا اس لیے چیک کئے جانے کا کوئی سوال بھی نہ تھا۔۔۔۔۔۔۔چنانچہ وہ اٹھا اور پھر کمرے کا

دروازہ لاک کر کے وہ لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچ گیا۔ہال میں تقریباً تمام میزیں پُر تھیں۔۔۔۔۔۔۔اور ہر ٹائپ کے مرد اور عورتیں وہاں موجود تھیں۔برونو ایک خالی میز کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس نے ویٹر کو کھانا لگانے کا حکم دیا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں۔"۔۔۔اچانک ایک نسوانی اسے آواز سنائی دی اور برونو چونک پڑا۔اس نے ایک

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

خوبصورت سی عورت کو میز کے قریب کھڑا دیکھا تھا۔اسے دیکھتے ہی وہ ایک نظر میں پہچان گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔کہ یہ عورت اس قبیل سے تعلق رکھتی ہے جو بڑے ہوٹلوں میں آسامیاں پھنسا کر داد عیش دیا کرتی ہیں۔

"تشریف رکھیئے۔"۔۔۔برونو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔۔۔۔۔۔۔مجھے الماس کہتے ہیں۔"۔۔۔عورت نے بڑے نزاکت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"مجھے رالف کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔کیا آپ کھانا پسند فرمائیں گی۔"۔۔۔برونو نے رالف کا ہی نام اپنا لیا تھا۔

"جی نہیں۔۔۔۔۔۔۔شکریہ۔۔۔۔۔۔۔میں صرف شیری ہی پیئوں گی۔"الماس نے اٹھلاتے ہوئے کہا۔

اور ویٹر اسی وقت کھانا لے آیا تھا۔اس نے الماس کے لیے شیری کا آرڈر دیا۔اور پھر کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا۔

"آپ پہلے کبھی اس ہوٹل میں نظر نہیں آئے۔کیا آپ

دارالحکومت سے باہر رہتے ہیں۔"۔۔۔الماس نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔اور برونو سمجھ گیا کہ الماس اس ہوٹل کی مستقل تتلی ہے۔

"آپ نے درست سمجھا ہے۔۔۔۔۔۔۔دراصل میرا دھندہ بہت پھیلا ہوا ہے۔اس لیے مجھے کم ہی ادھر آنے کی فرصت ملتی ہے۔"۔۔۔برونو نے کہا۔

"دھندہ۔۔۔۔۔۔۔اوہ۔۔۔۔۔۔۔کیا مطلب۔۔۔۔۔۔۔کیا آپ کوئی غیر قانونی کام کرتے ہیں۔"۔ ۔۔الماس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ایسے ہی سمجھ لیں۔"۔۔۔برونو نے کھانا کھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔آپ شاید پہلے شخص ہیں جو اس طرح کھلے طور پر اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ ورنہ لوگ تو اسے چھپاتے ہیں۔"۔۔۔الماس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چھپانے والے اپنے کام میں اناڑی ہوتے ہیں مس الماس۔"۔۔۔ برونو نے کہا۔

"کون سی لائن ہے آپ کی۔"۔۔۔ مس الماس نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"ہر لائن۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن بڑا کام۔۔۔۔۔۔۔بہت بڑا۔۔۔۔۔۔۔۔ کروڑوں کا۔۔۔۔۔۔۔۔ چھوٹے موٹے کاموں میں کبھی دل چسپی نہیں لی۔ آج کل بھی میرے پاس ایک لمبا کام ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن ایک الجھن آپڑی ہے۔ مجھے کوئی ایسا آدمی چاہیئے جو بااعتماد بھی ہو اور

کسی مال کو سرحد پار کرانے کا فن بھی جانتا ہو۔ میں اس لئے یہاں آیا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن کوئی بچ نہیں رہا۔"۔۔۔ برونو نے اصل بات کہہ ڈالی کیوں کہ مس الماس کی باتوں سے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ اس کا تعلق زیرزمین دنیا سے ہے۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔۔ایسا آدمی میری نظروں میں ہے لیکن۔"۔۔۔ مس الماس کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں مس الماس۔۔۔۔۔۔۔۔ میں لمبی رقم خرچ کرنے کا عادی

ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اصول سے۔۔۔۔۔۔۔ اگر آپ میرا مسلئہ حل کر دیں تو اس ٹپ کے بدلے آپ کو ایک لاکھ روپے مل سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ برونو نے فوراً ہی بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور ایک لاکھ کا سنتے ہی مس الماس چونک پڑی اس کے چہرے پر یک لخت سرخی آ گئی۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔ کیا واقعی آپ سچ کہہ رہے ہیں۔ اگر میں آپ کو ایسے آدمی سے ملوادوں تو کیا آپ واقعی مجھے ایک لاکھ روپیہ دیں گے۔"۔۔۔ مس الماس نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک ابھر آئی تھی۔

"مس الماس۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم دونوں اس سے پہلے ایک دوسرے سے واقف نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود میں نے کھل کر بات کر دی ہے۔"۔۔۔ اس سے آپ سمجھ جائیں کہ میں کس قسم کا آدمی ہوں۔ میرے لئے ایک لاکھ روپے ایسے ہیں جیسے کسی کے لیے

ایک روپیہ۔ لیکن میں کسی قسم کا دھوکہ فراڈ برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ اور جو شخص مجھ سے دھوکہ کرے گا وہ دوسرا سانس اس دنیا میں نہیں لے سکے گا۔ اس لیے آپ کے ذہن میں اگر کوئی ایسی بات ہے تو آپ اسے اپنے ذہن سے کھرچ دیں۔۔۔۔۔۔۔۔ البتہ اگر آپ نے واقعی مجھے کوئی ایسا آدمی ملا دیا جو بااعتماد اور بااصول ہوا تو آپ کو ایک لاکھ روپے نقد مل جائیں گے۔"۔۔۔ برونو نے جو کھانے سے فارغ ہو چکا تھا، سرد لہجے میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں دھوکے کا کوئی سوال نہیں۔۔۔۔۔۔۔ میرا ایک دوست ہے ولنگٹن۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے عام طور بابی کہتے ہیں۔ بابی کا کام ہی یہی ہے۔۔۔۔۔۔۔ اس کے ہاتھ بہت لمبے ہیں اس لیے وہ آج تک پکڑا نہیں جاسکا۔ ویسے وہ بااصول اور باہمت آدمی ہے۔ وہ آپ کا کام کر سکتا ہے۔"۔۔۔ مس الماس نے فوراً ہی کھل کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ کہاں ہے وہ بابی۔"۔۔۔ برونو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کے اڈے پر جانا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔ ساحل سمندر پر ڈریگن بار اس کا مخصوص اڈہ ہے۔"۔۔۔ مس الماس نے کہا۔

"او کے۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر اس سے بات کرادو اور اپنا ایک لاکھ کیش لے لو۔"۔۔۔ برونو نے جواب دیا۔

"تو میں اسے فون پر آنے کی اطلاع دے دوں؟"مس الماس نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"یہیں فون منگوا لیجیئے۔"۔۔۔ برونو نے کہا۔

اور مس الماس نے سر ہلاتے ہوئے ویٹر کو اشارہ کیا۔اور ویٹر کے قریب آنے پر اس نے وائرلیس فون میز پر لانے کی ہدایت دی۔۔۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر فون میز پر رکھ کر چلا گیا تو مس الماس نے جلدی سے ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔۔۔۔۔۔۔۔ڈریگن بار۔"۔۔۔دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

آواز اتنی اونچی تھی کہ پاس بیٹھا ہو برونو اسے واضح طور پر سن رہا تھا۔

"بابی سے بات کراؤ۔۔۔۔۔۔۔۔میں الماس بول رہی ہوں۔"۔۔۔مس الماس نے کہا۔

"او کے۔۔۔۔۔۔۔۔ہولڈ کیجیئے۔"۔۔۔دوسری طرف سے کہا گیا اور مس الماس خاموش ہو گئی۔چند لمحوں بعد ہی ریسیور سے ایک آواز ابھری۔

"یس ھنی۔۔۔۔۔۔۔۔کیا بات ہے۔"۔۔۔بولنے والے کا لہجہ خاصا عاشقانہ تھا۔

اور اس کا فقرہ سنتے ہی برونو سمجھ گیا کہ ان دونوں کے درمیان کیسے تعلقات ہیں۔

"بابی ڈیئر۔"۔۔۔میں نے تمہارے لئے ایک بڑا کام ڈھونڈا ہے۔"۔۔۔ایک بہت بڑی پارٹی شمالی سرحد پار کرانا چاہتی ہے۔معقول معاوضہ ملے گا۔"۔۔۔اگر تم اجازت دو تو میں اس پارٹی کو لے تمہارے پاس آ جاؤں۔"۔۔۔مس الماس نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"کوئی غلط آدمی تو نہیں۔"۔۔۔بابی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔"۔۔۔میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔"۔۔۔مس الماس نے کہا۔

"کہاں سے فون کر رہی ہو۔"۔۔۔بابی نے پوچھا۔

"ہوٹل ہنی مون سے۔"۔۔۔مس الماس نے کہا۔

"اور وہ پارٹی کہاں ہے۔"۔۔۔بابی نے کہا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"وہ میرے سامنے موجود ہے۔"۔۔۔مس الماس نے برونو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"او کے۔۔۔۔۔۔۔تم وہیں رکو۔۔۔۔۔۔۔میں خود آ رہا ہوں۔"۔۔۔دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"وہ خود آ رہا ہے۔"۔۔۔مس الماس نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"خاصا ہوشیار آدمی ہے۔"۔۔۔برونو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔اور ویٹر کو بلا کر اس نے فون لے جانے اور اپنے اور مس الماس کے لیے وہسکی کا آرڈر دے دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہسکی ان کی ٹیبل پر پہنچ گئی۔اور وہ دونوں خاموشی سے وہسکی سپ کرنے میں مصروف ہو گئے۔برونو سوچ رہا تھا کہ کاش یہ آدمی درست ثابت ہو تا کہ وہ اس جنجال سے نکل سکے۔۔۔۔۔۔اور مس الماس ایک لاکھ روپے کے تصور میں مست تھی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد برونو نے بیرونی گیٹ پر ایک لمبے تڑنگے اور خاصلے سڈول جسم کے مالک نوجوان کو دیکھا۔اس نے اوور کوٹ پہن رکھا تھا اور سر پر فلیٹ ہیٹ تھا۔اس کے پیچھے ایک اور نوجوان تھا جو کوٹ پتلون میں ملبوس تھا۔۔۔۔۔انہیں دیکھتے ہی مس الماس چونکی اس نے ہاتھ لہرا کر انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔۔۔۔۔اور وہ دونوں تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے ان کی طرف بڑھ آئے۔

جب وہ دونوں قریب پہنچے تو مس الماس ان کے استقبال کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔جب کہ برونو ویسے ہی بیٹھا رہا۔کیونکہ وہ ایسے لوگوں کی نفسیات کو اچھی طرح جانتا تھا۔اگر وہ بھی ان کے استقبال کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا تو پھر ان کی نظروں میں برونو کی وہ حیثیت نہ رہتی جو اب بے نیازی سے بیٹھے رہنے سے بن ہو گی۔

"یہ مسٹر رالف ہیں میرے نئے دوست۔۔۔۔۔۔۔اور یہ ہیں جناب مسٹر بابی۔"۔۔۔مس الماس نے

دونوں کا تعارف

کراتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیئے ماسٹر۔۔۔۔۔۔۔ مس الماس نے آپ کی بے حد تعریف کی ہے۔"۔۔۔ برونو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شکریہ۔"۔۔۔ بابی نے سرد لہجے میں کہا۔

اور پھر سائیڈ کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ اس کا ساتھی مقابل کی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔۔ بابی کے اوور کوٹ کے اندر سے بغل کے قریب جھانکنے والا ابھار بتا رہا تھا کہ اس نے بغل میں مشین گن لٹکائی ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔۔ جبکہ اس کے ساتھی کے کوٹ کی جیب کا ابھار ریوالور کی موجودگی کی خبر دے رہا تھا۔ بابی غور سے برونو کو دیکھ رہا تھا۔

"فرمایئے۔۔۔۔۔۔۔ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔"۔۔۔ بابی نے سرد لہجے میں برونو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایک آدمی کو کافرستان کی سرحد غیر قانونی طور پر پار کرانا ہے۔۔۔۔۔۔۔ انتہائی محفوظ طریقے سے۔۔۔۔۔۔۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ وہ آدمی اپنی مرضی سے جا رہا ہے۔ وہ آپ سے مکمل تعاون کرے گا۔۔۔۔۔۔۔ صرف بات یہ ہے کہ اسے کہیں چیک نہ کیا جائے۔ اس کے لیے آپ کو معقول معاوضہ پیش کیا جا سکتا ہے۔"۔۔۔ برونو نے آہستہ سے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔ یہ تو معمولی سا کام ہے۔۔۔۔۔۔۔ میں سمجھا کہ کوئی بڑا کام ہے۔"۔۔۔ بابی نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"معمولی ہی سہی۔۔۔۔۔۔۔ بہر حال اگر آپ یہ کام کرنے پر تیار ہیں تو اپنا معاوضہ بتا دیجیئے تاکہ بات مکمل ہو سکے۔"۔۔۔ برونو نے کہا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"وہ آدمی کیا لے کر جا رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ کتنا وزن ہو گا۔"۔۔۔ بابی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"ایک بریف کیس اس کے پاس ہو گا۔۔۔۔۔۔۔ اور اس بریف کیس میں بھی کوئی منشیات وغیرہ نہیں ہے۔"۔۔۔ برونو نے جواب دیا۔

"کب جانا چاہتا ہے وہ آدمی۔"۔۔۔ بابی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"آج رات۔"۔۔۔ برونو نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔۔۔۔۔ ہو جائے گا بندوبست۔۔۔۔۔۔۔ یہ تو ہمارے لیے معمولی سی بات ہے۔۔۔۔۔۔۔ بہر حال میں اس کا معاوضہ دس لاکھ روپے لوں گا اور وہ نقد۔"۔۔۔ بابی نے کہا۔

"دس لاکھ روپیہ۔۔۔۔۔۔۔ یہ تو بہت زیادہ ہیں۔"۔۔۔ برونو نے چونکتے ہوئے کہا۔

اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا کیونکہ کہ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ فوراً ہی ہاں کر دیتا تو یہ لوگ اور زیادہ مشکوک ہو جاتے۔ ورنہ اس کے لیے دس لاکھ معمولی رقم تھی۔

"زیادہ نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔ اس سے کم نہیں ہو سکتا۔"۔۔۔ بابی نے کہا۔

"دیکھیئے ماسٹر بابی۔۔۔۔۔۔۔ پانچ لاکھ روپے مل سکتے ہیں۔ وہ بھی آدھے پیشگی اور آدھے سرحد پار کرنے کے بعد۔" برونو نے کہا۔

"سوری میں جو بھی ایک بار کہہ دوں وہ فائنل ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ ایک بریف کیس میں کیا لے جایا جا سکتا ہے۔ کروڑوں ڈالر کی منشیات بھی اور لاکھوں روپے کا سونا بھی۔ ایسی صورت میں دس لاکھ زیادہ نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔ بابی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر بابی۔۔۔۔۔۔۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جو شخص بریف کیس بھر کر منشیات یا سونا لے کر جائے گا۔ وہ اس طرح دوسروں اور اجنبیوں کی مدد حاصل کرتا ہے۔۔۔۔۔۔ ظاہر ہے اتنے بڑے کام کرنے والوں کے اپنے وسائل ہوتے ہیں۔ وہ دوسروں کا آسرا نہیں لیا کرتے۔۔۔۔۔۔۔ اس لیے ایسی کوئی بات نہیں جو آپ سوچ رہے ہیں۔ صرف ایک آدمی کو غیر قانونی طور پر سرحد پار کرانا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اور اس لحاظ سے آپ کا بتایا ہوا معاوضہ زیادہ ہے۔ یہ کام اس سے بہت کم رقم میں کسی اور سے بھی کرایا جا سکتا ہے۔"۔۔۔ برونو نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلیئے۔۔۔۔۔ آپ آٹھ لاکھ روپے دے دیں۔ میں دو لاکھ کم کر دیتا ہوں۔ اور وہ صرف مس الماس کی خاطر۔

کیونکہ اس کی خاطر مجھے بہت عزیز ہے۔۔۔۔۔۔۔ بابی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلیئے۔۔۔۔۔۔۔ اگر ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے۔ مجھے بھی مس الماس کی خاطر یہ رقم منظور ہے۔۔۔۔۔۔۔ برونو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور مس الماس جو سودا خراب ہوتے دیکھ کر مایوس ہوتی جا رہی تھی خوشی سے کھل اٹھی۔

"شکریہ۔"۔۔۔ مس الماس نے کہا۔

"وہ آدمی کہاں ہے اور رقم۔"۔۔۔ بابی نے کہا۔

"آپ جہاں اور جس وقت کہیں گے وہ آدمی وہیں اسی وقت پہنچ جائے گا۔۔۔۔۔۔۔ کوڈ طے کر لیں تاکہ کوئی غلط فہمی نہ ہو۔ آدھی رقم آپ کو وہیں ادا کر دی جائے گی۔۔۔۔۔۔۔ اور باقی آدھی سرحد پار ہونے کے بعد محفوظ مقام تک پہنچتے ہی۔"۔۔۔ برونو نے کہا۔

"اوکے۔۔۔۔۔۔۔ اس آدمی کو رات دس بجے ڈریگن بار میں بھیج دیں۔ وہ کاؤنٹر پر جا کر کہے گا کہ میں بابی کا

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

بھائی آرنلڈ ہوں اور اس سے ملنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ جب مجھ سے ملاقات ہو تو میں کہوں گا کہ میرا تو کوئی بھائی ایسا نہیں ہے جس کا نام آرنلڈ ہو۔۔۔۔۔۔۔ تو وہ جواب دے گا کہ میں سوتیلا بھائی ہوں۔ اس کے بعد رقم کی ادائیگی ہو گی اور پھر میں اس آدمی کو منتقل کرانے کا کام شروع کر دوں گا۔"۔۔۔ بابی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔ ایسا ہی ہو گا۔۔۔۔۔۔۔ برونو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔۔۔۔۔۔۔ یہ بتا دیجیئے کہ وہ آدمی مقامی ہے یا غیر ملکی۔"۔۔۔ بابی نے اٹھتے اٹھتے پوچھا۔

"مقامی ہو گا اور میرے قد و قامت جیسا۔"۔۔۔ برونو نے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔ غیر ملکی ہونے کی صورت میں خطرہ بڑھ سکتا تھا۔"۔۔ بابی نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس بار برونو بھی اسے الوداع کہنے کے لیے اٹھا۔

"چلتی ہو ہنی۔"۔۔۔ بابی نے مس الماس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے کھانا کھانا ہے اور مسٹر رالف نے مجھے دعوت دے رکھی ہے۔"۔۔۔ مس الماس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔ اچھا۔"۔۔۔ بابی نے کہا اور سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کا ساتھی بھی اس کے پیچھے تھا۔

"اب میرا حقِ خدمت۔"۔۔۔ مس الماس نے ان دونوں کے باہر نکلتے ہی کہا۔

"ضرور۔۔۔۔۔۔۔ مس الماس ضرور۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اس کے لیے آپ کو میرے کمرے تک جانا ہو گا۔"۔۔۔ برونو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اس کا معاوضہ علیحدہ ہو گا۔۔۔۔۔۔۔ مس الماس نے اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے کہا۔

معاوضے کی فکر نہ کریں مس الماس۔۔۔۔۔۔۔جو چیز پسند آجائے اسے ہر قیمت پر حاصل کیا جاتا ہے اور آپ مجھے پسند ہیں۔"۔۔۔برونو نے کہا۔

"شکریہ۔۔۔۔۔۔۔میرا دعویٰ ہے کہ آپ مایوس نہیں ہوں گے۔"۔۔۔مس الماس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔چونکہ برونو اسی ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا۔اس لیے اسے کھانے کا بل نقد ادا کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔وہ اس کے بل میں شامل ہو جاتا تھا۔۔۔۔۔۔۔اور پھر وہ دونوں چلتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔

برونو اب پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا اس لیے اس نے سوچا تھا کہ رات کے دس بجے تک اکیلا کمرے میں پڑے بور ہونے سے بہتر ہے کہ مس الماس کی خوبصورت رفاقت میں ہی وقت کاٹا جائے۔۔۔۔۔۔۔اور مس الماس کے لیے تو آج کا دن یقیناً عید کا دن تھا کہ ایک لاکھ روپے کے علاوہ بھی بھاری معاوضہ ملنے کی امید پیدا ہو گئی تھی۔

ہوٹل سلکی وے کا کمرہ بارہ خالی پڑا ہوا تھا۔وہاں سامان نام کی بھی کوئی چیز موجود نہ تھی۔۔۔۔۔۔۔جب کہ رالف نے برونو کا یہی پتہ بتایا تھا۔

"مجھے پہلے یہی امید تھی۔"۔۔۔عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"پہلے سے آپ کو کیسے پتا پر چل گیا۔"۔۔۔صفدر نے کہا۔

"وہ تیسرا آدمی جو کار میں تھا وہ برونو تھا۔۔۔۔۔۔۔اور ظاہر ہے جیسے ہی ااسے تعاقب کا احساس ہوا ہو گا۔وہ صورت حال کو سمجھ گیا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔اور اس کے بعد اس کی یہاں واپسی اس کی زندگی کی سب سے بڑی حماقت ہوتی۔"۔۔۔عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

اور صفدر شرمندہ سے انداز میں سر ہلا کر رہ گیا۔اس سے

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

واقعی حماقت ہوئی تھی کہ وہ کوٹھی کے عقب کی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوتے وقت غفلت کا شکار ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔بہر حال اب حماقت ہو چکی تھی جس کا مداوا نہ کیا جا سکتا تھا۔

"اسے کسی خاص طریقے سے گھیرنا پڑے گا۔"۔۔۔عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر کمرے سے باہر آ گیا۔"۔۔۔صفدر بھی خاموش تھا۔

"میرے خیال میں ہم سب اگر ہوٹلوں میں پھیل کر اسے چیک کریں تو شاید اس کا سراغ مل جائے۔"۔۔۔صفدر نے کہا۔

"ہاں۔۔۔۔۔۔۔ہو تو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔لیکن مجھے یقین ہے کہ برونو نے میک اپ بدل لیا ہو گا۔وہ سپیشل ایجنٹ ہے۔۔۔۔۔۔۔ارے ہاں۔۔۔۔۔۔۔ایک کام ہو سکتا ہے۔میں نے اس کا کوٹ دیکھا تھا۔ ٹرپل کراس نیلے خانوں کے ڈیزائن کا کوٹ۔۔۔۔۔۔۔ایسا کوٹ بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ہو سکتا ہے کہ اس نے میک اپ بدل لیا ہو۔۔۔۔۔۔۔لیکن لباس بدلنے کی ضرورت نہ سمجھی ہو۔ٹھیک ہے اسے چیک کیا جانا چاہیئے۔اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔"۔۔۔عمران نے کہا۔

اس دوران وہ ہوٹل سلکی وے کے ہال میں پہنچ چکے تھے۔عمران برآمدے میں لگے ہوئے فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔اس نے فون بوتھ میں داخل ہو کر سکے ڈالے اور ایکسٹو کے گھما دیئے۔۔۔۔۔۔۔جب کہ صفدر باکس کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔

"ایکسٹو۔"۔۔۔دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"جناب۔۔۔۔۔۔۔میں عمران بول رہا ہوں ہوٹل سلکی سے۔صفدر بھی میرے ساتھ ہے۔ہم برونو کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے ہیں۔۔۔۔۔۔۔لیکن وہ یہاں سے غائب ہے اور یقیناً اب کسی ہوٹل

میں پہنچا ہو گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے میک اپ تبدیل کر لیا ہو البتہ میرا خیال ہے کہ اس نے لباس نہ بدلا ہو گا۔ اس کا کوٹ ٹریپل کراس نیلے خانوں کے ڈیزائن کا کوٹ ہے۔۔۔۔۔۔۔ وہ بائیں پیر پر دباؤ ڈال کر چلتا ہے۔ قد و قامت میری جیسی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو تمام ممبران کو اس کی تلاش پر مقرر کر دیں۔۔۔۔۔۔۔ میں اور صفدر بھی اسے تلاش کرتے ہیں۔ اگر وہ کسی کو نظر آجائے تو وہ ہمیں واچ ٹرانسمیٹر پر اطلاع دے سکتا ہے۔"۔۔۔ عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں دوسری طرف سے کچھ سنے بغیر ہی تفصیلی رپورٹ دینی شروع کر دی۔۔۔۔۔۔ اور صفدر جو دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا عمران کا مؤدبانہ لہجہ سن کر زیر لب مسکرانے لگا۔

"صفدر سے میری بات کراؤ۔"۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

اور عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے صفدر کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اتنی لمبی چوڑی تقریر کے بعد ایکسٹو کا اس کو کوئی جواب دینے کی بجائے صفدر کو بلانا عمران کو ناگوار گزرا ہو۔

"یس سر۔۔۔۔۔۔۔ صفدر بول رہا ہوں۔"۔۔۔ صفدر نے ریسیور ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"صفدر۔۔۔۔۔۔۔ تم عمران کے ساتھ رہو گے۔ میں باقی ممبرز کو بھی تلاش کے لیے کہہ دیتا ہوں۔"۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔

"یس سر۔"۔۔۔ صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے ریسیور ہک میں لٹکا دیا۔

"یہ چوہا اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے۔ میں بس اس کا لحاظ کر جاتا ہوں۔"۔۔۔ ورنہ کسی روز کوئی سیاہ بلی اس پر چھوڑ دوں گا۔ اب بھلا بتاؤ یہ بات وہ مجھ سے نہ کہہ سکتا تھا۔"۔۔۔ عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔۔۔۔۔۔۔ ہم اس کی ٹیم کے ممبر ہیں۔ آپ تو مہمان اداکار ہیں اور بس۔"۔۔۔ صفدر نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

اس کے ذہن پر چھائی ہوئی کوفت کی گرداب چھٹ چکی تھی اور وہ پوری طرح موڈ میں آگیا تھا۔

"جس روز میں نے مہمان بننے سے انکار کر دیا اس روز دیکھوں گا کہ فلم کیسے باکس آفس پر ہٹ ہوتی ہے۔"۔ ۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور باہر پارکنگ میں کھڑی ہوئی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

صفدر کی کار چوں کہ تعاقب کے چکر میں اس ویران عمارت کے قریب ہی رہ گئی تھی۔ اسی لئے اب وہ عمران کے ساتھ ہی لگا پھر رہا تھا۔

"اب کون کون سے ہوٹل چیک کئے جائیں۔"۔۔۔ صفدر نے کار میں بیٹھتے ہی کہا۔

"وہ ویران عمارت کون سی سڑک پر ہے۔ جہاں تمہیں انٹا غفیل کیا گیا تھا۔"۔۔۔ عمران نے کار اسٹارٹ کر کے اسے مین روڈ پر لے آتے ہوئے کہا۔

"وہ تو تبریزی روڈ پر ہے۔"۔۔۔ صفدر نے کچھ نہ سمجھنے کے سے انداز میں جواب دیا۔

"اسے یقیناً وہیں چھوڑ دیا گیا ہو گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تبریزی روڈ سے چل کر کون سے ہوٹل میں جا سکتا ہے۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نزدیک ترین ہوٹل تو سلور سینڈ ہی پو سکتا ہے۔ لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ وہ وہاں سے پیدل ہی آگے گیا ہو۔۔۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ اس نے کوئی ایسا ہوٹل منتخب کیا ہو گا جہاں وہ منفرد نہ ہو سکے۔ بلکہ جو متوسط طبقے کا ہوٹل ہو۔۔۔۔۔۔۔ اور ایسے ہوٹل مین مارکیٹ کے ارد گرد کافی تعداد میں ہیں۔"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"چلو۔۔۔۔۔۔۔ وہیں سے چیکنگ شروع کر دیتے ہیں۔"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور مختلف سڑکوں سے کار گزارنے کے بعد وہ مین مارکیٹ میں پہنچ گئے۔۔۔۔۔۔۔ انہوں نے

ایک دو ہوٹل چیک کئے۔ عمران انسدادِ منشیات بورڈ کا انسپکٹر بن گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔اس لیے اسے رجسٹر دکھانے میں کاؤنٹر والوں نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ جو لوگ نئے رہائش پزیر ہوئے تھے ان کے متعلق تفصیلی پوچھ گچھ کے بعد وہ مایوس ہو گئے تھے۔ کیونکہ وہ قدو قامت کے لحاظ سے برونو پر پورے نہ اترتے تھے۔

اسی طرح گھومتے پھرتے وہ ہوٹل ہنی مون میں داخل ہوئے تو وہاں بے پناہ رش تھا۔۔۔۔۔۔۔تمام میزیں پُر تھیں۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے انہوں نے ایک میز پر سے ایک مرد اور ایک خوبصورت عورت کو اٹھ کر لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔اور عمران کی طرف ان کی پشت تھی۔ دوسرے لمحے عمران چونک پڑا۔ کیونکہ مرد نے وہی ٹرپل کراس نیلے خانوں والا چیک کوٹ پہن رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔اس کا قدو قامت بھی برونو جیسا تھا۔ اور وہ بائیں پیر پر دباودے کر چل رہا تھا۔

عمران نے صفدر کا ہاتھ دبایا۔ اور تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔پھر وہ جیسے ہی کاؤنٹر پر پہنچے۔ ویٹر اس میز سے برتن اٹھا کر اسی لمحے کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔

"مسٹر رالف روم پچیس سیکنڈ فلور کا بل جمع کر لیں۔" ویٹر نے کاؤنٹر مین سے کہا اور کاؤنٹر مین سر ہلاتے ہوئے رجسٹر پر جھک گیا۔

"یہ مسٹر رالف وہی ہیں جنہوں نے نیلے رنگ کے خانوں

والا کوٹ پہنا ہوا ہے۔"۔۔۔عمران نے بڑے سرسری سے لہجے میں ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔۔۔۔۔۔۔وہی ہیں۔"۔۔۔ویٹر نے جواب دیا۔ اور وہ تیزی سے آرڈر لینے کے لیے ایک اور میز کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ فرمایئے۔"۔۔۔کاؤنٹر مین نے رجیسٹر سے سر اٹھاتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور عمران نے جیب سے وہی انسدادِ منشیات بورڈ کے انسپکٹر والا کارڈ نکال کر کاؤنٹر کلرک کے سامنے رکھ دیا۔

یہ وہی کارڈ تھا جو وہ ہر ہوٹل میں دکھا کر رجسٹر وغیرہ چیک کر رہا تھا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔یس۔۔۔۔۔۔۔فرمایئے۔"۔۔۔کاؤنٹر کلرک نے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ذرا اپنا بکنگ رجیسٹر دکھایئے۔"۔۔۔عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اور کاؤنٹر کلرک نے سامنے پڑا ہوا رجسٹر موڑ کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"سر۔۔۔۔۔۔۔ہمارا ہوٹل منشیات کی لعنت سے پاک ہے سر۔۔۔۔۔۔۔آپ کو کبھی یہاں سے کوئی شکایت نہ ملی ہو گی۔"۔۔۔کاؤنٹر کلرک نے کہا۔

"ہاں۔"۔۔۔عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور رجیسٹر پر نظریں دوڑانے لگا۔ اور چند لمحوں بعد اس نے چیک کر لیا

کہ رالف نے کمرہ دو گھنٹے پہلے لیا تھا۔ اور یہ تقریباً وہی ٹائم تھا جس وقت صفدر کو تعاقب سے بھٹکا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔اور پھر نام ہی بتا رہا تھا کہ یہی برونو ہے۔ رالف سے مل کر آنے کے بعد اس کے ذہن میں فوری طور پر یہی نام ہی آیا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس نے اسی نام سے کمرہ بک کرا لیا ہو گا۔

"او۔کے۔۔۔۔۔۔۔تھینک یو۔"۔۔۔عمران نے رجیسٹر واپس کیا اور صفدر کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتا ہوا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا فوری ہاتھ ڈالنے کا پروگرام ہے۔۔۔۔۔۔۔۔صفدر نے کہا۔

"ہاں۔۔۔۔۔۔۔اسے معمولی سی چھوٹ دینے کا مطلب ہے کہ یہ پھر دارالحکومت کے لاکھوں شہریوں میں غائب ہو جائے گا۔"۔۔۔عمران نے کہا۔ اور پھر وہ لفٹ کے ذریعے دوسری منزل پر پہنچ گئے۔۔۔۔۔۔۔

کمرہ پچیس کا دروازہ بند تھا۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے۔"۔۔۔اندر سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"ویٹر سر۔"۔۔۔عمران نے کہا۔

"کیا بات ہے۔۔۔۔۔۔۔کیوں آئے ہو۔"۔۔۔اندر سے پوچھا گیا۔

"یہ بل پر سائن فرمادیں۔۔۔۔۔۔۔آپ بغیر سائن کئے آگئے ہیں سر۔ "

عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔اچھا۔"۔۔۔اندر سے مطمئن انداز میں کہا گیا۔

اور عمران نے صفدر کو اشارہ کیا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔دوسرے لمحے جیسے ہی دروازہ کھلا۔عمران پوری قوت سے دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔برونو اچانک دھکا کھا کر پیچھے کی طرف ہٹتا گیا۔

"خبر دار۔۔۔۔۔۔۔اگر کوئی غلط حرکت کی تو۔"۔۔۔عمران نے ریوالور اس کے سینے پر رکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

اسی لمحے صفدر بھی ریوالور لئے اندر داخل ہو گیا اور برونو صفدر کو دیکھتے ہی چونک پڑا۔۔۔۔۔۔۔اور عمران اس کے چونکنے پر ہی سمجھ گیا کہ اس نے صحیح آدمی پر ہاتھ ڈالا ہے۔اندر ایک لڑکی موجود تھی جو چیختی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو جاؤ لڑکی۔"۔۔۔عمران نے غراتے ہوئے کہا۔اور لڑکی تیزی سے سائیڈ پر ہو گئی۔

"کون ہو تم۔"۔۔۔برونو نے حیرت انگیز طور پر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"وہ بلیو کیپسول واپس کردو مسٹر برونو۔"۔۔۔عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"بلیو کیپسول۔۔۔۔۔۔۔کیا مطلب۔۔۔۔۔۔۔کیا تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔"۔۔۔برونو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دماغ خراب بھی ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔سپیشل ایجنٹ صاحب۔"

عمران کے لہجے میں بے پناہ کرختگی تھی۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر۔۔۔۔۔۔۔نہ ہی میرے پاس کوئی کیپسول ہے اور نہ ہی میں سپیشل ایجنٹ ہوں۔میں تو ایک سیدھا سادھا سا کاروباری آدمی ہوں۔"۔۔۔برونو نے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

تم دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔۔۔۔۔۔۔اور سنوڈی سلوا اور اس کے ساتھیوں کو تم نے جس بے دردی سے قتل کیا ہے اس کے بعد تم کو چھلنی کرنا میرے ضمیر پر کوئی بوجھ نہیں ڈالے گا۔۔۔۔۔۔۔اس لیے جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرو۔"۔۔۔عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم جس طرح چاہو اپنی تسلی کر لو مسٹر۔"۔۔۔برونو نے مطمئن لہجے میں جواب دیا اور دیوار کی طرف مڑ گیا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح دیوار کے ساتھ کھڑی لڑکی چیختی ہوئی عمران اور صفدر سے آٹکرائی۔برونو نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اچھال دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔عمران اور صفدر کو شاید اس سے اس قدر پھرتی کی توقع نہ تھی۔اس لیے لڑکی کے اچانک آٹکرانے سے وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر کونے میں جا لگے۔۔۔۔۔۔۔اسی لمحے برونو نے کسی عقاب کی طرح چھلانگ لگائی اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

عمران نے چیکتی ہوئی لڑکی کو ایک طرف اچھالا اور وہ بھی برونو کے پیچھے بھاگا۔۔۔۔۔۔۔برونو برآمدے میں نہ تھا۔اور لفٹ

کا دروازہ بھی بند تھا۔عمران تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکا۔اور پھر اس نے برونو کی جھلک دیکھ لی۔۔۔۔۔۔۔وہ بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں اترتا جا رہا تھا۔عمران نے ٹریگر دبا دیا۔لیکن اسی لمحے برونو نے اچھل کر سیرھیوں کے سائیڈ کٹہرے پر پیر رکھا۔اور پھر وہ سیڑھیاں اترنے کی بجائے ہوا میں اڑتا ہوا

نیچے ہال میں جا گرا۔۔۔۔۔۔۔ عمران برونو کے اس بے جگر انداز پر حیران رہ گیا۔ برونو واقعی جان پر کھیل گیا تھا کہ اتنی بلندی سے اس نے نیچے ہال میں چھلانگ لگادی تھی۔۔۔۔۔۔۔ دوسرے لمحے نیچے ایک دھماکہ سنائی دیا۔اوراس کے ساتھ ہی ہال میں سے چیخوں کی آوازیں بلند ہوئیں۔۔۔۔۔۔۔ اسی لمحے عمران نے بھی کٹہرے پر پیر رکھے اور وہ بھی برونو کی طرح نیچے ہال میں کود گیا۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ اس کے سوااور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ اگر عمران سیڑھیاں اترنے کا تکلف کرتا تو پھر برونو یقیناً نکل جاتا۔ فرش کے قریب پہنچتے ہی عمران نے جسم کو مخصوص انداز میں موڑا اور پیراٹروپنگ کے مخصوص انداز میں اس کے قدم جیسے ہی فرش سے ٹکرائے وہ قلابازی کھا کر سیدھا ہوا۔۔۔۔۔۔۔ اس کے گرنے سے بھی خاصا زوردار دھماکہ ہوا۔ اسی لمحے عمران کو بیرونی گیٹ پر برونو کی جھلک نظر آئی۔۔۔۔۔۔۔ اور عمران بے تحاشا دوڑتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ہال میں موجود سب لوگ کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کئی عورتیں چیخ رہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔ عمران ان کی چیخوں کی پرواہ کئے بغیر

مین گیٹ کی طرف لپکا۔ مین گیٹ سے باہر آتے ہی وہ ٹھٹھک گیا۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ باہر برونو کہیں نظر نہ آرہا تھا۔ عمران نے ایک لمحے کے لیے رک کر ادھر اُدھر دیکھا۔۔۔۔۔۔۔ اور پھر اسی لمحے پارکنگ سائیڈ سے اس نے ایک کار کو حرکت میں آتے اور طوفانی رفتار سے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ سائیڈ سے ہوتی ہوئی گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور وہ گیٹ کی طرف اس قدر تیزی سے بھاگا جیسے۔۔۔۔۔۔۔ وہ دوڑنے کی بجائے اڑ رہا ہو۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ دونوں بیک وقت گیٹ پر پہنچ گئے۔ عمران نے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ کار کی چھت پر جا پڑا۔ لیکن اسی لمحے کار ایک زوردار جھٹکے سے رکی۔۔۔۔۔۔۔ اور عمران بے اختیار پھسلتا ہوا نیچے آ گرا۔ اور کار سائیں کی تیز آواز نکالتی ہوئی سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔ ریوالور ہال میں کودتے وقت ہی عمران کے ہاتھوں سے نکل

چکا تھا۔ ورنہ وہ اس کا ٹائر برسٹ کر کے روک لیتا۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اب وہ نکل گیا تھا۔ عمران کار کے نکلتے ہی تیزی سے گھوما شاید وہ کسی موٹر سائیکل کو تاڑنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اسی لمحے ایک کار زائیں کی آواز سے اس کے قریب رکی۔

"عمران صاحب۔"۔۔۔ تنویر کی آواز سنائی دی اور عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے دروازہ کھول کر اندر چھلانگ لگادی۔

"جلدی کرو تنویر۔۔۔۔۔۔۔ کار دوڑاو۔۔۔۔۔۔۔ مجرم نکل جائے گا۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور تنویر نے یکلخت ایکسیلیٹر دبادیا۔ اس کی کار نے ایک زوردار جھٹکا کھایا۔۔۔۔۔۔۔ اور یوں تیزی سے آگے بڑھی کہ کئی کاروں سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔ تنویر دانت بھینچے ایکسیلیٹر دبائے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔ اور کار طوفانی رفتار میں آگے بڑھتی گئی۔ کار کے انجن سے اتنا شور بلند ہو رہا تھا کہ سڑک پر دوڑنے والی کاریں کائی کی طرح پھٹتی گئیں۔ اس کے باوجود تنویر اس انداز میں سٹیرنگ کو مسلسل گھما گھما کر کار کو دوسری کاروں سے بچ کر آگے بڑھ رہا تھا جیسے وہ ڈرائیونگ نہ کر رہا ہو بلکہ کسی سرکس میں کوئی مظاہرہ کر رہا ہو۔۔۔۔۔۔۔ جب کہ عمران کی نظریں آگے جاتی۔۔۔۔۔۔۔ ہوئی کاروں پر جمی ہوئی تھیں۔

برونو دانت بھینچے کار دوڑائے جا رہا تھا۔ یہ اتفاق تھا کہ وہ ہوٹل سے نکل کر چھپنے کے لیے پارکنگ میں جا گھسا تھا۔۔۔۔۔۔۔ اور پھر اسے وہاں ایک ایسی کار نظر آ گئی جس کے نہ صرف اگنیشن میں چابی موجود تھی بلکہ اس کا دروازہ بھی لاک نہ تھا۔۔۔۔۔۔۔ شاید اس کار کا مالک کسی جلدی کی وجہ سے اتر کر گیا تھا۔ بہر حال برونو کے لیے یہ انتہائی خوش قسمتی کا موقع تھا۔۔۔۔۔۔۔ چنانچہ اس نے کار سنبھالی اور پھر اسے تیزی سے بیرونی گیٹ کی طرف لے گیا۔۔۔۔۔۔۔ اسی لمحے اس نے اسی نوجوان کو بجلی کی سی تیزی سے دوڑ کر کار کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا جس نے کمرے میں اس پر حملہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ برونو نے ایکسیلیٹر دبایا مگر

نوجوان کی رفتار حیرت انگیز حد تک تیز تھی۔۔۔۔۔۔۔اور جیسے ہی برونو کی کار گیٹ سے مڑی نوجوان اچھلا اور دوسرے لمحے کار کی چھت پر دھاکہ سا ہوا۔ لیکن برونو نے انتہائی پھرتی سے کار کو ٹرن دیا اور پھر اس نے اس نوجوان کو کار کی چھت سے پھسل کر نیچے گرتے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔برونو کار آگے بڑھائے گیا۔ کافی فاصلے پر آنے کے بعد اس نے کار کو اچانک ایک سائیڈ گلی میں موڑ۔۔۔۔۔۔۔اور پھر اسے دوسری سڑک پر لے آیا۔ اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سیدھا ساحل سمندر پر جائے گا۔۔۔۔۔۔۔لیکن اب اس کے لیے ایک اور مسلئہ کھڑا ہو گیا تھا کہ اس کا بریف کیس وہیں ہوٹل میں رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔اور یقیناً مس الماس کے ہتھے چڑھا ہو گا۔ اس لیے اس نے یہی سوچا تھا کہ وہ بابی کو پکڑے اور اس کے ذریعے مس الماس سے وہ بریف کیس واپس حاصل کرے۔

وہ کار دوڑاتا ہوا ابھی ساحل سمندر والے چوک سے کچھ فاصلے پر تھا کہ دور سے اس نے پولیس کو دیکھا جو کاریں روک کر انہیں چیک کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔برونو کے ذہن میں فوراً خیال آیا کہ شاید کار کے مالک نے کار چوری کی اطلاع پولیس کو دے دی ہو گی۔۔۔۔۔۔۔اور اب پولیس کار کی دستیابی کے لیے پکٹنگ کر رہی ہے۔ چنانچہ اس نے کار سڑک کی ایک سائیڈ پر روکی۔۔۔۔۔۔۔اور پھر نیچے اتر کر وہ تیزی سے سڑک پار کر کے ایک کیفے کے اندر داخل ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔اس کے کوٹ کی جیبوں میں ابھی کافی کرنسی موجود تھی۔

اور اس کے ذہن میں وہ

بھی موجود تھے۔ جن وں پر مس الماس نے بابی کو فون کیا تھا۔ وہ تیزی سے کاؤنٹر پر پہنچا۔

"مجھے ایک فون کرنا ہے۔"۔۔۔برونو نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کر لیجیئے۔"۔۔۔کاؤنٹر پر موجود نوجوان نے فون اس کی طرف کھسکایا۔

اور برونو نے انکوائری کے گھما کر پہلے ہوٹل ہنی مون کے معلوم کئے۔۔۔۔۔۔۔اور پھر اس نے ہوٹل کے

گھمادیئے۔

"یس۔۔۔۔۔۔۔۔ہوٹل ہنی مون۔"۔۔۔دوسری طرف سے ریسپشنسٹ کی آواز سنائی دی۔

"سنیئے۔۔۔۔۔۔۔میں دوسری منزل کے کمرہ پچیس میں رہائش پزیر ہوں۔ وہاں میرا ایک بریف کیس رہ گیا ہے۔ کیا آپ مجھے وہ بریف کیس پہنچوا سکتے ہیں۔"۔۔۔برونو نے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔مسٹر رالف۔۔۔۔۔۔۔وہ آپ ہی ہیں جو اوپر کی منزل سے کود کر بھاگے تھے۔ اور آپ کے پیچھے ایک اور آدمی تھا۔"ریسپشنسٹ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔۔۔۔۔وہ میں ہی تھا۔۔۔۔۔۔۔میرا دشمن میرے پیچھے تھا۔ ہمارا خاندانی تنازعہ تھا۔ وہ مجھے جان سے مارنا چاہتا تھا۔"برونو نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔آئی۔ سی۔۔۔۔۔۔۔اس لیے آپ اس انداز میں

گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔بہر حال آپ شاید مس الماس کے ساتھ کمرے میں گئے تھے۔ کہ آپ کے دشمن وہاں پہنچے۔۔۔۔۔۔۔آپ کا بریف کیس کو براکلر میں تھا۔"۔۔۔ریسپشنسٹ نے کہا۔

"جی ہاں۔۔۔۔۔۔۔بالکل وہی۔"۔۔۔برونو نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ تو میں نے مس الماس کے ہاتھ میں دیکھا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ مسٹر رالف نے اسے لے جانے کی ہدایت کی ہے۔"۔۔۔ریسپشنسٹ نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔اچھا۔۔۔۔۔۔۔یہ مس الماس تو آپ کے ہوٹل میں مستقل آتی جاتی ہیں۔ کیا آپ پلیز مجھے اس کی رہائش گاہ کا پتہ بتائیں گے۔"۔۔۔برونو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔۔۔۔۔۔۔کیوں نہیں۔۔۔۔۔۔۔مس الماس نادر اپارٹمنٹس کی دسویں منزل کے کمرہ چار میں رہتی ہیں۔"۔۔۔ریسپشنسٹ نے جواب دیا۔

"یہ نادر اپار ٹمنٹس کون سی روڈ پر ہے۔"۔۔۔ برونو نے پوچھا۔

"اپر مال روڈ پر جناب۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا آپ ہوٹل واپس آئیں گے۔ آپ کے ذمہ بل بھی ہے۔"۔۔۔ ریسپشینیسٹ نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ کے تمام بل ادا ہو جائیں گے۔ میں نے ابھی ایک ہفتہ یہاں رہنا ہے۔ اوکے تھینک یو۔"

برونو نے جلدی سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسیور رکھ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔ اور نوٹ کاؤنٹر مین کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے کیش بک سے چھوٹے نوٹ نکال کر گنے اور کال کی رقم کاٹ کر باقی رقم برونو کے حوالے کر دی۔

اور برونو رقم کو جیب میں ڈالتا ہوا باہر کی طرف لپکا۔

اب اس نے بابی کے پاس جانے کی بجائے نادر اپار ٹمنٹس جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ کیوں کہ ظاہر ہے رقم اس کے لئے انتہائی اہمیت رکھتی تھی اس کے بغیر تو بابی نے بھی اس کی بات نہ سننی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ اور پھر ویسے بھی وہ مس الماس کے اپار ٹمنٹ میں رہ کر میک اپ بھی بدل سکتا تھا اور لباس بھی۔۔۔۔۔۔۔۔ چنانچہ باہر نکلتے ہی وہ پہلے ایک ستون کی آڑ میں رک کر ادھر ادھر کا جائزہ لیتا رہا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سمجھ تو گیا تھا کہ سیکرٹ سروس نے اسے ٹریس کر لیا تھا۔ کیوں کہ نوجوان حملہ آور کے ساتھ جو آدمی تھا وہ وہی تھا جسے اس نے رالف کی کوٹھی سے نکلتے ہوئے تعاقب میں دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ اور جسے رالف کے آدمی بے ہوش کر کے کار میں ڈال کر لے گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ گو برونو نے اپنے طور پر انتہائی احتیاط سے کام لیا تھا کہ وہ ہوٹل سلکی وے میں واپس نہ گیا تھا۔ اور اس نے اپنا میک اپ بھی بدل لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اس کے باوجود وہ لوگ اس کے کمرے میں بھی پہنچ گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ نہ صرف اسے پہچان گئے تھے بلکہ اس کا نام

تک جانتے تھے۔ اس

لئے وہ اب ان کی صلاحیتوں سے قدرے خوف زدہ ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ستون کی آڑ میں ان کا یہ جائزہ لے رہا تھا۔ کہ کہیں سیکرٹ سروس کے رکن وہاں اس کی تلاش میں موجود نہ ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن جب اسے ادھر ادھر کہیں مشکوک آدمی نظر نہ آیا تو وہ ستون کی آڑ سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سامنے چوک کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں اسے ٹیکسی سٹینڈ نظر آ رہا تھا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ ایک خالی ٹیکسی انگیج کر چکا تھا۔

"اپر مال روڈ پر نادر اپار ٹمنٹس پر چلو۔"۔۔۔ برونو نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

برونو نے جان بوجھ کر اس ٹیکسی کو منتخب کیا تھا کیونکہ اس کار کے شیشے تاریک تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ باہر سے اندر نہ دیکھا جا سکتا تھا۔ جب کہ اندر سے باہر واضح نظر آتا تھا۔ اس طرح برونو محفوظ رہ سکتا تھا۔

ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی آخر کار ایک بارہ منزلہ عظیم الشان عمارت کے سامنے رک گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ نادر اپار ٹمنٹس کی عمارت تھی۔

برونو نے میٹر کے مطابق کرایہ ادا کیا اور جب ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو وہ تیزی سے عمارت کے اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔ عمارت میں اندر جانے کے لیے چار لفٹیں کام کر رہی تھیں جس سے عورتیں اور مرد اتنی تعداد میں آ جا رہے تھے کہ جیسے اس

بلڈنگ میں کوئی میلہ منعقد ہو رہا ہو۔ البتہ برونو اسی بھیڑ کی وجہ سے زیادہ مطمئن ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ایک لفٹ کے ذریعے دسویں منزل پر پہنچا اور چند ہی لمحوں بعد وہ کمرہ چار کے دروازے پر موجود تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ دروازے پر مس الماس کے نام کی نیم پلیٹ موجود تھی۔

برونو نے ادھر ادھر دیکھا۔اور پھر دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔۔۔۔۔۔۔۔کی ہول سے اندر سے روشنی کی ایک لکیر باہر نکل رہی تھی۔ جس سے ظاہر تھا کہ مس المس اندر موجود ہے۔

دستک کی آواز کے ساتھ ہی اندر سے کھڑ کھڑاہٹ کی تیز آوازیں ابھریں۔۔۔۔۔۔۔۔اور پھر چند لمحوں کے بعد خاموشی سی طاری ہو گئی۔

برونو نے ایک بار پھر دستک دی۔اس بار اس نے پہلے کی نسبت ذرا زیادہ تیز انداز میں دستک دی تھی۔

"کون ہے۔"۔۔۔اندر سے مس الماس کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بابی نے مجھے بھیجا ہے الماس۔۔۔۔۔۔۔۔ایک ضروری پیغام ہے۔"۔۔۔برونو نے منہ پر ہاتھ رکھ کر آواز کو بدلتے ہوئے کہا۔

اور اس کی توقع کے عین مطابق ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا۔۔۔۔۔۔۔۔اور برونو دروازے پر کھڑی مس الماس کو دھکیلتا

ہاں اندر داخل ہو گیا۔

"تت۔۔۔۔۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔۔۔اور یہاں۔"۔۔۔مس الماس کے منہ سے برونو کو اپنے سامنے دیکھ کر حیرت سے چیخ سی نکل گئی۔

"مس الماس۔۔۔۔۔۔۔۔تم صرف ایک لاکھ کی حق دار ہو۔اس سے زیادہ کی نہیں۔اس لیے وہ بریف کیس میرے حوالے کر دو۔"۔۔۔برونو نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

اس نے لات مار کر دروازہ بند کر دیا تھا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔۔بریف کیس۔۔۔۔۔۔۔۔کیسا بریف کیس۔"مس الماس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"دیکھو مس الماس۔۔۔۔۔۔۔۔میری تم سے کوئی دشمنی نہیں۔اس لیے بہتر یہی ہے کہ بجائے موت کو گلے لگانے کے مجھ سے تعاون کرو۔۔۔۔۔۔۔۔ورنہ تم دیکھ رہی ہو کہ میرے ہاتھ کتنے لمبے ہیں۔میں یہاں تک پہنچ گیا ہوں تو مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم میرا بریف کیس لے کر آئی ہو۔"۔۔۔برونو نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔۔میں تو مذاق کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ٹھیک ہے اپنا بریف کیس لے لو۔ویسے مجھے اب حیرت ہے کہ تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔"۔۔۔الماس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

وہ شاید سمجھ گئی تھی کہ جو شخص یہاں تک پہنچ سکتا ہے

وہ ذرا ہی ہچکچاہٹ کے بغیر اسے گولی بھی مار سکتا ہے۔اور ظاہر ہے مرنے کے بعد اس کے لئے بریف کیس کوئی اہمیت نہ رکھے گا۔۔۔۔۔۔۔۔چنانچہ اس نے اسی ایک لاکھ پر ہی اکتفا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

"شکریہ۔۔۔۔۔۔۔۔تم سمجھدار لڑکی ہو۔یہ میرا احسان سمجھنا کہ میں ان حالات کے باوجود نہ صرف تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں بلکہ ایک لاکھ روپیہ بھی دے رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ورنہ ایک بار ٹریگر دبانے کے بعد میرا ایک لاکھ صاف طور پر بچ جاتا۔لیکن میں اصول کا پابند ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔اور یہ بات کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر تمہارے ذہن میں اب بھی کوئی منفی خیال ہے تو اسے ذہن سے نکال دو۔"۔۔۔برونو نے کہا اور ریوالور جیب میں ڈال لیا۔

"تم فکر نہ کرو رالف۔۔۔۔۔۔۔۔تمہارے آنے سے پہلے واقعی میں یہی سمجھ رہی تھی کہ اب تم مجھے کبھی نہ ڈھونڈ سکو گے لیکن تمہارے اس طرح یہاں پہنچ جانے کے بعد میں سمجھ گئی ہوں کہ تم بابی سے بھی دو ہاتھ آگے ہو۔"۔۔۔مس المس نے مسکراتے ہوئے کہا۔اور پھر اس نے ایک پلنگ کے نیچے ہاتھ ڈال کر بریف کیس کو باہر کھینچا اور رالف کے ہاتھ میں دے دیا۔

"اپنی رقم گن لو۔ ابھی میں نے اس میں سے کچھ نہیں نکالا۔" الماس نے کہا اور برونو نے بریف کیس کھول کر ایک نظر ڈالی واقعی رقم پوری تھی۔ میک اپ باکس بھی موجود تھا۔ برونو
نے اس میں سے دس گڈیاں نکال کر الماس کے حوالے کر دیں۔

"یہ لو اپنا ایک لاکھ روپیہ۔۔۔۔۔۔۔اور اسے محفوظ کر لو۔ ہو سکتا ہے مجھے کن حالات میں یہاں سے جانا پڑے۔"۔۔۔ برونو نے کہا اور الماس نے جلدی سے گڈیاں برونو کے ہاتھ سے جھپٹیں اور انہیں اپنے کپڑوں کی الماری کے نچلے خانے میں ڈال کر خانہ بند کر دیا۔۔۔۔۔۔۔اس کے چہرے پر خوشی پھوٹی پڑ رہی تھی۔

"وہ کون تھے جو اس طرح تم پر جملہ آور ہو گئے تھے۔"۔۔۔ مس الماس نے کہا۔

"وہ میرے دشمن تھے۔۔۔۔۔۔۔کاروباری دشمن۔۔۔۔۔۔۔ سنو۔ اگر تم اور رقم حاصل کرنا چاہتی ہو تو مجھ سے تعاون کرو۔۔۔۔۔۔۔ کہیں سے میرے لیئے ایک سوٹ لا دو۔ میں چہرے کے ساتھ ساتھ لباس بھی بدلنا چاہتا ہوں۔"۔۔۔ برونو نے بریف کیس سے ایک اور گڈی نکال کر الماس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور الماس نے ندیدوں کی طرح وہ گڈی بھی جھپٹ لی۔ اس کا چہرہ مسرت سے گلنار ہو رہا تھا۔

تنویر کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ لیکن عمران کو وہ کار نظر نہ آ رہی تھی جس پر برونو فرار ہوا تھا۔ حالانکہ جس رفتار سے تنویر کار چلا رہا تھا اس لحاظ سے اب تک وہ کار نظر آ جانی چاہیئے تھی۔۔۔۔۔۔۔اس کا مطلب تھا کہ برونو انہیں ڈاج دے جانے میں کامیاب ہو چکا ہے۔۔۔۔۔۔۔وہ شاید کسی سائیڈ گلی میں مڑ گیا تھا۔ اور پھر سامنے بڑا چوک نظر آنے لگا۔ کار چوک کی سائیڈ پر روک دو تنویر۔۔۔۔۔۔۔وہ مجرم نکل گیا ہے۔ اب اسے تلاش کرنا ہو گا۔"۔۔۔ عمران نے کہا اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کار کی رفتار آہستہ کی اور اسے ایک سائیڈ پر کر کے روک دیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

عمران نے کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور پھر خانے میں سے مائیک نکال کر منہ سے لگا لیا۔

سیکرٹ سروس کے ممبران کے پاس ہر کار میں وسیع رینج کا ٹرانسمیٹر نصب تھا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔۔۔۔۔ عمران کالنگ اوور۔"۔۔۔ عمران نے بٹن دبا کر بار بار یہی فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔

"یس۔۔۔۔۔۔۔جولیا اٹنڈ نگ اوور۔"۔۔۔ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز ڈیش بورڈ سے ابھری۔

"مس جولیا۔۔۔۔۔۔ مجرم نیلے رنگ کی سپورٹس کار جس کا ایکس ای۔ سی بارہ بارہ ہے۔ کار نئے ماڈل کی ہے۔ وسطی چوک کی طرف بھاگا ہے۔۔۔۔۔۔۔ میں تنویر کے ساتھ اس کے تعاقب میں تھا۔ لیکن وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ آپ سب ممبرز کر کال کر کے ہدایت کر دیں۔۔۔۔۔۔۔ کہ وہ پورے شہر میں پھیل کر اس کار کو تلاش کریں اوور۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مجرم کا حلیہ بتاؤ اوور۔۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

اور عمران نے اس کے لباس کے ساتھ ساتھ اس کا حلیہ ایک بار پھر دوہرا دیا۔

"او کے۔۔۔۔۔۔۔ میں کال کر رہی ہوں۔ لیکن مجرم کی نشاندہی کے بعد کیا کرنا ہے اوور۔"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"میں تنویر کی گاڑی میں ہوں۔ مجھے اطلاع فوراً کی جائے اور مجرم کی انتہائی ہوشیاری سے نگرانی کی جائے۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے اوور۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور دوسری
طرف سے جولیا نے او کے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے بھی بٹن آف کر کے مائیک کو دوبارہ خانے میں ڈال دیا۔

"وہ مجرم نکل کیسے گیا۔"۔۔۔ تنویر نے پہلی بار زناب کھولتے ہوئے کہا۔

"نور جہاں اور کبوتر والا قصہ سنا ہوا ہے۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔۔۔۔۔۔۔ سنا ہوا ہے۔ کیوں۔"۔۔۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس وہی ہمارے ساتھ ہوا۔۔۔۔۔۔۔ ایک کبوتر نور جہاں نے خود چھوڑا تھا دوسرا جہانگیر کے سوال پر چھوڑ دیا کہ اس طرح اڑ گیا۔۔۔۔۔۔۔ چنانچہ ایک لڑکی کو ہم نے نظر انداز کیا اور مجرم نے اسی لڑکی کو ہم پر استعمال کر کے ہے کی طرف دوڑ لگا دی۔"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ اکیلے تھے۔"۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔۔۔۔ صفدر میرے ساتھ تھا۔۔۔۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔۔۔۔ صفدر نجانے وہ کہاں گیا۔"۔۔۔ عمران نے صفدر کا خیال آتے ہی چونک کر کہا اور پھر اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن کھینچ کر اسے دوبارہ دبا دیا۔ وہ صفدر کو کال کر رہا تھا۔

"یس۔۔۔۔۔۔۔ صفدر سپیکنگ اوور۔"۔۔۔ چند لمحوں بعد صفدر کی آواز گھڑی سے برآمد ہوئی۔

"عمران بول رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ کیا ابھی ہنی مون منا رہے ہو۔

اوور۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔ عمران صاحب۔۔۔۔۔۔۔ میں آپ سے رابطہ کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔ آپ تنویر کی گاڑی میں گئے تو میں نے بھاگ کر آپ کی کار سنبھال لی۔۔۔۔۔۔۔ لیکن کار کے قریب پہنچ کر مجھے خیال آیا کہ اس کی چابی تو آپ کے پاس ہے۔ میں ابھی ماسٹر کی جیبوں میں تلاش کر ہی رہا تھا کہ میں نے اس لڑکی کو جو مجرم کے ساتھ کمرے میں موجود تھی ایک بریف کیس اٹھائے ہوئے ہوٹل کے گیٹ کے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئی تو میں نے اس کے تعاقب کا فیصلہ کر لیا کہ شاید اس لڑکی کی مدد سے کوئی کلیو مل سکے۔۔۔۔۔۔۔ وہ لڑکی نادر اپارٹمنٹس میں داخل ہوئی ہے۔ اور میں نے وہاں

کے گارڈ سے معلوم کر لیا ہے۔ اس کا نام الماس ہے اور وہ نادر اپارٹمنٹس کے کمرہ چار دسویں منزل میں رہتی ہے۔۔۔۔۔۔۔ وہ ابھی تک اپنے کمرے میں ہے۔ آپ بتائیں مجرم کا پھر پتا چلا اوور۔"صفدر نے کہا۔

"مجرم تو نکل گیا ہے۔ میں نے جولیا سے کہا ہے کہ ممبروں کو کہہ کر اس کی کار تلاش کرائے۔۔۔۔۔۔۔ اور اب جولیا کی طرف سے کسی رپورٹ کے انتظار میں ہوں۔ تم اس لڑکی کو ٹٹولو۔ اگر اسے برونو کے متعلق کچھ معلوم ہو تو پھر مجھے کال کر لینا اوور۔"عمران نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"او کے اوور۔"۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر نے کہا۔

اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اسی لمحے ڈیش بورڈ سے ٹرانسمیٹر کی مخصوص ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔۔۔۔۔۔۔ اور عمران نے جلدی سے بٹن دبا کر مائیک سنبھال لیا۔

"ہیلو۔۔۔۔۔۔۔ جولیا کالنگ اوور۔"۔۔۔ بٹن دبتے ہی جولیا کی آواز ڈیش بورڈ سے ابھری۔

"یس۔۔۔۔۔۔۔ عمران بول رہا ہوں اوور۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نعمانی نے کار تلاش کر لی ہے۔ وہ سرس روڈ پر کیفے آکاش کے مقابل سڑک کی دوسری طرف کھڑی ہے اور خالی ہے۔ نعمانی وہیں موجود ہے اوور۔"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"اوہ اچھا۔۔۔۔۔۔۔ آپ وہیں آ جائیں میں اور تنویر بھی وہیں پہنچ رہے ہیں اوور اینڈ آل۔"۔۔۔ عمران نے کہا اور بٹن آف کر دیا۔

"چلو تنویر۔۔۔۔۔۔۔ کار سے ہی پوچھ لیں کہ اس نے اپنی سواری کو کہاں چھپایا ہے۔"۔۔۔ عمران نے کہا اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی اور پھر چوک سے مڑ کر وہ ایک اور سڑک پر کار دوڑاتا ہوا تھوڑی دیر بعد سرس روڈ پر واقع کیفے آکاش کے سامنے پہنچ گیا۔۔۔۔۔۔۔ کار واقعی موجود تھی۔ تنویر نے جیسے ہی کار روکی عمران کود کر نیچے اتر آیا اسی لمحے جولیا کی کار بھی وہاں پہنچ گئی۔۔۔۔۔۔۔ نعمانی بھی ایک

بک سٹال سے قدم بڑھاتا ہوا ادھر آ گیا۔

"کار خالی ہے عمران صاحب۔۔۔۔۔۔۔۔ میں نے کوشش کی ہے کہ معلوم ہو سکے کہ کار والا کہاں گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔ لیکن کسی کو معلوم نہیں۔"۔۔۔ نعمانی نے قریب آ کر عمران اور جولیا سے بیک وقت مخاطب ہو کر کہا۔

"ایک منٹ ٹھہریئے میں معلوم کرتا ہوں۔"۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی بچھلی طرف فٹ پاتھ پر بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے فقیر کے سامنے پہنچ گیا۔اس نے جیب سے ایک نوٹ نکالا اور جھک کر بوڑھے کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا۔

"بابا۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ لوگ کیسے ہیں۔ تمہارے بالکل سامنے کار کھڑی کر کے چلے جاتے ہیں۔اس طرح تو تم کسی کو نظر بھی نہیں آ سکتے۔ خیرات کون دے گا تمہیں۔"تنویر نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں بابا۔۔۔۔۔۔۔ لوگ غریبوں کا خیال نہیں کرتے۔ کافی دیر سے سامنے والے کیفے میں گیا ہے پھر واپس ہی نہیں آیا۔"بوڑھے نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے اسے خیال ایا کہ بات کرنے والے نے اسے خیرات میں بڑا نوٹ بھی دیا ہے تو اس نے فوراً ہی دعاوں کا ٹیپ ریکارڈر آن کر دیا۔۔۔۔۔۔۔ اور تنویر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ آیا۔اس کے چہرے پر کامیابی کی چمک تھی۔ جب کہ جولیا، عمران

اور نعمانی اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

"کیا یہ بوڑھا نجومی ہے۔"۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مجرم سامنے والے کیفے میں گیا ہے پھر نہیں آیا۔ یہ نجومی نہیں فقیر ہے۔۔۔۔۔۔۔ اور چونکہ یہ فارغ بیٹھے رہتے ہیں اس لیے ایسے لوگوں پر ان کی بھرپور توجہ رہتی ہے۔"۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران

یوں سر ہلانے لگا جیسے آئیڈیا اسے پسند آیا ہو۔

"گڈ تنویر۔۔۔۔۔۔۔ ویری گڈ۔۔۔۔۔۔۔ وہ نقاب پوش تمہارے باس نے تو خواہ مخواہ سیکرٹ سروس بنا کر سفید ہاتھی پانی میں رکھے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ یہ تو آسان طریقہ ہے۔ایک روپیہ فقیر کو دیا۔اور تازہ ترین رپورٹ حاصل کر لی۔"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تم مذاق نہ اڑاو۔۔۔۔۔۔۔ تنویر نے واقعی ذہانت سے کام لیا ہے۔"۔۔۔ جولیا نے تنویر کی تعریف کرتے ہوئے کہا اور جولیا کے منہ سے اپنی تعریف سن کر تنویر کا سینہ خود بخود پھول گیا۔

"میں کیفے سے معلوم کرتا ہو۔"۔۔۔ عمران نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مڑتا اس کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں اور عمران نے چونک کر ونڈ بٹن کو کھینچ کر دوبارہ دبا دیا، ڈائل پر بارہ کا ہندسہ چمک اٹھا۔۔۔۔۔۔۔ اس کا مطلب تھا کہ

صفدر کی طرف سے کال ہے۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔۔۔۔۔ صفدر کالنگ اوور۔"۔۔۔ بٹن کو دوبارہ دباتے ہی صفدر کی باریک سی آواز گھڑی سے سنائی دی۔

"یس۔۔۔۔۔۔۔ عمران اٹنڈ نگ اوور۔"۔۔۔ عمران نے گھڑی کو منہ لگاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔۔۔۔۔۔۔ برونو یہاں نادرا پارٹسمنٹس میں پہچا ہے۔ وہ اسی لڑکی کے فلیٹ میں گیا ہے اوور۔"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔ ویری گڈ۔۔۔۔۔۔۔ کتنی دیر ہوئی ہے اوور۔"۔۔۔ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی چند منٹ ہی ہوئے ہیں۔ میرے سامنے وہ روم میں داخل ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اس نے کسی بابی کا نام لے کر دروازہ کھلوایا ہے اور ابھی اندر ہے اوور۔"۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔۔۔۔تم وہیں ٹھہرو۔اس کا خیال رکھنا۔ہم وہیں آرہے ہیں۔ہمارے آنے سے پہلے مداخلت نہ کرنا۔اوور اینڈ آل۔"۔۔عمران نے کہا۔اور بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"مجرم کا پتا چل گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔وہ نادر اپار ٹمنٹس کی دسویں منزل کے کمرہ چار میں موجود ہے۔"۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن یہ مجرم ہے کون۔۔۔۔۔۔۔اور یہ چکر کیا ہے۔کچھ ہمیں تو بتاؤ تا کہ ہم اس کے مطابق کام کریں۔"۔۔جولیا نے کہا۔

"تمہیں باس نے نہیں بتایا۔۔۔۔۔۔۔خیر۔۔۔۔۔۔میں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں کیوں کہ معاملات انتہائی خطرناک ہیں۔"عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

اور پھر اس نے مختصر طور پر جیگر فال کے سپیشل ایجنٹ برونو کا تعارف کرانے کے ساتھ ساتھ بتایا کہ اس نے ایک دفاعی لیباٹری سے ایک کیپسول چرا لیا ہے۔۔۔۔۔۔۔جس میں انتہائی خوفناک جراثومے بند ہیں۔اگر یہ کیپسول کھول دیا جائے یا ٹوٹ جائے تو سو میل کے دائرے میں ہر جاندار پلک جھپکتے میں ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔اور اس سے وہ کیپسول واپس حاصل کرنا ہے۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔اس کے مطلب ہے یہ کام انتہائی احتیاط سے کرنا ہوگا ورنہ انتقامی طور پر وہ کیپسول کھول بھی سکتا ہے۔"جولیا نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی تھی۔

"ہاں۔۔۔۔۔۔۔ہمیں ہر لحاظ سے محتاط رہنا ہوگا۔ایک تو وہ سپیشل ایجنٹ ہے۔لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر۔ذہانت میں طاق اور پھر اس کے پاس ایسی خطرناک چیز ہے جو پورے دارالحکومت کا پلک جھپکنے میں صفایا کر سکتی ہے۔۔۔۔۔۔۔جولیا تم تمام ممبرز کو کال کر کے نادر اپار ٹمنٹس کو گھیرنے کا حکم دے دو۔۔۔۔۔۔۔تا کہ وہ کسی اور طرف سے نہ نکل جائے۔میں اور

صفدر اوپر جائیں گے۔"۔۔عمران نے جولیا کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔اور پھر تنویر کو اشارہ کرتے ہوئے جلدی سے اس کی کار میں سوار ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔تنویر اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا جبکہ جولیا اور نعمانی اپنی اپنی کاروں کی طرف لپکے۔اور ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتی ہوئی کاریں پریال روڈ کی طرف بڑھنے لگیں۔۔۔۔۔۔۔جس پر نادر اپار ٹمنٹس واقع تھے۔

مس الماس نے جلدی سے نوٹوں کی گیارہویں گڈی برونو کے ہاتھ سے جھپٹی۔۔۔۔۔۔۔اور اسے بھی الماری کے نچلے خانے میں رکھ کر وہ ایک طرف کھڑی ہوئی ایک اور وارڈروب کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔۔۔اس نے جلدی سے اس کے پٹ کھول دیئے۔

"لباس کے لیے باہر جانے کی ضرورت نہیں رالف۔یہاں تمہارے سائز کے لباس موجود ہیں۔۔۔۔۔۔۔بابی بھی تو تمہارے ہی قدوقامت کا ہے۔"۔۔مس الماس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔تو بابی یہاں اپنے لباس بھی رکھتا ہے۔"برونو نے مسکرا کر وارڈروب کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔۔۔۔۔جب وہ اپنے کام سے اکتا جاتا ہے۔تو اکثر ہفتہ ہفتہ میرے پاس رہ جاتا ہے،اسی لیے اس نے اپنے لباس بھی یہاں رکھے ہوئے ہیں۔"۔۔مس الماس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور برونو نے سر ہلا دیا۔

"ارے یہ میگافون یہاں کیسے آگیا۔"۔۔برونو نے الماری میں لٹکے ہوئے ایک لباس کو اٹھاتے ہوئے کہا۔الماری کی پچھلی دیوار کے ساتھ ایک جدید قسم کا میگافون لٹکا ہوا تھا۔

"یہ بابی لایا تھا۔۔۔۔۔۔۔کہتا تھا کہ کسی پولیس والے سے اس نے چھینا ہے۔کوئی جدید قسم کا میگافون ہے۔"مس الماس نے کہا اور برونو نے سر ہلا دیا۔

"تم باہر کے دروازے کی کنڈی لگادو۔ میں ذرا لباس بدل لوں۔۔۔۔۔۔۔اور سنو۔۔۔۔۔۔۔جب تک میں یہاں موجود ہوں اپنے کسی چاہنے والے کو بھی اندر نہ آنے دینا۔"۔۔۔ برونو نے لباس اٹھا کر ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔۔۔۔۔۔۔ یہاں بابی کے علاوہ اور کوئی نہیں آتا۔اور ظاہر ہے آج اس کے آنے کی کوئی امید نہیں ہے۔"مس الماس نے کہا۔اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔اس نے اوپر نیچے کی دونوں چٹخنیاں چڑھا دیں۔۔۔۔۔۔۔ برونو اس دوران باتھ روم میں جا چکا تھا۔

مس الماس خاموشی سے واپس مڑی اور اس نے الماری کی وہ دراز کھولی جس میں نوٹوں کی گڈیاں اس نے رکھی تھیں۔دراز میں سے گڈیاں نکال کر وہ انہیں اٹھا کر ملحقہ کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔ وہ اب انہیں ایک خفیہ سیف میں رکھنا چاہتی تھی اور برونو کے سامنے چونکہ وہ سیف کو ظاہر ہے کرنا نہ چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔اس لیے اس نے الماری کے خانے میں رکھ دی تھیں۔

گڈیاں سیف میں رکھ کر وہ کچن میں چلی گئی تاکہ برونو اور اپنے لئے کافی تیار کر سکے۔۔۔۔۔۔۔اس قدر کثیر تعداد میں نوٹ اس کے قبضے میں زندگی میں پہلی بار آئے تھے۔اس لیے اس کا چہرہ مسرت سے گلنار ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔اور کافی تیار کرتے وقت وہ خوشی سے گنگنا رہی تھی۔کافی تیار کر کے وہ جیسے ہی پہلے کمرے میں آئی۔دوسرے لمحے وہ یکلخت ٹھٹھک گئی۔اس کی آنکھیں خوف سے پھٹنے لگیں۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ اس کے سامنے ایک اجنبی کھڑا تھا جو انتہائی سرد نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔

"تت۔۔۔۔۔۔۔تت۔۔۔۔۔۔۔تم کون ہو۔"۔۔۔ مس الماس کے لہجے میں بے پناہ بوکھلاہٹ تھی۔

"خوب۔۔۔۔۔۔۔اس کا مطلب ہے کہ میرا میک اپ کامیاب ہے۔"۔۔۔ برونو کی مسکراتی ہوئی آواز آئی اور مس الماس کی خوف سے پھٹتی ہوئی آنکھیں واپس اپنی نارمل حالت میں اپنے لگ گئیں۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔۔۔کمال ہے۔۔۔۔۔۔۔تم تو جادوگر ہو۔جادوگر۔"

مس الماس نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

اور برونو ہنستا ہوا آگے بڑھا اور اس نے اپنے اتارے ہوئے کپڑے گٹھڑی بنا کر الماری کے نچلے خانے میں ڈال دیئے۔

اسی لمحے اس کی نظریں ایک بار پھر الماری کی پشت پر لٹکے ہوئے جدید ترین میگا فون پر پڑیں تو اس نے کسی خیال کے تحت اسے اٹھایا۔۔۔۔۔۔۔اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ابھی وہ اسے چیک ہی کر رہا تھا کہ اچانک دروازے پر زور سے دستک ہوئی۔۔۔۔۔۔۔اور برونو دستک کی آواز سنتے ہی بری طرح چونک پڑا۔کپوں میں کافی انڈیلتی ہوئی مس الماس بھی بے اختیار اچھل پڑی۔

"کون ہو سکتا ہے۔"۔۔۔الماس کے چہرے پر حیرت تھی۔

"تم معلوم کرو۔۔۔۔۔۔۔کسی کو اندر نہ آنے دینا۔۔۔۔۔۔۔ٹال دینا۔"برونو نے کہا اور پھر جلدی سے ملحقہ کمرے میں دوڑ گیا۔میگا فون اس کے ہاتھ میں تھا جو اس نے نے خیالی میں جیب میں ڈال لیا۔۔۔۔۔۔۔اور مس الماس جلدی سے دروازے کی طرف بڑھی۔

"کون ہے۔"۔۔۔ مس الماس نے دروازے کے قریب پہنچتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"بلڈنگ سپر وائزر ہوں مس۔۔۔۔۔۔۔دروازہ کھولیئے۔میں پینٹر کو ہمراہ لے آیا ہوں تاکہ فلیٹ کو پینٹ کرنے کے لیے آپ کی موجودگی میں ہدایات دی جا سکیں۔"۔۔۔ باہر سے ایک نرم سی آواز سنائی دی۔

اور مس الماس نے شاید آواز کی نرمی کا اندازہ لگاتے ہوئے چٹخنیاں کھول دیں۔۔۔۔۔۔۔اور دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختی ہوئی پیچھے ہٹی کیونکہ وہی دونوں آدمی جو ہوٹل ہنی مون کے کمرے میں اچانک آ گئے تھے

ریوالور ہاتھوں میں پکڑے اندر آ گئے۔

"کک۔۔۔۔۔۔۔کک"۔۔۔۔۔۔۔کیا مطلب۔"۔۔۔مس الماس نے دوسری چیخ کو حلق میں روکتے ہوئے کہا۔

"برونو کہاں ہے۔۔۔۔۔۔۔صفدر۔۔۔۔۔۔۔دوسرے کمرے چیک کرو۔احتیاط سے۔۔۔۔۔۔۔گولی مار دینا دیکھتے ہی۔"۔۔۔عمران نے باقی فقرہ صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور صفدر سر ہلاتا ہوا تیزی سے ملحقہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون برونو۔۔۔۔۔۔۔یہاں کوئی برونو نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔اور میں پولیس کو فون کرتی ہوں۔"۔۔۔مس الماس نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ کافی کی دوسری پیالی تم کس کے لیے بنا رہی تھی۔"۔۔۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔۔۔۔۔۔۔برونو باہر نکل گیا ہے۔"۔۔۔اسی لمحے کمرے سے صفدر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔اور عمران نے بجلی کی سی پھرتی سے ہاتھ گھمایا۔۔۔۔۔۔۔اور ریوالور کا بٹ پوری قوت سے سامنے کھڑی ہوئی مس الماس کی کنپٹی پر پڑا اور وہ چیختی ہوئی فرش پر ڈھیر ہو گئی۔عمران بھاگتا ہوا ملحقہ کمرے میں گیا تو اس نے صفدر کو کھڑکی میں کھڑے دیکھا۔

"وہ چھت کی طرف جا رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔قد و قامت وہی ہے لیکن چہرہ بدلا ہوا ہے۔"۔۔۔صفدر نے عمران کو دیکھتے ہی کہا اور عمران نے باہر جھانکا اور دوسرے لمحے اسے جھرجھری سی آ گئی۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ برونو ایک پتلی سی کگر پر کھڑا ہوا تھا۔اور تیز ہوا کی وجہ سے اس کا جسم جھول رہا تھا اور وہ کگر سے کچھ فاصلے پر موجود ایک پائپ کو پکڑنے کی کوشش میں تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"اوپر چھت پر جاؤ جلدی۔۔۔۔۔۔۔اور خیال رکھنا اس کی جیب میں کیپسول ہو گا۔"۔۔۔عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

اور صفدر سر ہلاتا ہوا واپس مڑا۔عمران دانت پیس رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ویسے وہ چاہتا تو یہاں سے گولی مار کر اسے نیچے گرا سکتا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ اس کے نیچے گرتے ہی اس کی جیب میں موجود کیپسول ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔۔۔۔اور پھر پلک جھپکنے میں دارالحکومت کے کروڑوں افراد مرد، عورتیں، بچے اور بوڑھے ابدی نیند سو جائیں گے۔

اس نے نیچے جھانک کر دیکھا تو اب سڑک پر ٹریفک رکنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔کئی لوگ سر اٹھا اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھ رہے تھے۔اسی لمحے عمران نے برونو جھٹکا کھا کر نیچے گرتے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے بسی سے آنکھیں بند کر لیں۔مگر دوسرے لمحے آنکھیں کھولتے ہی وہ چونک پڑا۔۔۔۔۔۔۔جب اس نے برونو کو پائپ سے چمٹ کر اوپر کی طرف چڑھتے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔برونو واقعی حیرت انگیز قوت برداشت کا مالک تھا۔ورنہ اس قدر بلندی پر اتنی چھوٹی سی کگر پر اپنے آپ کو سنبھالنا بھی ناممکن تھا۔

"رک جاؤ۔۔۔۔۔۔۔برونو رک جاؤ۔۔۔۔۔۔۔واپس آ جاؤ۔"عمران نے کھڑکی سے سر نکالتے ہوئے کہا۔

"خبردار۔۔۔۔۔۔۔اگر مجھے گولی ماری تو وہ کیپسول ٹوٹ جائے گا۔اور سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔ہٹ جاؤ میرے راستے سے۔"۔۔۔برونو نے پائپ سے چمٹے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔وہ اب بھی اوپر کی طرف چڑھ رہا تھا۔اور شاید اسی لمحے اس نے صفدر کی جھلک چھت پر دیکھ لی۔۔۔۔۔۔۔تو اس کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا اور یوں لگا جیسے پائپ پر اس کی گرفت ختم ہو رہی ہو۔

لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور آخری منزل کے ایک ایسے چھجے پر اتر جانے میں

کامیاب ہو گیا جو شاید ڈایزائن کے لیے بنایا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔اس چھبکے کے

پیچھے ٹھوس دیوار تھی۔ سر پر لنٹر آگے کو بڑھا ہوا تھا۔اس طرح وہ اوپر کی طرف سے بھی محفوظ ہو گیا

تھا۔۔۔۔۔۔۔ چھبکے کا نچلا حصہ اس کے گھٹنوں تک بالکونی کے سے انداز میں اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

البتہ اس چھبکے کی دونوں سائیڈوں میں کھڑکیاں کافی فاصلے پر تھیں۔اور صرف وہ پائپ ایسا تھا جس کے

ذریعے اس چھبکے تک پہنچا یا واپس جایا جاسکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔ لیکن وہ بھی ہمت کر کے۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ

دونوں کے درمیان ایک آدمی کے قد جتنا فصلہ تھا اور برونو شاید چھت پر صفدر کی جھلک دیکھ کر دل ہی دل میں

کوئی فیصلہ کر چکا تھا۔

نیچے سڑک پر ٹریفک رک گئی تھی۔اور اب بے شمار افراد سر اوپر کئے یہ حیرت انگیز منظر دیکھ رہے تھے۔

"سنو۔۔۔۔۔۔۔ غور سے سنو۔۔۔۔۔۔۔ میرے ہاتھ میں ایک ایسا کیپسول ہے جس میں دنیا کے قاتل

ترین جراثیم بند ہیں۔اگر میری بات نہ مانی گئی یا مجھ پر زبردستی قابو پانے کی کوشش کی گئی۔۔۔۔۔۔۔تو پھر

میں پلک جھپکنے میں یہ کیپسول کھول دوں گا۔یا اسے نیچے سڑک پر پھینک کر توڑ دوں گا۔اور اس کیپسول کے

ٹوٹتے ہی یہ جراثیم ہوا میں مل جائیں گے۔۔۔۔۔۔۔اور پھر ایک سکینڈ کے اندر دارالحکومت میں موجود ہر

جاندار موت کے گھاٹ اتر جائے گا۔اس لیے جیسا میں کہوں ویسا کرو۔ورنہ۔۔۔۔۔۔۔"۔۔۔ برونو نے

جیب سے ایک جدید انداز کا میگا فون نکال کر منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔اور اس کی

آواز دور دور تک یوں پھیلتی چلی گئی جیسے وہ انتہائی طاقت ور لاوڈ سپیکر پر بول رہا ہو۔۔۔۔۔۔۔اور اس کے

ساتھ ہی اس نے جیب سے سے وہ ڈبیا نکال کر اسے کھولا اور اس میں سے نیلے رنگ کا کیپسول نکال کر ہاتھ

میں پکڑ لیا۔جو دور سے صاف نظر آرہا تھا۔

"اگر تمہیں یقین نہ ہو تو اپنے ملک کی دفاعی لیباٹری تین کے سائنس دانوں سے پوچھ لو۔۔۔۔۔۔۔

سنو۔۔۔۔۔۔۔میری شرائط تسلیم کر لو ورنہ میں پلک جھپکتے میں سب کچھ فنا کر دوں گا۔" برونو نے دوبارہ

چیختے ہوئے کہا۔

اور عمران جو کھڑکی میں مجود تھا۔ تیزی سے واپس پلٹا۔اور پھر دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا

گیا۔۔۔۔۔۔۔اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی۔ برونو نے واقعی سب کو ایک خوف ناک

سچوئشن میں پھنسا دیا تھا۔اور عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے۔۔۔۔۔۔۔پورے

دارالحکومت کے لاکھوں افراد کی زندگیاں اس کی مٹھی میں جکڑی ہوئی تھیں۔

نادرا پارٹمنٹس کو پولیس۔انٹیلی جنس اور ملٹری کے افراد نے گھیر رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔برونو کی میگا فون پر

چیختی ہوئی آواز نے دور دور تک موجود افراد کو موت کے خوف سے منجمند کر دیا تھا۔اور عمران نے پہلی ہی

فرصت میں سر سلطان کو فون کر کے صحیح صورت حال بتا دی تھی۔۔۔۔۔۔۔تاکہ وہ تمام کنٹرول اپنے ہاتھ

میں لے لیں۔کیوں کہ اسے خطرہ تھا کہ کوئی جیالا سپاہی اس پر قابو پانے کے لیے کوئی ایسا اقدام نہ کر گزرے

جس کے نتیجے میں وہ کیپسول نیچے گر پڑے یا کھل جائے۔۔۔۔۔۔۔اور نتیجے میں لاکھوں افراد موت کے

گھاٹ اتر جائیں۔یہی وجہ تھی کہ سر سلطان نے عمران کا فون ملتے ہی اصل صورت حال سے فوری طور پر اعلیٰ

حکام کو مطلع کر دیا۔۔۔۔۔۔۔اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اعلیٰ حکام نادرا پارٹمنٹس میں پہنچ گئے۔عمران کے

کہنے پر دفاعیلیباٹری تین کے سربراہ ڈاکٹر ناٹھن کو بھی موقع پر بلا لیا گیا اور جب ڈاکٹر ناٹھن نے بتایا کہ

موجودہ موسم ایسا ہے کہ اگر کیپسول میں موجود جراثیم کیپسول سے باہر آ گئے تو وہ باقاعدہ اپنا کام شروع کر

دیں گے۔۔۔۔۔۔۔اور سو میل کے دائرے میں تمام جاندار پلک جھپکنے میں موت کے گھاٹ اتر جائیں گے

تو اعلیٰ حکام میں شدید سراسمیگی پھیل گئی۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے میگا فون پر برونو کو رام کرنے کی بے حد

کوشش کی لیکن برونو اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔کہ اس کی شرائط فوری طور پر مانی جائیں۔ورنہ وہ

کیپسول کھول دے گا۔اور اب تو اس نے اپنی شرائط کو منوانے کے لیے آدھے گھنٹے کا وقت بھی دے دیا تھا۔ اور اس کی پہلی شرط یہ تھی کہ ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر کو بلڈنگ کے اوپر لے آیا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔جس کے ساتھ مضبوط رسی کے ساتھ ایک جھولا موجود ہونا چاہیئے۔ برونو اس جھولے پر بیٹھے گا اور ہیلی کاپٹر نیچی پرواز کرتا ہوا اسے ائرپورٹ پر اتار لے گا۔۔۔۔۔۔۔۔جہاں ایک تیز رفتار جہاز موجود ہونا چاہیئے۔ جس کا ٹینک فیول سے بھرا ہوا ہو۔اور نزدیک کوئی آدمی نہ ہو۔ وہ اس جہاز کو اڑا کر ملک کی سرحد پار کرے گا۔۔۔۔۔۔۔۔ اس جہاز کو ہٹ کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ ورنہ وہ کیپسول کھول دے گا۔۔۔۔۔۔۔۔باقی ہدایات وہ سرحد پار پہنچنے پر دے گا۔اس کے ساتھ ساتھ اس کی یہ شرط بھی تھی کہ اسے ایک گیس ماسک اور لانگ رینج ٹرانسمیٹر بھی جھولے میں ہی مہیا کیا جائے

ایسا ٹرانسمیٹر جو ڈبل سکس زیرو ون ساخت کا ہو۔

ظاہر ہے اس کی شرائط ایسی تھیں کہ اگر ان پر ان کے کہنے کے مطابق عمل کر لیا جائے تو پھر برونو کو کیپسول سمیت اس ملک سے باہر جانے سے کوئی نہ روک سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اور اعلیٰ احکام کسی بھی صورت میں اس کیپسول کو ملک سے باہر لے جانے کی اجازت دینے پر آمادہ نہ تھے۔۔۔۔۔۔۔۔اور نہ ہی وہ اس کے کھلنے اور ٹوٹنے کا خطرہ مول لے سکتے تھے۔

برونو نے سب کو ایسی عجیب وخطرناک صورت حال سے دوچار کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ان کی سمجھ میں کچھ نہ آرہا تھا کہ آخر برونو پر کس طرح قابو پایا جائے کہ کیپسول صحیح سلامت اس کے قبضے سے حاصل کر لیا جائے۔

"میرا خیال ہے۔۔۔۔۔۔لانگ رینج رائفل سے گولی مار دی جائے تو کیپسول اس کے ہاتھ سے چھٹکے میں ہی گرے گا۔اور شاید کم بلندی کی وجہ سے نہ ٹوٹے۔"۔۔۔سر رحمان نے سر سلطان اور دیگر حکام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہرگز نہیں۔۔۔۔۔۔۔ہم کسی صورت کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتے۔لاکھوں کروڑوں افراد کی زندگیوں سے کھیلنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی۔"۔۔۔سر سلطان نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"تو پھر اس کی شرائط مان لو۔۔۔۔۔۔۔۔اور نکل جانے دو اسے۔ بعد میں تمہاری سیکرٹ سروس جا کر اس سے کیپسول

وصول کر لے گی۔"۔۔۔سر رحمان نے غصیلے انداز میں طنز کرتے ہوئے کہا۔

"سر رحمان۔۔۔۔۔۔۔۔یہ موقع طنز کرنے یا غصے کا نہیں ہے۔ یہ انتہائی خوفناک صورت حال ہے۔ ہمیں اپنا دماغ ٹھنڈا رکھنا پڑے گا۔۔۔۔۔۔۔۔اور کوئی ایسی ترکیب سوچنی ہوگی جس سے ہم اس مجرم سے کیپسول صحیح سالم حالت میں وصول کر لیں۔"سر سلطان نے خشک لہجے میں کہا اور سر رحمان نے منہ بنا لیا۔

پورے دارالحکومت میں کام بند ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ہر شخص موت کے خوف سے پاگل ہو گیا تھا۔لوگ گھروں، دفتروں اور دکانوں سے باہر آگئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔نادرا پارٹمنٹس کے چاروں اطراف میں لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ گئے تھے۔اخبارات کے دفاتر میں ٹیلی فونوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔پولیس اور ملٹری کی گاڑیاں پورے شہر میں گھوم کر لوگوں کو پرسکون رہنے کی تلقین کر رہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی لوگوں کو پرسکون رہنے کے لیے بار بار اعلانات کئے جارہے تھے۔اور اب تو ٹیلی ویژن والوں نے اپنے کیمرے نادرا پارٹمنٹس کے قریب فٹ کر دیئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔اور اب تمام کارروائی ٹیلی ویژن پر براہ راست دکھائی جارہی تھی۔ادھر صدر مملکت اور وزیراعظم کا بار بار فون آرہا تھا کہ صورت حال کو سنبھالنے کے لیے کیا کیا جارہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن کسی کی سمجھ میں کوئی ترکیب نہ آرہی تھی۔

سب کے دماغ خوف اور پریشانی نے منجمد کر دیئے تھے۔وہ جو بھی تجویز سوچتے اسے فوراً ہی رد کر دیتے۔۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ ہر ترکیب میں بہر حال رسک موجود تھا۔

"وہ کہاں ہے تمہارا چہیتا ایکسٹو۔۔۔۔۔۔۔بلاؤ اسے۔۔۔۔۔۔۔کیوں نہیں بلاتے۔"۔۔۔سر رحمان نے کاٹ کھانے والے لہجے میں سر سلطان سے کہا۔

اور شاید اس موقع پر اپنی انتقامی حس کو تسکین دے رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔سر سلطان بار بار سپیشل ٹرانسمیٹر پر عمران کے متعلق بلیک زیرو سے پوچھ رہے تھے۔ لیکن عمران غائب تھا۔اس کا کہیں پتہ نہ چل رہا تھا۔

ادھر برونو بڑے اطمینان سے اس چھبکے پر کھڑا تھا۔اس نے ایک ہاتھ میں کیپسول پکڑ ار کھا تھا۔۔۔۔۔۔۔اس نے ہاتھ چھبکے کی ٹکر پر رکھا ہوا تھا تاکہ ہر شخص اس کی موجودگی سے واقف ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔اور شاید اس کا یہ مطلب بھی تھا کہ اگر اس پر زبردستی کی گئی تو وہ پلک جھپکنے میں مٹھی کھول کر کیپسول کو نیچے گرا دے یا پھر اسے ٹکر سے مار کر توڑ دے۔۔۔۔۔۔۔اور دوسرے ہاتھ سے وہ میگا فون سنبھالے بار بار کیپسول میں موجود جراثیموں کی خوفناک کارکردگی اور اپنی شرائط پوری کرنے کا اعلان کر رہا تھا۔اور ظاہر ہے اب برونو اپنی جان پر کھیلنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔اس لیے اس سے کچھ بعید نہ تھا کہ وہ ایسا کر بھی گزرتا۔۔۔۔۔۔۔اور

اگر برونو واقعی کیپسول توڑ دیتا یا کھول دیتا تو پھر دارالحکومت میں بسنے والے انسانوں اور دوسرے جانداروں کو دنیا کی کوئی طاقت بھی خوفناک موت سے نہ بچا سکتی تھی۔

اعلیٰ احکام بار بار برونو کو رام کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔وہ اسے ہر قسم کا تحفظ دینے،اس کے خلاف کوئی بھی کارروائی نہ کرنے اور اسے بحفاظت سرحد پار کرانے کے وعدے کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔لیکن ظاہر ہے برونو ایسی چالوں میں کہاں آتا تھا۔اس کا لہجہ لحہ بہ لحہ سخت سے سخت تر ہوتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔اور اب تو اس نے باقاعدہ اپنی دھمکی پر عمل درآمد کرنے کے لیے وقت مقرر کر دیا تھا۔

اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اس آدمی کی شرائط مان لی جائیں۔۔۔۔۔۔۔سر سلطان نے ڈھیلے لہجے میں

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کہا۔

وہ شدید ترین ذہنی کش مکش کے بعد آخر کار اس نتیجے پر پہنچے تھے۔۔۔۔۔۔۔کہ لاکھوں کروڑوں افراد کی زندگیاں بچانے کا اور کوئی طریقہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔چنانچہ انہوں نے ایمرجنسی وائرلیس فون پر صدر مملکت سے اجازت لینے کے لیے بات چیت شروع کر دی۔۔۔۔۔۔۔اور پھر تھوڑی سی بحث کے بعد صدر مملکت بھی مان گئے کہ لوگوں کی زندگیاں بچانے کے لیے مجرم کی شرائط مان لی جائیں۔اور ظاہر ہے۔ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا

چنانچہ صدر مملکت سے اجازت لینے کے بعد سر سلطان نے برونو کی شرائط ماننے کا اعلان کر دیا۔۔۔۔۔۔۔اور حکام نے طاقت ور میگا فون پر برونو کو اس بات کی اطلاع دے دی۔کہ وہ مطمئن رہے۔۔۔۔۔۔۔لاکھوں افراد کی جانیں بچانے کے لیے حکومت نے اس کی تمام شرائط من وعن تسلیم کر لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔۔۔۔۔۔۔اور جلد ہی اس پر عمل ودرآمد کر دیا جائے گا۔ حکومت کی طرف سے اس اعلان کے بعد دارالحکومت میں موجود ہر شخص نے سکون کا سانس لیا کہ ان کی زندگیاں تو بہر حال بچ ہی جائیں گی۔۔۔۔۔۔۔سر سلطان نے ڈھیلے لہجے میں وزارت دفاع کے سیکرٹری کو مجرم کی شرائط پوری کرنے کے لیے کہہ دیا۔۔۔۔۔۔۔اور سیکرٹری وزارت دفاع نے ہیلی کاپٹر، جہاز اور ٹرانسمیٹر کا بندوبست کرنے کے احکامات صادر کرنے شروع کر دیئے۔۔۔۔۔۔۔البتہ سر سلطان کو عمران پر بے حد غصہ آرہا تھا۔جو ایسے نازک موقع پر ایسا غائب ہوا تھا کہ کہیں پتہ نہ چل رہا تھا اور سر سلطان سوچ رہے تھے کہ اب ایکسٹو کا اعلیٰ حکام پر قائم تاثر کہ وہ ہر قسم کی سچوئشن پر قابو پانے کی صلاحتیں رکھتا ہے ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔صدر مملکت نے بھی ایکسٹو کے متعلق ایسے تاثرات دیئے تھے جیسے انہیں ایسے موقع پر ایکسٹو کی نااہلی پر شدید رنج پہنچا ہو۔ لیکن ظاہر ہے سر سلطان جواب میں کیا کہہ سکتے تھے۔وہ بس دانتوں سے ہونٹ

کاٹتے رہ گئے جب کہ سر رحمان کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

بلیک زیرو پاگلوں کے سے انداز میں دانش منزل کے آپریشن روم میں ٹہل رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔سامنے دیوار میں نصب ٹیلی ویژن سکرین روشن تھی۔اور اس پر نادرا اپارٹمنٹس کی آخری منزل کے قریب چھجے پر کھڑا ہوا برونو تو صاف دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔اپارٹمنٹس کے ادر گرد موجود ہزاروں افراد کو بھی کیمرہ فوکس میں لا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔اور کمنٹیٹر لمحہ بہ لمحہ کی رپورٹ نشر کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ اعلیٰ حکام کی طرف سے ہونے والے اعلانات کے ساتھ ساتھ ارد گرد موجود لوگوں کے تاثرات بھی نشر کر رہا
تھا۔۔۔۔۔۔۔ہر شخص کی یہی رائے تھی کہ لوگوں کی زندگیاں بچانا حکومت کا فرض ہے۔اس کے ساتھ ساتھ وہ حکومت کی نااہلی پر بھی شدید تنقید کر رہے تھے۔

ادھر سر سلطان کئی بار ٹرانسمیٹر پر اس سے انتہائی غصیلے

انداز میں بات بات کر چکے تھے۔لیکن بلیک زیرو سوائے بے بسی سے ہونٹ کاٹنے کے اور کیا کر سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔ایسی خوفناک صورت حال نے اس کے ذہن کو ماؤف کر کے رکھ دیا تھا اور عمران یوں غائب تھا جیسے اس کا کبھی وجود ہی نہ رہا ہو۔عمران نے اس سے سرے سے رابطہ ہی قائم نہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔البتہ جولیا اور صفدر نے اسے ٹرانسمیٹر پر صورت حال بتائی تھی کہ کس طرح وہ عمران کے ساتھ برونو کا پیچھا کرتے ہوئے نادرا اپارٹمنٹس میں پہنچے اور کس طرح برونو نے ان سے بھی عمران کے بارے میں پوچھا۔لیکن وہ بھی عمران کے بارے میں کچھ بتانے سے قاصر تھے۔۔۔۔۔۔۔عمران مس الماس کے کمرے سے غائب ہو چکا تھا اور اس کے بعد اس کے کہیں پتہ نہ چل رہا تھا۔

بلیک زیرو نے جولیا اور صفدر کو ٹرانسمیٹر لائن پر رہنے کا حکم دیا اور انتظار کرنے کے لیے کہا۔۔۔۔۔۔۔اس کے سوا وہ اور کیا کر سکتا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اور چند لمحے پہلے سر سلطان نے فون پر اس سے اچھی خاصی تلخ گفتگو کی تھی۔۔۔۔۔۔۔لیکن بلیک زیرو نے یہی جواب دیا تھا کہ وہ عمران کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہے۔جیسے ہی وہ دستیاب ہوا وہ انہیں کال کرے گا۔

لیکن اب صورت حال آہستہ آہستہ خراب سے خراب تر ہوتے چلی جا رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔اور پھر بلیک زیرو بری طرح چونک پڑا۔

جب اس نے اعلیٰ حکام کی طرف سے مجرم کی تمام شرائط تسلیم کر لئے جانے کا اعلان ٹیلی ویژن پر
سنا۔۔۔۔۔۔۔اس نے ایک طویل سانس لیا۔ان شرائط کے اس طرح کھلے عام تسلیم کر لئے جانے کا صاف مطلب تھا کہ حکومت مجرم کے سامنے نہ صرف ہتھیار ڈال چکی ہے۔بلکہ واضح طور پر شکست تسلیم کر چکی ہے۔۔۔۔۔۔۔اور ایک مجرم کے سامنے حکومت کی اس طرح کھلے عام شکست تسلیم کر لینا۔کم از کم بلیک زیرو کے لیے خود کشی کا مقام تھا۔۔۔۔۔۔۔سیکرٹ سروس اور ایکسٹو جو پوری دنیا میں مجرموں کے لیے ہوا بنی ہوئی تھی۔اپنے ہی ملک میں بھرپور وسائل رکھنے کے باوجود ایک مجرم کے سامنے بے بس ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ایسی سیکرٹ سروس اور ایسے ایکسٹو کا اب کیا وقار اور بھرم باقی رہ گیا تھا۔یہ ایسی شکست تھی جس کا تصور کم از کم بلیک زیرو اپنی زندگی میں نہ کر سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔لیکن حقیقت اس کے سامنے تھی۔اور وہ سوائے دانت پیسنے کے اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔اب اسے عمران پر بے طرح غصہ آ رہا تھا کہ جو نجانے کہاں جا چھپا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ ڈھیلے انداز میں چلتا ہوا کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔اس کا انداز ایسا تھا جیسے جواری آخری بازی ہار کر منہ لٹکائے ایک طرف جا بیٹھتا ہے۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو نے ڈھیلے ہاتھوں سے ریسیور اٹھا لیا۔۔۔۔۔۔۔ظاہر

ہے کال کسی ممبر کی طرف سے ہو گی۔ اور وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ اپنے ممبروں کو کیا جواب دے گا۔ جو کہ اسے آج تک مافوق الفطرت صلاحیتوں کا مالک سمجھتے چلے آ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔ ایسی صلاحیتوں کا مالک کہ جو ہر قسم کی سچوِ یشن پر حیرت انگیز طریقے سے قابو پالینے کا گر جانتا ہے۔ لیکن اب۔۔۔۔۔۔۔ اب ظاہر ہے ایکسٹو بھی شکست کھا چکا تھا۔

"یس۔۔۔۔۔۔۔ ایکسٹو۔"۔۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ تو گو مخصوص تھا لیکن آواز میں شکست تسلیم کر لینے کا ڈھیلا پن بھی نمایاں تھا۔

"ارے کیا ہو گیا ہے بلیک زیرو۔۔۔۔۔۔۔ کیا تمہاری مرغی نے انڈے دینے چھوڑ دیئے ہیں جو اتنے مایوس ہو رہے ہو۔ فکر نہ کرو میں تمہیں نئی مرغی لا دوں گا۔۔۔۔۔۔۔ روزانہ دس انڈے دینے والی۔۔۔۔۔۔۔ پھر سیکرٹ سروس چھوڑ کر بے شک اندے بیچنے کا کام شروع کر دینا۔"۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

عمران کی آواز میں یوں چہکار تھی جیسے موجودہ سچوئشن کا اسے سرے سے علم ہی نہ ہو یا پھر اس کا اس صورت حال سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

"عمران صاحب۔۔۔۔۔۔۔ آپ کہاں ہیں۔ یہ موقع تھا غائب ہو جانے کا۔۔۔۔۔۔۔ کیا یہی ہے فرض شناسی۔"

بلیک زیرو عمران کی آواز سنتے ہی غصے کی شدت سے پھٹ پڑا۔ اس لمحے اس کے ذہن سے یہ بھی نکل گیا کہ اصل ایکسٹو عمران ہی ہے۔۔۔۔۔۔۔ اور اس کی حیثیت صرف ڈمی کی ہے۔

"ارے ارے۔۔۔۔۔۔۔ اتنا غصہ۔۔۔۔۔۔۔ دھیرج دھیرج۔۔۔۔۔۔۔ کوئی بات

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

نہیں۔۔۔۔۔۔۔ مرغی آ جائے گی۔۔۔۔۔۔۔ ارے ہاں۔۔۔۔۔۔۔ ذرا سر سلطان کو کہہ دو کہ وہ برونو کی شرائط تسلیم کرنے کا اعلان تو کر چکے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ لیکن ذرا اسے پورا کرنے میں وقفہ دیں۔ آخر اتنی بھی کیا جلدی تھی۔"۔۔۔ عمران کی اسی طرح چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب۔۔۔۔۔۔۔ آپ صورت حال نہیں جانتے۔ وہاں تو۔۔۔۔۔۔۔"۔۔۔ بلیک زیرو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ عمران کی حیثیت جاننے کے باوجود اسے عمران پر بے طرح غصہ آ رہا تھا۔

"میں سب جانتا ہوں طاہر صاحب۔۔۔۔۔۔۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔ اور سنو جو لیا کو کہہ دو کہ وہ اپنے ممبروں کو لے کر فوری طور پر نادرا پارٹمنٹس کے مقابل کی عمارت شارٹن پلازا کی بارھویں منزل کا کمرہ چوبیس فوری طور پر خالی کرا لیں۔۔۔۔۔۔۔ اور سنو۔۔۔۔۔۔۔ انہیں کہہ دینا کہ میرے ساتھ مکمل تعاون کیا جائے۔"۔۔۔ عمران کے لہجے میں یکلخت سختی عود کر آئی تھی۔

"مگر آپ نے کیا سوچا ہے۔۔۔۔۔۔۔ کچھ مجھے بھی تو بتائیں۔" اس بار بلیک زیرو نے نرم اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جو کچھ ہو گا سب کے سامنے ہو گا۔ تم بھی ٹیلی ویژن پر دیکھ لینا۔"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے جلدی سے ریسیور رکھا اور پھر سامنے پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔۔۔۔۔ سر سلطان۔۔۔۔۔۔۔ پلیز اٹنڈ دی کال ایکسٹو کالنگ یو اوور۔"۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں تیز آواز میں کہا۔

"یس۔۔۔۔۔۔۔ سلطان اٹنڈنگ۔۔۔۔۔۔۔ اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ اب تو سب کچھ

ختم ہو گیا اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی زہر میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سر سلطان۔۔۔۔۔۔۔ شرائط پر عمل درآمد میں وقفہ ڈالا جائے۔ ہم مجرم کو قابو میں کر رہے ہیں اوور" بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔۔۔۔ کیا میں اب اعلان کر دوں کہ شرائط نہیں مانی جارہیں اوور"۔۔۔ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا۔۔۔۔۔۔۔ میں کہہ رہا ہوں کہ شرائط کے عمل درآمد میں وقفہ ڈالا جائے۔ انہیں فوری طور پر پورا نہ کیا جائے اس وقت تک نہیں جب تک میں آپ کو نہ کہوں اوور"۔۔۔ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔ کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ سر سلطان کے ساتھ دیگر حکام بھی اس کی کال سن رہے ہوں گے۔

"تو کیا آپ پاکیشیائی ایجنٹ مجرم کو پکڑنے کے لیے کوئی کارروائی کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ کیا ترکیب سوچی ہے آپ نے اوور"۔۔۔ سر سلطان نے اس بار اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"جو کچھ ہو گا سب کے سامنے ہو گا اوور اینڈ آل۔" بلیک زیرو نے جواب دیا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ ظاہر ہے اس کا سوا وہ اور کہہ بھی کیا سکتا تھا۔ اسے تو خود معلوم نہ تھا کہ عمران کیا کرنے والا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کی فریکونسی بدلی اور جولیا کو کال کر کے اس نے عمران کی دی ہوئی ہدایات اپنی طرف سے اسے پہنچانی شروع کر دیں۔

ایک سرخ رنگ کی کار جس پر موٹے موٹے حروف میں انٹیلی جنس کے الفاظ لکھ کر چپکائے گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔ سڑک پر تیزی سے دوڑتی ہوئی نادر اپارٹمنٹس کی طرف بڑھی آرہی تھی۔ کار کی چھت پر لگے ہوئے لگیج ریک میں ایک بڑی سی کیمرہ نما مشین بندھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ ڈرائیونگ سیٹ پر

عمران بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر پاکیشیا کے معروف ترین سائنس دان سر داور بیٹھے تھے۔۔۔۔۔۔۔ عمران کا چہرہ مطمئن تھا جب کہ سر داور کے چہرے پر کھنچاؤ کے آثار نمایاں تھے۔۔۔۔۔۔۔ عمران نادر اپارٹمنٹس سے نکلتے ہی پارکنگ میں کھڑی ایک کار اڑا کر سیدھا سر داور کی لیب کی طرف دوڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔ اسے چونکہ معلوم تھا کہ برونو کوئی عام مجرم نہیں بلکہ ایکریمیا کی انتہائی طاقت ور اور فعال تنظیم جیگر فال

کا تربیت یافتہ سپیشل ایجنٹ ہے۔ اور ایجنٹ بھی ون۔ اور ظاہر ہے ایسے ایجنٹ عام لوگ نہیں بنا کرتے۔۔۔۔۔۔۔ یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے دماغوں میں پانچ چھ نہیں بلکہ دس بارہ حسیں ہوتیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔ اور موقع کے مطابق سچویشن کو ڈیل کرنا اور اپنے حق میں کرنے کی انہیں کڑی تربیت دی جاتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ برونو نے جیسے ہی اپنے اپنے آپ کو گھرے ہوئے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔ اس نے فورا ہی سچویشن کو اپنے ہاتھ میں کرنے کے لیے کیپسول کھولنے کی دھمکی دے کر صورت حال کو یکلخت بدل دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ اور اسے معلوم تھا کہ اب برونو پر اس طرح قابو پانا کہ بلیو کیپسول صحیح حالت میں اس سے حاصل کر لیا جائے عام حالات میں ناممکن ہو گا۔۔۔۔۔۔۔ برونو ذرا سا شبہ پڑنے پر بھی اپنی اور دارالحکومت کے لاکھوں کروڑوں افراد کی زندگیوں سے کھیل جانے سے دریغ نہیں کرے گا۔۔۔۔۔۔۔ اس لیے اس نے اسے قابو میں کرنے کے لیے ایک نیا ہی منصوبہ سوچا تھا۔ چنانچہ وہ کار لئے انتہائی تیز رفتاری سے اسے دوڑاتا ہوا سر داور کے پاس پہنچا۔۔۔۔۔۔۔ اور جب اس نے سر داور کو ساری صورت حال بتائی تو سر داور انتہائی پریشان ہو گئے۔ کیونکہ انہیں ان جراثیموں کی تباہ کن کارکردگی کا اچھی طرح علم تھا۔۔۔۔۔۔۔ اور عمران کو پہلی بار سر داور سے پتہ چلا کہ ان جراثیموں کا انکشاف کرنے والا سائنس دان ڈاکٹر مارٹن ان کا شاگرد تھا۔۔۔۔۔۔۔ ان کے مشورے سے وہ ان جراثیموں پر تحقیقات کر رہا تھا۔ لیکن چونکہ ان جراثیموں سے

بننے والے ہتھیار کا تعلق دفاع سے تھا۔اس لیے اسے دفاعی لیباٹری میں مکمل کیا جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔
بہر حال جب عمران نے انہیں برونو کو پکڑنے اور اس سے بلیو کیپسول حاصل کرنے کا اپنا منصوبہ بتایا۔ جسے وہ
جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔تو سرداور نے پہلے تو اسے منع کیا۔کیونکہ اس منصوبے
کے عمل درواز آمد میں عمران کے لیے ذاتی طور پر انتہائی رسک تھا۔۔۔۔۔۔۔لیکن جب عمران نے انہیں
بتایا کہ دارالحکومت کے لاکھوں کروڑوں افراد کی زندگیاں بچانے کے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے
تو سرداور رضامند ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔پھر انہیں اس منصوبے پر عمل درآمد کے لیے مطلوبہ سامان تیار
کرنے میں کچھ وقت لگ گیا۔یہ وہی وقت تھا جب کہ سر سلطان اور بلیک زیرو عمران کو پاگلوں کی ڈھونڈھ
رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔سامان تیار کر کے جب عمران اور سرداور لیباٹری سے باہر نکلنے کے لیے کاشن روم میں
پہنچے تو وہاں انہیں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر ہونے والے اعلانات سے موجودہ صورت حال کا پتہ چلا۔۔۔۔۔۔۔
اور عمران نے لیباٹری سے ہی فون کر کے بلیک زیرو کو ہدایات دیں اور انہیں شرائط پر عمل درآمد میں وقفہ
دینے کا حکم دے کر وہ دونوں کار میں بیٹھ کر تیزی سے نادرا پارٹمنٹس کی طرف دوڑ پڑے۔

"کیا تمہیں یقین ہے عمران۔۔۔۔۔۔۔کہ تمہارا یہ منصوبہ سو فیصد کامیاب رہے گا"۔۔۔سرداور نے
ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

نہ ہو گا تو کیا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔موت ہی آخری حد ہے۔۔۔۔۔۔۔آ جائے گی۔"۔۔۔عمران نے بڑے
مطمئن لہجے میں جواب دیا۔اور سرداور کو ان جراثیموں کی وجہ سے پھیلنے والی خوفناک موت کے تصور سے ہی
جھرجھری سی آ گئی۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی نادرا پارٹمنٹس کے سامنے شارٹن پلازہ کے پورچ میں جا کر رکی۔اور
دوسرے لمحے عمران اچھل کر باہر نکلا۔۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے سرداور باہر آ گئے۔عمران نے کار کی

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

چھت سے کیمرہ نما مشین اٹھائی اور اسے کاندھے پر ڈال کر وہ بھاگتا ہوا شارٹن پلازی کی عمارت میں داخل
ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔سرداور بھی اس کے پیچھے تھے۔اور تھوڑی ہی دیر بعد لفٹ نے انہیں بارہویں منزل پر
پہنچا دیا۔وہاں سیکرٹ سروس کے تقریباً تمام ارکان موجود تھے۔کمرہ چوبیس خالی کرا لیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔یہ
کمرہ بالکل اس جگہ کے مقابل تھا جہاں سامنے نادرا پارٹمنٹس کے چھجے پر برونو ہاتھ میں بلیو کیپسول پکڑے
ہوئے بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔کمرہ چوبیس کی بڑی سی کھڑکی سے برونو واضح طور پر نظر آ
رہا تھا۔اس نے بلیو کیپسول کو مٹھی میں پکڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔اور اس کا ہاتھ اس طرح چھجے کی لگر پر رکھا ہوا
تھا جیسے دھمکی دے رہا ہو کہ وہ اگر چاہے تو ایک لمحے میں کیپسول کو اس لگر سے ٹکرا کر توڑ سکتا
ہے۔۔۔۔۔۔۔وہ میگا فون منہ سے لگائے بار بار چیخ رہا تھا کہ ہیلی کاپٹر ابھی تک کیوں نہیں پہنچا۔ جلد ہی ہیلی
کاپٹر لایا جائے

ورنہ وہ کیپسول توڑ دے گا اور نیچے حکومت کی طرف سے طاقت ور میگا فون پر اسے اطلاع دی جا رہی تھی کہ
اس کی مرضی کے مطابق انتظامات مکمل کئے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔اور بس ہیلی کاپٹر اسے لینے کے لیے
پہنچنے ہی والا ہے۔ادر گرد پھیلے ہوئے ہر شخص کی نظریں آسمان پر جمی ہوئیں تھیں۔انہیں بھی شاید اس ہیلی
کاپٹر کا انتظار تھا۔

عمران نے مشین کو جلدی سے کھڑکی کے سامنے فٹ کیا۔

سرداور نے اس پر سے غلاف ہٹایا۔۔۔۔۔۔۔مشین واقعی کسی ٹیلی ویژن کیمرے جیسی تھی اور پھر عمران
نے اس کی تار کا سرا الیکٹرک پلگ سے جوڑ دیا اور دوسرے لمحے بٹن دباتے ہی مشین میں زندگی کی لہر سی
دوڑنے لگی۔۔۔۔۔۔۔اور اس کے اوپر لگی ہوئی پلیٹ پر چھوٹے چھوٹے مختلف بلب جلنے بجھنے لگے۔عمران
نے مشین کا فوکس بالکل اسی طرح سیٹ کرنا شروع کر دیا جیسے وہ چھجے میں کھڑے ہوئے برونو کی تصویر کو

کیمرے میں محفوظ کرنا چاہتا ہو۔

"ٹھیک ہے سرداور۔۔۔۔۔۔۔۔آپ مشن شروع کیجیئے۔میں ذرا ماسک میک اپ کر لوں۔ورنہ بر ونو مجھے دیکھتے ہی پہچان جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

اور سرداور سر ہلاتے ہوئے مشین کی اپریٹنگ پوزیشن میں آ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔جبکہ عمران نے جلدی سے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک پتلا سا ماسک نکالا اور اسے سر اور چہرے

پر چڑھانا شروع کر دیا۔ماسک چڑھا کر اس نے ہاتھوں سے سر اور چہرے کو تھپتھپایا۔۔۔۔۔۔۔اور چند ہی لمحوں میں اس کے چہرے کی ساخت اور بالوں کا انداز اور ان کا رنگ تبدیل ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اب اسے بطور عمران کوئی بھی نہ پہچان سکتا تھا۔

"عمران۔۔۔۔۔۔آخر تم کیا کرنا چاہتے ہو۔"۔۔۔پیچھے سے جولیا سے جب اس قدر ہولناک سسپنس برداشت نہ ہو سکا تو وہ آخر کار بول ہی پڑی۔

"میں آج کل شعبدہ بازی سیکھ رہا ہوں اور سرداور میرے استاد ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے سوچا یہ موقع پبلیسٹی حاصل کرنے کے لیے بہت اچھا ہے کیوں نہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔بس اتنی سی بات ہے۔"۔۔۔عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور سرداور کی طرف مڑ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔جو ابھی تک مشین پر جھکے ہوئے تھے۔

"ریڈی سر۔"۔۔۔عمران نے کہا۔

"ہاں۔"۔۔۔سرداور نے کہا اور مشین کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔مشین میں ایک زوردار سی گونج سی پیدا ہوئی اور دوسرے لمحے مشین کے سامنے کے رخ ایک چھوٹی سی کھڑکی کھلی۔۔۔۔۔۔۔۔اور پھر اس میں سے ایک سفید رنگ کا کبوتر پھڑ پھڑاتا ہوا باہر نکلا۔اور تیزی سے کھڑکی سے باہر نکل کر فضا میں پرواز

کرتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔اور کمرے میں موجود سیکرٹ سروس کے تمام ممبران جو سانس روکے کھڑے تھے کہ نجانے

اس مشین میں سے کیا نکلے گا۔اس میں سے کبوتر کو باہر نکل کر فضا میں اڑتے دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑے۔۔۔۔۔۔۔انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا کہ عمران اور خاص طور پر سرداور ایس خطرناک سچوئشن میں ایسا مذاق بھی کر سکتے ہیں۔

لیکن سرداور اسی طرح مشین پر جھکے ہوئے تھے جب کہ عمران اب کھڑکی کی چوکھٹ پر چڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اس کا ایک ہاتھ جیب میں تھا۔

"گو۔"۔۔۔سرداور کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے ایک لمحے کے لیے مڑ اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے بارھویں منزل سے نیچے سڑک پر چھلانگ لگا دی۔۔۔۔۔۔۔اس کے حلق سے ایک کربناک اور زوردار چیخ نکلی تھی اور پھر یہ چیخ گہرائی میں گم ہوتی چلی گئی۔

سیکرٹ سروس کے ممبران اور خاص طور پر جولیا کا جسم تو یوں سن ہو گیا تھا جیسے ان کے جسموں میں دوڑتا ہوا خون یکلخت منجمند ہو کر رہ گیا ہو۔۔۔۔۔۔۔عمران اس طرح خودکشی بھی کر سکتا ہے۔یہ تو وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے لیکن سب کچھ ان کے سامنے ہوا تھا اور عمران کی نیچے سڑک کی طرف جاتی ہوئی چیخ ان کے کانوں میں اب تک گونج رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔اور ان سب کی آنکھیں بے اختیار بند ہوتیں گئیں۔

اب لاشعوری طور پر وہ اس دھماکے کے انتظار میں تھے جو عمران کے بارھویں منزل سے سڑک پر گرنے سے پیدا ہونا تھا۔۔۔۔۔۔۔اور جس کے بعد ان کا

ہنستا مسکراتا ساتھی۔۔۔۔۔۔۔ان کا دوست ہمیشہ کے لیے ان سے جدا ہو جانا تھا۔

****

برونو نے جب سے شرائط کی تعمیل کا اعلان سنا تھا اس کا چہرہ خوشی سے کھل تھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اب اسے اپنی منزل نزدیک نظر آرہی تھی۔ برونو پہلے تو اپنے طور پر سرحد پار کرنے کے لیے بھاگ دوڑ کرتا رہا۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن سیکرٹ سروس کسی بھوت کی طرح اس سے چمٹ گئی تھی۔ وہ ہوٹل میں بھی پہنچ گئے اور پھر وہاں سے وہ نجانے کس طرح مس الماس کے کمرے تک بھی آپہنچے۔۔۔۔۔۔۔۔اور وہاں سے نکلتے ہوئے اسے احساس ہو گیا تھا کہ اب اس کا ان کے چنگل سے نکلنا محال ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر فیصلہ کیا اور میگا فون بھی اتفاق سے اس کی جیب میں آگیا تھا۔ اس

لئے اس نے نیا کھیل کھیلنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کی دھمکی کے بعد حکومت اس کے سامنے سر جھکانے پر آخر کار مجبور ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔ کیوں کہ کوئی بھی حکومت اپنے لاکھوں افراد کی زندگیوں کو داؤ پر نہ لگا سکتی تھی۔ اور پھر اس نے شرائط بھی سوچ سمجھ کر ہر طرح سے احتیاط کے پہلو سوچ کر بتائی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے گیس ماسک اور ٹرانسمیٹر اس لیے طلب کیا تھا کہ اسے خطرہ تھا کہ اسے جہاز میں بے ہوش کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ گیس ماسک پہننے کے بعد اس قسم کا ہر خطرہ ختم ہو جائے گا۔ ٹرانسمیٹر سے وہ چیف باس کو موجودہ صورت حال بتا کر انہیں کہنا چاہتا تھا کہ ایسی صورت حال میں سرحد پار کرنے اور دوسرے ملک میں پہنچتے ہی اس کی اور بلیو کیپسول کی حفاظت کا انتظام مکمل کر لیا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔اور بلڈنگ سے ائیر پورٹ وہ اس لیے جانا چاہتا تھا۔ تاکہ جلد از جلد یہاں سے فرار ہو سکے۔۔۔۔۔۔۔۔ کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ بلڈنگ کے چھبکے میں موجود اس پر کسی بھی انداز میں حملہ کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ جھولا اس نے اس لیے طلب کیا تھا تاکہ وہ شہر سے نزدیک اور ہیلی کاپٹر سے دور رہے۔ تاکہ کیپسول کھولنے یا توڑنے کی دہشت تلوار بن کر حکومت کے سر پر لٹکتی رہے۔

اس کے باوجود وہ پوری طرح مستعد اور چوکنا تھا۔ اور اس کی تیز نظریں سرچ لائٹ کی طرح ہر طرف کا جائزہ

لے

رہی تھیں۔ تاکہ خطرے کی صورت میں وہ فوری ایکشن میں آجائے۔ ویسے وہ دل ہی دل میں یہ پختہ فیصلہ کر چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ اگر اسے قابو کرنے یا مارنے کی کوشش کی گئی تو وہ ہر صورت کیپسول توڑ دے گا۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق جیگر فال کے سپیشل ایجنٹ کی جان کی قیمت پاکیشیا کے لاکھوں افراد سے زیادہ قیمتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اور اگر اسے قتل کیا جائے گا تو پھر پاکیشیا کو اس کی جان کے بدلے میں اپنے لاکھوں افراد بھی موت کی بھینٹ چڑھانے ہی ہوں گے۔۔۔۔۔۔۔۔ شرائط کی تکمیل کے اعلان کے باوجود ابھی تک ان پر عمل درآمد کے کوئی آثار نظر نہ آرہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے میگا فون پر چیخ چیخ کر جلد از جلد ہیلی کاپٹر مہیا کرنے کا مطالبہ شروع کر دیا۔ لیکن ہر بار اسے یہی بتایا جاتا کہ اس کی شرائط کی تکمیل کے لیے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ برونو کے جسم میں بے چینی کی لہریں زیادہ رفتار سے دوڑنے لگ گئیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی چھٹی حس بار بار اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بجا رہی تھی۔ لیکن بظاہر اسے کوئی خطرہ نظر نہ آرہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ نیچے سڑک پر پولیس اور انٹیلی جنس کی گاڑیاں کھلونوں کی طرح حرکے کرتے نظر ان رہی تھیں۔ اس کے علاوہ کوئی ٹریفک نہ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ البتہ ٹیلی ویژن کے کیمرے صاف نظر آرہے تھے۔ لیکن وہ اپنی جگہ مطمئن تھا۔ کہ جب تک اس کے ہاتھ بلیو کیپسول ہے اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ وہ ہر

طرح سے محفوظ تھا۔ اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اگر لانگ رینج رائفل سے اس کو قتل کرنے کی کوشش کی تب بھی اس کے پاس اتنا وقت ضرور بات چیت جائے گا کہ وہ کیپسول کو گگر سے ٹکرا کر توڑ سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ یا اگر وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ جائے تو پھر اتنی بلندی سے نیچے سڑک پر گر کر ٹوٹنے سے اسے کوئی نہ بچا سکتا تھا پھر نیچے جال بھی نہ تانے گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔اس کا مطلب تھا کہ ان کا کوئی آدمی اس

پر قابو پانے کے لیے بلڈنگ پر نہیں چڑھ رہا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ایسی صورت میں یقیناً نیچے جال لگا یا جاتا۔ یہ ایک فطری اور لاشعوری عمل تھا۔

لیکن ان سب باتوں کے باوجود جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کے جسم میں نامعلوم سی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی بھی لمحے کچھ ہونے والا ہے۔ لیکن کیا ہونے والا ہے۔ اس کا کوئی پتہ نہ تھا۔ اور نہ ہی کچھ ہونے کے بظاہر آثار نظر آ رہے تھے۔

اور پھر اچانک اس کی تیز نظریں سامنے والی بلڈنگ کے ایک کمرے کی کھڑکی پر پڑیں جہاں ایک کیمرہ نصب تھا۔ اور کوئی شخص کھڑکی کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔ اس نے نظریں ہٹا لیں۔ کیونکہ وہ یہی سمجھا تھا کہ ٹیلی ویژن والے زیادہ واضح عکاسی کے لیے اس کے مقابل کیمرہ لائے ہوں گے۔۔۔۔۔۔۔ اسے اس کی پرواہ نہ تھی کہ ٹیلی ویژن والے کہاں کیمرہ لگاتے ہیں۔

اس نے اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کر دیا۔ اور ایک بار پھر میگا فون پر چیخ کر ہیلی کاپٹر لانے کے لیے کہا۔۔۔۔۔۔۔ ابھی وہ میگا فون پر بول رہا تھا کہ اس نے سامنے والی بلڈنگ سے ایک کبوتر کو پھڑ پھڑا کر باہر نکلتے اور پھر فضا میں پرواز کرتے دیکھا۔ کبوتر قلا بازیاں کھاتا ہوا فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔ اور پھر اس کی بلڈنگ کے اوپر جا کر وہ اس کی نظروں سے غائب ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔ برونو نے ایک بار پھر آسمان پر اِدھر اُدھر دیکھا وہ جھولے والے ہیلی کاپٹر کا انتظار کر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک زوردار چیخ اس کے کانوں میں پڑی۔۔۔۔۔۔۔ اور دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ جب اس نے سامنے والی بلڈنگ کی انتہائی بلندی سے کسی آدمی کو نیچے سڑک پر گرتے ہوئے دیکھا۔ اور صرف وہ نہیں ارد گرد موجود ہر شخص اس آدمی کو اس طرح اچانک انتہائی بلند سے گرتے دیکھ کر سب کچھ بھول بھال کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

اسی لمحے برونو کے کانوں میں پھڑ پھڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔۔۔۔۔۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اچانک اس کے اس ہاتھ پر جس میں اس نے بلیو کیپسول پکڑ رکھا تھا۔ کسی نے زوردار جھپٹا مارا۔۔۔۔۔۔۔ چونکہ برونو گرنے والے کی طرف متوجہ تھا۔ اس لیے کیپسول پر اس کی گرفت عام حالات کی طرح سخت نہ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ اچانک جھٹکا لگتے ہی بے اختیار اس کی مٹھی کھلی اور بلیو کیپسول اس کے ہاتھ سے نکل کر نیچے سڑک کی طرف

گرنے لگا۔ اسی لمحے سفید رنگ کے کبوتر نے بجلی کی سی تیزی سے غوطہ لگایا۔۔۔۔۔۔۔ اور دوسرے لمحے وہ سڑک کی طرف گرتے ہوئے خوفناک کیپسول کو اپنے پنجوں میں دبا چکا تھا اور قلا بازیاں کھاتا ہوا تیز رفتاری سے واپس سامنے والی بلڈنگ کی کھڑکی کی طرف اڑتا چلا گیا۔

ادھر جو آدمی سامنے والی بلڈنگ کی انتہائی بلندی سے نیچے گرا تھا۔۔۔۔۔۔۔ زمین کے قریب پہنچتے ہی اس کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا۔ اور پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کسی پستول نما آلے میں ایک غبارہ سا باہر نکلا۔۔۔۔۔۔۔ اور ایک لمحے میں فضا میں کسی پیراشوٹ کی طرح پھیلتا چلا گیا۔ اس آدمی کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اور اس کے گرنے کی رفتار یکلخت کم ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ آدمی سڑک پر اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے وہ اتنی بلندی سے گرنے کی بجائے سیڑھیاں اتر کر نیچے سڑک پر جا کھڑا ہوا ہو۔۔۔۔۔۔۔ پیراشوٹ نما غبارہ ابھی تک فضا میں لہرا رہا تھا۔ اس آدمی کا ہاتھ ابھی تک فضا میں بلند تھا۔

برونو حیرت سے بت بنا کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں ہی نہ آیا کہ اس کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔ کیپسول جس کے بل پر وہ اپنی شرائط منوا رہا تھا۔ وہ کیپسول جس کے اندر لاکھوں افراد کی دردناک موت چھپی ہوئی تھی اس کے ہاتھوں سے غائب ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ یوں خالی ہاتھ کھڑا تھا جیسے جوئے کی بازی میں وہ اپنی پونجی تو کیا اپنی زندگی تک ہار گیا ہو۔

****

عمران نے ایک زوردار چیخ مارتے ہوئے بارہویں منزل کی کھڑکی سے چھلانگ لگائی۔۔۔۔۔۔۔اور اس کا جسم انتہائی تیزی سے نیچے گہرائی میں گرنے لگا۔ چند لمحوں کے لیے اسے یوں محسوس ہوا جیسے حواس اس کا ساتھ چھوڑ رہے ہوں۔ لیکن اس نے سر کو جھٹکا دے کر اپنے آپ کو سنبھال لیا۔۔۔۔۔۔۔اس کا جسم کسی لاش کی طرح نیچے گر رہا تھا۔ اور نیچے موجود سڑک تیزی سے اس کی پانی بہاتی ہوئی آنکھوں کے سامنے پھیلتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔اور پھر اسے جیسے ہی اندازہ ہوا کہ اب وہ زمین سے سو گز کے فاصلے پر پہنچ گیا ہے۔ اس نے جیب میں ڈالے ہاتھ کو ایک جھٹکے سے باہر نکالا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی نال کا ریوالور تھا جو باہر آ گیا۔۔۔۔۔۔۔اس

کا ہاتھ ریوالور کے دستے پر مضبوطی سے جما ہوا تھا۔ اور انگلی اس کے ٹریگر پر موجود تھی۔۔۔۔۔۔۔نیچے گرتے ہی اس نے اپنے ہاتھ کی گرفت کو ہر لحاظ سے مضبوط رکھا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اسی گرفت پر اس کی موت اور زندگی کا انحصار ہے۔۔۔۔۔۔۔چنانچہ ریوالور کے باہر نکالتے ہی اس نے ٹریگر پر جمی ہوئی انگلی کو زور سے حرکت دینے میں اپنی پوری قوت ارادی صرف کرنی پڑی۔۔۔۔۔۔۔اور جیسے ہی اس کی انگلی نے حرکت کی ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ریوالور کی نال سے ایک غبارہ سا کھل کر ہوا میں کسی پیراشوٹ کی طرح پھیلتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔جس کی رسی ریوالور کی نال کے اندر اب بھی موجود تھی۔ غبارے کے باہر نکلتے ہی اس کے جسم اور خاص طور پر اس کے ہاتھ کو اتنے زور سے جھٹکا لگا کہ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا بازو کندھے کے جوڑ سے علیحدہ ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔لیکن اس نے اپنے جسم کو سیکڑ کر اس جھٹکے کی شدت

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کو کم کیا۔ اور دوسرے لمحے انتہائی تیز رفتاری سے نیچے گرتا ہوا اس کا جسم جھٹکے سے رک گیا۔۔۔۔۔۔۔اور اس کی رفتار یکلخت نہ ہونے کے برابر رہ گئی۔ اور یوں ایک بازو کے بل نیچے گرتا گیا جیسے کسی نے اسے پکڑ کر نیچے کھڑا کر دیا ہو۔۔۔۔۔۔۔اس کا ایک ہاتھ ابھی تک فضا میں اٹھا ہوا تھا۔ اور غبارہ نما پیراشوٹ فضا میں لہرا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ارد گرد کے لوگ اس حیرت انگیز اور اچانک واقعے کی دیکھ کر یوں دم بخود تھے جیسے کسی جادوگر

نے انہیں جادو کی چھڑی گھما کر مجسموں میں تبدیل کر دیا ہو۔ عمران کا چہرہ اسی کھڑکی کی طرف اٹھا ہوا تھا جہاں سے کودا تھا۔ اور اسی لمحے اسے کھڑکی میں سے ایک شعلہ سا چمکتا ہوا دکھائی دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی جس چھجے میں برونو کھڑا تھا وہاں سے ایک ہلکی سی چیخ سنائی دی۔۔۔۔۔۔۔اور دوسرے لمحے برونو ایک زوردار جھٹکا کھا کر چھجے کی پچھلی دیوار سے ٹکرایا اور پھر وہ منہ کے بل آگے کو جھکتا ہوا چھجے کی نیچی دیوار پر گرا۔۔۔۔۔۔۔اس کے دونوں ہاتھ نیچے کی طرف لٹکے۔ اس کا جسم آگے کو یوں جھکا جیسے وہ سر کے بل نے سڑک پر آ گرے گا۔۔۔۔۔۔۔لیکن پھر اس کا جسم رک گیا۔ کیونکہ اس کے پیر پچھلی دیوار کی جڑ کے ساتھ اٹھ کر گئے تھے۔

برونو کو یوں جھٹکا کھا کر گرتے دیکھ کر وہاں ارد گرد موجود ہر شخص خوف کی شدت سے بری طرح چیخ پڑا۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ ان سب کو معلوم تھا کہ اس کے ہاتھ میں موت کا کیپسول ہے۔ اور ظاہر ہے اس طرح گرنے کی وجہ سے وہ اس کے ہاتھ سے نکل کر نیچے سڑک پر آ گرے گا۔۔۔۔۔۔۔اور پھر اس کا ٹوٹ جانا یقینی ہے۔ اور اس کے ٹوٹنے کے بعد جو ہونا تھا وہ ان سب کو معلوم تھا۔

"ہرا میرا شعبدہ کامیاب رہا۔۔۔۔۔۔۔وکٹری فار پاکیشیا۔" اچانک عمران کے حلق سے ایک زوردار نعرہ بلند ہوا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس نے غبارے والا پستول ہاتھ سے چھوڑ دیا۔۔۔۔۔۔۔اور غبارہ ریوالور کو لے کر تیزی سے فضا میں بلند

ہوا۔ عمران نے ریوالور چھوڑتے ہی بجلی کی سی تیزی سے ماسک چہرے سے ہٹا دیا۔۔۔۔۔۔۔اور عمران کے نعرے نے خوف سے چیخیں مارتے ہوئے انسانوں پر انوکھا رد عمل کیا ہے۔ کہاں وہ خوف سے چیخ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔اور اب یکلخت خاموش ہو کر عمران کو دیکھنے لگے۔

"کک۔۔۔۔۔۔۔کک۔۔۔۔۔۔۔کیا ہوا۔۔۔۔۔۔۔وہ کیپسول۔"۔۔۔قریب ہی موجود سر سلطان ماسک ہٹتے ہی عمران کا چہرہ دیکھ بوکھلا کر چیخ پڑے۔

"وہ کیپسول محفوظ ہے۔۔۔۔۔۔۔سر داور کے پاس۔ ان کے مشینی کبوتر نے کام دکھا دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔اور برونو سکندر کی طرح خالی ہاتھ وہ سامنے چھپکے کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور درس عبرت دے رہا ہے۔" عمران نے بلند آواز سے کہا۔

پہلے تو سر سلطان اور ارد گرد موجود لوگوں کو عمران کی بات پر یقین نہ آیا۔۔۔۔۔۔۔ مگر جب انہوں نے واقعی برونو کے دونوں لٹکے ہوئے ہاتھوں کو خالی دیکھا۔ اور کیپسول اب تک نیچے بھی نہ گرا تھا۔ تو سب سے پہلے سر سلطان اپنی جگہ سے اچھلے اور پھر دوڑتے ہوئے وہ عمران سے لپٹ گئے۔

"تم عظیم ہو۔۔۔۔۔۔۔تم عظیم ہو۔۔۔۔۔۔۔تم عظیم ہو۔" سر سلطان کے منہ سے بے اختیار ایک ہی فقرہ نکل رہا تھا اور ان کی آنکھوں سے نجانے کس جذبے کی وجہ سے مسلسل آنسو ٹپکنے لگے۔

"ارے ارے۔۔۔۔۔۔۔میرا نام علی عمران ہے۔۔۔۔۔۔ڈیڈی سن

رہے ہیں۔ انہیں پتا چلا کہ میں نے ان کا رکھا ہوا نام بدل دیا ہے تو کھوپڑی پلپلی کر دیں گے۔"۔۔۔ عمران نے اپنے آپ کو چھڑاتے ہوئے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اور سر سلطان اسے چھوڑ کر تیزی سے پولیس جیپ کے ساتھ کھڑے ایک انسپکٹر کی طرف لپکے۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے اس کے ہاتھ سے میگا فون جھپٹ لیا۔

"خوش ہو جاؤ۔۔۔۔۔۔۔پاکیشیا کے لوگو خوشیاں مناؤ۔ اب خطرہ دور ہو چکا ہے۔ ہمارے ملک کے عظیم انسان نے اپنی جان پر کھیل کر نہ صرف مجرم کو قابو کر لیا ہے بلکہ وہ خوفناک کیپسول بھی اب محفوظ ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے۔۔۔۔۔۔۔سلام کرو۔۔۔۔۔۔۔اس عظیم انسان کو۔۔۔۔۔۔۔سلام کرو۔۔۔۔۔۔۔" سر سلطان نے جذبات سے پر لہجے میں کہا۔

اور ان کی آواز میگا فون پر جیسے ہی فضا میں پھیلی ہر طرف خوشیوں سے بھرے ہوئے نعرے گونجنے لگے۔۔۔۔۔۔۔خوف کی شدت سے زرد چہرے مسرت سے جگمگانے لگے۔

اور سر سلطان مائیک چھوڑ کر تیزی سے واپس عمران کی طرف بڑھے جو بڑا معصومانہ چہرہ لئے یوں کھڑا ایک ایک کو دیکھ رہا تھا جیسے کوئی دیہاتی بچہ پہلی بار میلے میں آیا ہو۔۔۔۔۔۔۔اور ایک ایک چیز کو حیرت اور تعجب سے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہا ہو۔

"یہ سب ہوا کیسے۔"۔۔۔ سر سلطان نے مسرت سے چیختے ہوئے کہا۔

اسی لمحے سر رحمان اور دوسرے اعلیٰ حکام بھی عمران کے گرد اکٹھے ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔سر رحمان کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ حیرت اور اندرونی مسرت نے ان کے چہرے پر متضاد کیفیات نمایاں کر دی تھیں۔

"پپ۔۔۔۔۔۔۔پپ۔۔۔۔۔۔۔پتہ نہیں جناب۔۔۔۔۔۔۔یقین کیجیئے مجھے پتہ نہیں۔ میں تو اوپر والی بارھویں منزل کی کھڑکی میں کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا کہ کسی کم بخت نے مجھے وہاں سے دھکا دے دیا۔ وہ تو

میری جیب میں غبارے والا پستول تھا۔۔۔۔۔۔۔ جو میں نے چیونگم کے دس پیکٹ اکٹھے خریدنے پر انعام میں حاصل کیا تھا بس وہ میں نے چلا دیا۔۔۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔۔۔ مجھے پتہ نہیں۔"

عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔اور اس طرح آنکھیں جھکا لیں جیسے کسی بچے کو ٹافیاں چراتے ہوئے اچانک پکڑ لیا جائے تو وہ نظریں جھکا لیتا ہے۔

"احمق آدمی۔۔۔۔۔۔۔ کیا ضرورت تھی بارھویں منزل سے چھلانگ لگانے کی۔۔۔۔۔۔۔ اگر مر جاتے تو۔"۔۔۔ اچانک سر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ڈ۔۔۔۔۔۔۔ ڈیڈی۔۔۔۔۔۔۔ اتنی اونچی سیڑھی نہیں ملی تھی ایمان سے میں نے بہت ڈھونڈی تھی۔۔۔۔۔۔۔ مجبوری تھی ڈیڈی۔"عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔اور سر رحمان شاید زندگی میں پہلی بار مسکرانے پر مجبور ہو گئے۔

اسی لمحے سر داور تیز تیز قدم اٹھاتے قریب آتے دکھائی دیئے۔

"گڈ شو عمران۔۔۔۔۔۔۔ گڈ شو۔۔۔۔۔۔۔ تم واقعی عظیم ہو۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی شخص اس قدر جرات بھی کر سکتا ہے۔"سر داور نے قریب آکر کہا اور انہوں نے عمران کو گلے لگا لیا۔

"استاد جی۔۔۔۔۔۔۔ میرا انعام۔۔۔۔۔۔۔ آخر شاگردوں کو استاد انعام بھی دیا کرتے ہیں۔"۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔اور سر داور بے اختیار ہنس پڑے۔

"ہاں۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں انعام ملے گا۔۔۔۔۔۔۔ ضرور ملے گا۔۔۔۔۔۔۔ یہ لو اپنا انعام۔"۔۔۔ سر داور نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔اور دوسرے لمحے وہی خوفناک بلیو کیپسول انہوں نے جیب سے نکال کر عمران کے ہاتھ پر رکھ دیا۔۔۔۔۔۔۔ وہی کیپسول جس میں لاکھوں افراد کی موت چھپی ہوئی تھی۔

"ارے باپ رے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ اس قدر خوفناک انعام۔۔۔۔۔۔۔ ارے ارے۔۔۔۔۔۔۔ اس

لیے میں نے چھلانگ لگائی تھی یہ آپ لے لیجیئے سر سلطان صاحب۔۔۔۔۔۔۔ آپ رکھ لیجیئے۔"۔۔۔ عمران نے بدکتے ہوئے کہا۔اور کیپسول سر سلطان کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

نعرے لگاتا ہوا مجمع اسی طرف اکٹھا ہو رہا تھا جدھر یہ سب لوگ موجود تھے۔۔۔۔۔۔۔ لیکن پولیس نے مجمع کو قریب آنے سے روک دیا۔

اور اب ٹیلی ویژن کیمرے انہیں فوکس کئے ہوئے تھے۔اسی لمحے ٹیلی ویژن کمنٹیٹر وہاں پہنچ گیا۔اس کے ہاتھ میں مائیک تھا۔جناب۔۔۔۔۔۔۔ جناب۔۔۔۔۔۔۔ سب لوگ اس حیرت انگیز واقعے کی تفصیل جاننا چاہتے ہیں۔اگر آپ وضاحت فرما دیں۔۔۔۔۔۔۔ کمنٹیٹر نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"میں بتاتا ہوں۔"۔۔۔ سر داور نے کہا۔اور پھر انہوں نے مختصر بتانا شروع کر دیا۔کہ کس طرح عمران ان کے پاس پہنچا۔اور اس نے مجرم پر قابو پانے اور اس سے خوفناک کیپسول حاصل کرنے کا منصوبہ بنایا۔۔۔۔۔۔۔ حیرت انگیز اور خوفناک منصوبہ۔

سب سے بڑا مسلئہ یہ تھا کہ مجرم کی توجہ آخر کس طرح چند لمحوں کے لیے اس کیپسول سے ہٹائی جائے۔۔۔۔۔۔۔ اس طرح کہ اسے شک بھی نہ پڑے۔کیونکہ مجرم اپنی جان پر کھیلنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ چنانچہ ہم نے منصوبے کے مطابق کمپیوٹر کنٹرول مشین کو ایک ٹیلی ویژن کیمرے میں بدل دیا۔۔۔۔۔۔۔ تاکہ مجرم اگر اسے دیکھے تو ٹیلی ویژن کیمرہ سمجھے۔اس کمپیوٹر میں مشینی کبوتر بند تھا۔جس کو اس کمپیوٹر سے کنٹرول کیا جاتا تھا۔۔۔۔۔۔۔ چنانچہ وہ مشین سامنے والی بلڈنگ میں رکھ دی گئی۔اور میں نے مشین کا کنٹرول سنبھال کر مشینی کبوتر کو شوٹ کیا۔جو کنٹرول کی وجہ سے اصل کبوتر کی طرح فضا میں اڑتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔ کبوتر چوں کہ بظاہر عام کبوتر تھا۔اس لیے مجرم نے اسے نظر انداز کر دیا اور میں نے کبوتر کو ٹھیک اس چھپکے کے اوپر پہنچا دیا جس کے نیچے مجرم کیپسول پکڑے کھڑا تھا۔اور اب مجرم کی توجہ اس کیپسول

سے ہٹانے کے لیے عمران نے اپنے خوفناک منصوبے پر عمل شروع کیا۔۔۔۔۔۔۔اس نے بارھویں منزل کی کھڑکی سے یوں نیچے چھلانگ لگا دی جیسے وہ بلندی سے گرا ہو۔۔۔۔۔۔۔انسانی فطرت کے مطابق عمران کو یوں چیخ کر نیچے گرتے دیکھ کر مجرم کی توجہ اس طرف ہو گئی اور کیپسول پر اس کی گرفت ڈھیلی پر گئی۔۔۔۔۔۔۔اور میں نے اسی لمحے چھپکے سے اوپر پرواز کرتے مشینی کبوتر کو کمپیوٹر کے ذریعے کنڑول کرتے ہوئے مجرم کے اس ہاتھ پر جس میں کیپسول موجود تھا جھٹکا دیا اور مشینی کبوتر نے اس ہاتھ پر جھپٹا مارا۔۔۔۔۔۔۔چونکہ مجرم گرتے ہوئے عمران کی طرف متوجہ تھا اس لیے جھٹکا لگنے سے سے کی گرفت کیپسول پر سے ختم ہو گئی۔اور کیپسدول اس کے ہاتھ سے نکل کر نیچے گرا۔۔۔۔۔۔۔میں نے کبوتر کو غوطہ دیا۔اور دوسرے لمحے کبوتر نے نیچے گرتے ہوئے کیپسول کو پنجوں میں دبایا اور پھر بجلی کی سی تیز رفتاری سے واپس اڑتا ہوا وہ میرے پاس پہنچ گیا۔۔۔۔۔۔۔اور میں نے اس کے پنجوں سے کیپسول حاصل کر کے جیب میں ڈال لیا۔یہ وہی لمحہ تھا جب عمران کے قدم زمین پر لگے تھے۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ اس کی جیب میں پیرا شوٹ فائر ریوالور تھا۔اور اس کی چھلانگ کے بعد اس کی زندگی یا موت کا انحصار اس ریوالور کے بروقت فائر پر تھا جو اس نے کر دیا۔۔۔۔۔۔۔اور غبارے نما جدید ترین پیرا شوٹ نے زوردار عمل کے ذریعے اس کی رفتار کو کم کیا اور وہ یوں زمین پر اتر گیا جیسے وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا ہو۔

کیپسول حاصل کرتے ہی منصوبے کے مطابق میں نے ہیلیم گیس

کا فائر برونو پر کیا جو پہلے پھر کمپیوٹر فائرنگ ٹارگٹ پر تھا۔اس گیس کے فائر سے برونو بے ہوش ہو کر جھٹکے میں گر گیا۔۔۔۔۔۔۔اور اب کیپسول محفوظ ہاتھوں میں ہے اور مجرم بھی۔"۔۔۔سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن سرداور صاحب۔۔۔۔۔۔۔اگر آپ کا مشینی کبوتر اس کیپسول کو اپنے پنجوں میں نہ دبا سکتا۔آپ

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

سے غلطی بھی ہو سکتی تھی۔تو پھر اس کا کیا نتیجہ نکلتا۔۔۔۔۔۔۔کیا آپ نے اس پر غور کیا تھا۔"۔۔۔کمنٹیٹر نے کہا۔

"ہاں۔۔۔۔۔۔۔ہمیں معلوم تھا کہ اگر ایسا ہوا تو سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔لیکن ہم اتنے بچے نہیں کہ اس قدر خوفناک رسک لے لیتے۔ہمیں معلوم تھا کہ جراثیموں والا یہ کیپسول ایک مخصوص مادہ سے بنایا گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔اور ہم ن مشینی کبوتر کے پنجوں میں ایسا مادہ لگا دیا تھا کہ کیپسول اس کے پنجوں سے اس طرح چمٹ جاتا تھا جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔اس لیے ہم مطمئن تھے کہ کبوتر بہر حال کیپسول کو پکڑ لے گا اور آپ نے دیکھا کہ ایسا ہی ہوا۔"۔۔۔سرداور نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"لیکن اس مادہ نے جو کبوتر کے پنجوں میں لگیا گیا تھا اس وقت کیوں نہ اثر کیا جس وقت اس نے مجرم کے ہاتھ پر جھپٹا مارا تھا۔اور کیپسول مجرم کے ہاتھ میں تھا۔۔۔۔۔۔۔ایسا بھی تو ہو سکتا تھا کہ کیپسول کا کچھ حصہ وہیں کبوتر کے پنجوں سے چمٹ جاتا اور بقیہ کیپسول مجرم کے ہاتھ میں ہی پھنس کر رہ جاتا۔"۔۔۔کمنٹیٹر نے انتہائی ذہانت آمیز سوال کیا۔

"یہ پہلو بھی پہلے سے ہمارے ذہن میں تھا۔۔۔۔۔۔۔آپ یہ نہ بھولیئے کہ وہ اصل کبوتر نہیں تھا بلکہ مشینی کبوتر تھا۔اس کے پنجوں کے اندر خلا میں وہ مادہ بھرا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔جس وقت اس نے جھپٹا مارا۔اس وقت وہ مادہ اس کے پنجوں کے نیچے نہ پھیلا تھا۔لیکن جب کیپسول ہاتھ کی گرفت سے نکلا۔طے شدہ پلاننگ کے تحت کمپیوٹر نے وہ مادہ پنجوں پر پھیلا دیا۔"۔۔۔سرداور نے کہا۔

"اور صاحب۔۔۔۔۔۔۔اس مادے کے باوجود آپ نے کبوتر کے پنجوں سے وہ کیپسول کیسے نکال لیا۔۔۔۔۔۔۔کیا اس رد عمل کی وجہ سے کیپسول کے ٹوٹنے کا خطرہ نہ تھا۔"۔۔۔کمنٹیٹر نے کہا۔

"کمپیوٹر کا بٹن آف کر کے وہ کیپسول لیا جا سکتا ہے۔اور میں نے یہی کیا۔یہ تو سادہ سی بات ہے۔"۔۔۔

سرداور نے کہا اور کمنٹیٹر جھینپ گیا۔

"لیکن عمران صاحب اگر پیراشوٹ باندھ کر کودتے تو کیا اس طرح رسک کم نہ کیا جا سکتا تھا۔"۔۔۔ کمنٹیٹر نے اب دوسرے رخ پر بات شروع کی۔

"آپ مجرم کی ذہانت اور عیاری کو نہیں جانتے۔ عمران جانتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر پیراشوٹ باندھ کر کودا جاتا تو وہ ایک لمحے میں سب کچھ سمجھ جاتا۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ اس نے پیراشوٹ کو کمر پر بندھے ہوئے چیک کر لینا تھا۔ اس لیے عمران نے یہ رسک لیا۔ اس رسک کے بغیر اس مجرم کو ڈاج نہ دیا جا سکتا تھا۔"۔۔۔ سرداور نے کہا۔

"اگر عمران صاحب بروقت وہ ریوالور فائر نہ کر سکتے۔ یا عین وقت پر وہ ریوالور دھوکہ دے جاتا یا عمران صاحب راستے میں ہی بے ہوش ہو جاتے تو۔۔۔۔۔۔۔۔"۔۔۔ کمنٹیٹر نے کہا۔

"تو اس وقت عمران کی ہڈیوں اور گوشت کا ملغوبہ سڑک پر بکھرا ہوا نظر آ رہا ہوتا۔"۔۔۔ سرداور نے کہا۔

"ارے باپ رہے۔۔۔۔۔۔۔۔ سرداور آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔۔۔ مجھے پہلے بتا دیتے تو میں کوئی پاگل تھا کہ اس طرح کود پڑتا۔"۔۔۔ عمران نے اچانک خوف سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔ اور سرداور اس کی اداکاری پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"یہ عمران صاحب کیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں۔ کیا یہ سیکرٹ سروس کے چیف ہیں۔"۔۔۔ کمنٹیر نے پوچھا۔

"سیکرٹ سروس۔۔۔۔۔۔۔۔ ارے کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ ارے مجھے کیا ضرورت ہے سیکرٹ رہنے کی۔۔۔۔۔۔۔ میں تو اوپن سروس کا قائل ہوں۔ ایسی سروس جیسے ڈاک خانے والوں کی میل سروس ہوتی ہے یا ہوائی کمپنیوں کی کارگو سروس یا آپ ٹیلی ویژن والوں کی سروس۔۔۔۔۔۔۔۔ ویسے بڑے بھائی۔ کیا

مجھے بھی نوکری مل سکتی ہے آپ کی طرح یہ چھوٹا سا مائیک اٹھا کر سوال کرنے کی۔۔۔۔۔۔۔۔ ایمان سے سوچ سوچ کر آپ سے اچھے نہیں تو آپ جیسے سوال ضرور کر لیا کروں گا۔"۔۔۔ عمران نے احمقانہ انداز میں منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ ان کا کوئی تعلق سیکرٹ سروس سے نہیں۔ یہ تو سنٹرل انٹیلی جنس ڈائریکٹر سر رحمان صاحب کے صاحبزادے ہیں اور شوقیہ فن کار ہیں۔"۔۔۔ سر سلطان نے قریب کھڑے سر رحمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔۔ مبارک ہو جناب۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ کے صاحبزادے نے حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے۔"۔۔۔ کمنٹیٹر نے فوراً ہی سر رحمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شکریہ۔۔۔۔۔۔۔۔ ایسے احمقوں سے ایسے ہی احمقانہ منصوبوں کی توقع کی جا سکتی ہے۔"۔۔۔ سر رحمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں اب تمام وضاحت ہو چکی ہے۔ اب چلنا چاہیئے۔"۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور کمنٹیٹر شکریہ ادا کر کے واپس مڑ گیا۔ اور سر سلطان اور سر رحمان اور دیگر اعلیٰ حکام اپنی اپنی کاروں کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور عمران اسی طرح ایک ایک کو جاتے ہوئے یوں دیکھتا رہا جیسے اسے یہ توقع ہی نہ ہو کہ اس کے اس عظیم کارنامے کی بس اتنی ہی تعریف ہو گی اور پھر سب چلے جائیں گے اسے اکیلا چھوڑ کر۔۔۔۔۔۔۔۔ سرداور بھی سر سلطان کے ساتھ ہی چلے گئے تھے۔

"ارے وہ میرا انعام۔۔۔۔۔۔۔۔ ارے کچھ رقم تو دیتے جاؤ۔ سو پچاس روپے ہی سہی۔"۔۔۔ عمران نے اونچے لہجے میں کہا۔ اور پھر یوں مایوس ہو کر واپس مڑا جیسے اس کے کارنامے کی کسی نے قدر ہی نہ کی ہو۔

"عمران صاحب۔"۔۔۔ اسی لمحے صفدر کی آواز سنائی دی۔

اور عمران نے چونک کر اس طرف دیکھا جہاں صفدر کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کھڑے بڑی عقیدت مندانہ نظروں سے عمران کو دیکھ رہے تھے۔

"آپ میرا انٹرویو لیں گے۔۔۔۔۔۔۔ ضرور لیں لیکن اوہ۔۔۔۔۔۔۔ آپ کے ہاتھ میں تو کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔۔ نہ مائیک اور نہ ہی معاوضے کا کوئی چیک۔"۔۔۔ عمران نے مایوس سے لہجے میں کہا اور سب اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"ارے۔۔۔۔۔۔ میرا یار برونو۔۔۔۔۔۔۔ ارے کیا وہ وہیں لٹکا رہے گا۔ ارے اسے نیچے تو اتارو۔ شاید وہی انعام میں کچھ دے دے۔"اچانک عمران نے یوں چونک کر اس چھبکے کی طرف دیکھا جہاں برونو موجود تھا۔۔۔۔۔۔۔ لیکن ظاہر ہے چھبکا خالی پڑا ہوا تھا۔

"وہ انعام وصول کرنے والوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے۔ وہ آپ کو کیا دے گا۔"۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور عمران نے یوں مایوسی سے منہ لٹکا لیا جیسے انعام حاصل کرنے کی آخری امید بھی ختم ہو گئی ہو۔

ختم شد